

پت سیریز

ٹٹ شیڈو

Garden

Garden

کلمہ بریم

کلمہ



# چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ”وائٹ شیڈ“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو مشن کی تکمیل کے لئے جن جانکام مراحل سے گزرنا پڑا ہے اور وائٹ شیڈ سے مقابلے میں انہیں جس طرح جان توڑ جدوجہد کرنا پڑی ہے وہ یقیناً آپ کو پسند آئے گی۔ ناول میں ایکشن بھی اپنے عروج پر نظر آتا ہے اور سسپنس بھی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے معیار اور اعتماد پر پورا اترے گا۔ لیکن ناول کے مطالعہ سے پہلے حسب روایت اپنے چند خطوط اور ان کے جواب ملاحظہ کریجئے۔

چک نمبر 16/T.D.A کی نہر ضلع بھکر سے تنویر اقبال لکھتے ہیں۔ ”طویل عرصہ سے آپ کے ناولوں کا شیدائی ہوں۔ ایک خواہش ہے۔ امید ہے کہ آپ ضرور پوری کریں گے کہ عمران سیریز کے ساتھ ساتھ فریدی سیریز اور پرمود سیریز بھی لکھا کریں اور اگر تینوں ناول ایک ہی ماہ میں لکھے جانے ممکن نہ ہوں تو ہر ماہ ایک سیریز لکھا کریں۔ دوسرے ماہ دوسری اور تیسرے ماہ تیسری سیریز۔ تاکہ عمران کے ساتھ ساتھ کرنل فریدی اور پرمود کو پسند کرنے والوں کو بھی یہ ناول پڑھنے کو مل سکیں۔“

محترم تنویر اقبال صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد

شکریہ۔ آپ کی خواہش سر آنکھوں پر۔ لیکن پہلے قارئین سے پوچھنا پڑے گا کہ کیا وہ عمران کی دو ماہ تک کمی برداشت بھی کر لیں گے یا نہیں۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اگر ایک ماہ بھی عمران سیریز کسی بھی وجہ سے شائع نہ ہو سکے تو قارئین میرا اور پبلشر دونوں کا ناطقہ بند کر دیتے ہیں۔ جبکہ آپ دو ماہ کی غیر حاضری کی بات کر رہے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ضلع قصور سے نوید خالد لکھتے ہیں۔ ہم طویل عرصہ سے آپ کے ناولوں کے شیدائی ہیں۔ خاص طور پر اسرائیل اور روحانیت کے موضوع پر لکھے گئے ناول ہمیں بے حد پسند ہیں۔ آپ سے ایک بات پوچھنی ہے کہ جو لیا کا کردار کچھ عجیب سا لگتا ہے کیونکہ پہلے پہل تو جو لیا کو عمران کے مزاج کا اچھی طرح سے علم نہ تھا اور وہ عمران کی باتوں میں آجاتی تھیں لیکن اب تو جو لیا کو اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ عمران کا مزاج کیا ہے۔ اب وہ کیوں عمران کی باتوں پر جذبہ باقی ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات تو اس کی جذباتی باتوں پر ہم بے حد بور ہو جاتے ہیں۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔

محترم نوید خالد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے اپنے خط میں جو لیا کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی آپ کا واسطہ دل کے معاملات سے نہیں پڑا۔ ورنہ آپ ایسی بات نہ لکھتے۔ جو لیا کو بھی سب کچھ معلوم ہے اور تصویر کو بھی۔ لیکن اس کے باوجود جو لیا بھی دل کے ہاتھوں مجبور ہے

اور تصویر بھی۔ یہ دل کے معاملات ہی ایسے ہوتے ہیں کہ انسان سب کچھ جانتے بوجھنے کے باوجود مجبور ہوتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

جو ناولہ سے مزمل حسین گونجہ لکھتے ہیں۔ "میں آپ کے ناولوں کا پرانا قاری ہوں۔ آپ کے ناول واقعی تعریف کے قابل ہوتے ہیں اللہ میں نے یہ بات نوٹ کی ہے کہ آپ کے ناولوں میں جو لیا بعض اوقات عمران کو تعریفی نظروں سے دیکھتی ہے جبکہ جو لیا ایک مسلمان عورت ہے اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے اور ایکسٹو بھی اس معاملے میں خاموش رہتا ہے حالانکہ ایکسٹو بھی مسلمان ہے۔ اسے جو لیا کو ایسا کرنے سے روکنا چاہیے۔ امید ہے آپ ضرور اس پر توجہ دیں گے۔"

محترم مزمل حسین گونجہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جو لیا کے بارے میں جو بات نوٹ کی ہے اس میں آپ نے اس بات کو مد نظر نہیں رکھا کہ عمران اور اس کے تمام ساتھیوں کی ایکسٹو نے تربیت اسی انداز میں کی ہے کہ ان میں کسی کے اندر سفلی سطح کے جذبات کسی بھی حالت میں نہیں ابھرتے۔ عمران سمیت سیکرٹ سرورس کا ہر ممبر جس میں جو لیا اور صالحہ بھی شامل ہیں انتہائی ٹھوس کردار کی حامل ہیں۔ اس لئے بعض اوقات جو لیا کا عمران کو تعریفی نظروں سے دیکھنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا جو آپ نے لیا ہے اور نہ ہی جو لیا کی کسی بات یا کسی فعل سے ایسے کسی سطحی جذبات کا اشارہ سامنے آیا ہے۔ یہ تعریف عمران کے کردار،

صلاحیتوں اور کارکردگی کی نسبت سے ہوتی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

شہر کا نام لکھے بغیر ڈاکٹر خالد فاروق لکھتے ہیں۔ ”آپ کے ناولوں کا میں دیوانہ ہوں اور طویل عرصے سے ناول زیر مطالعہ ہیں البتہ کچھ عرصہ سے میں نے محسوس کیا ہے کہ آپ کے ناولوں میں پہلے جیسا ایکشن، سسپنس اور کہانی نظر نہیں آتی۔ شاید آپ نے اب دوسروں سے ناول لکھوانے شروع کر دیتے ہیں۔ ایک بات اور بھی محل نظر ہے کہ عمران کی تعلیم تو سب کے سامنے ہے لیکن ایکسٹو نے آج تک کسی کو اپنی تعلیم کے بارے میں نہیں بتایا۔ اس لئے ایکسٹو کی جو بھی تعلیم ہو وہ ضرور سامنے لائی جائے۔ امید ہے آپ ضرور میری بات پر توجہ دیں گے۔“

محترم ڈاکٹر خالد فاروق صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک ناول دوسروں سے لکھوانے کا تعلق ہے تو محترم۔ ایسا تو سوچنا ہی محال ہے کیونکہ ہر لکھنے والے کا اپنا مخصوص انداز ہوتا ہے اور قارئین چند سطریں پڑھ کر ہی محسوس کر لیتے ہیں کہ یہ ناول کس کا لکھا ہوا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی ناول کسی بھی وجہ سے آپ کو پسند نہ آیا ہو لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ ناول کسی اور کا لکھا ہوا ہے۔ جہاں تک ایکسٹو کی تعلیم کا تعلق ہے تو ایکسٹو جس انداز میں کام کرتا ہے اسے اپنی تعلیم کے بارے میں کسی کو آگاہ کرنے کی کبھی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔ اس لئے اسے کیا

ضرورت ہے کہ وہ عمران کی طرح اپنی تعلیم کی نمائش کرتا رہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

جک نمبرج۔ ب/32 امین پور بنگلہ ضلع فیصل آباد سے اکرم بہار لکھتے ہیں۔ ”میں آپ کے ناولوں کا باقاعدہ قاری ہوں اور آپ میرے آئیڈیل ہیں اور میں گزشتہ بارہ سالوں یا اس بھی زیادہ طویل عرصے سے آپ کے ناول باقاعدگی سے پڑھتا آ رہا ہوں۔ ہمارے گاؤں میں تقریباً بارہ لڑکوں کا ایک گروپ ہے جو آپ کے ناول باقاعدگی سے پڑھتے ہیں اور آپ کے ناول ہمیں طویل فاصلہ طے کر کے فیصل آباد سے لے آنے پڑتے ہیں۔ ایک خواہش ہے کہ آپ کسی ناول میں نعمانی کی صلاحیتیں اجاگر کریں۔ ایسی صلاحیتیں کہ عمران، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی اس سے متاثر ہو جائیں۔ میں پنجابی زبان کا شاعر ہوں۔ ایک پنجابی غزل بھجوا رہا ہوں۔ امید ہے پسند آئے گی۔“

محترم اکرم بہار صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ناول کے حصول کے لئے جو تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اس پر میں معذرت خواہ ہوں۔ آپ ادارے کے مینجر صاحب کے نام جو ابی خط لکھ کر ان سے معلومات حاصل کر لیں کہ وہ کسی طرح نیا ناول براہ راست آپ کو آپ کے پتے پر بذریعہ ڈاک ارسال کر سکتے ہیں۔ جہاں تک نعمانی کی صلاحیتوں کا تعلق ہے تو انشاء اللہ جلد ہی آپ کی فرمائش پوری کر دی جائے گی۔ آپ کی شاعری واقعی اس قابل ہے کہ دیگر قارئین کو بھی اس کے مطالعہ میں

شامل کیا جائے لیکن محدود صفحات کی وجہ سے صرف ایک شعر درج کر رہا ہوں۔ مثنیٰ از غرورے کے مصداق اس شعر سے بھی آپ کی شاعری کا مکمل احاطہ کیا جاسکتا ہے۔

سارے لو کی کلمے دسن تے سب یار سودائی  
انہویں پارہ چڑھیا رہند اخورے کہڑی گلوں  
امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اجازت لینے سے پہلے میں ان قارئین کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے میرے بیٹے فیصل جان کی وفات پر تعزیت کے خطوط لکھے اور مجھے دعاؤں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی جزائے خیر دے گا۔  
فصلح حافظ آباد سے عمر رزاق، رحیم یار خان سے محمد حسان، نندو آدم سے ملک ذوالفقار علی، اختر آباد (بھاگل) لہ سے غلام محی الدین، شہر کا نام لکھے بغیر ڈاکٹر خالد فاروق، طلحہ بن خالد (ٹیپو سلطان) موضع بدھو آنہ فصلح جھنگ سے کامران احمد جابر۔

اب اجازت دیجئے

والسلام  
مظہر کلیم ایم اے

عمران نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سامنے موجود آدمی کو اس طرح دیکھنا شروع کر دیا جیسے اس نے آج سے پہلے کبھی کسی آدمی کو نہ دیکھا ہو اور سامنے کھڑا ہوا آدمی بے اختیار ہنس پڑا۔  
”مجھے دیکھ کر تمہیں اتنی حیرت کیوں ہو رہی ہے علی عمران۔ میں بھوت نہیں ہوں واقعی فلکیں ہوں“..... سامنے کھڑے آدمی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”فلکیں یا فلوک“..... عمران نے پہلے کی طرح آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت رائل ہوٹل کے برآمدے میں موجود تھے۔ عمران دوپہر کا کھانا کھانے رائل ہوٹل آیا تھا لیکن جیسے ہی وہ برآمدے میں پہنچا اسی وقت ہوٹل کا مین گیٹ کھلا اور ایک غیر ملکی باہر آیا۔ اس وقت عمران برآمدے تک پہنچ گیا تھا اور پھر جیسے ہی دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا عمران کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی

چلی گئیں جبکہ اس غیر ملکی کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

”اچھا۔ اب تمہیں میرا نام بھی بھول گیا ہے۔ تمہاری یادداشت اتنی تو خراب نہیں ہونی چاہئے“..... اس غیر ملکی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ ہمارے ہاں فلوک اسے کہتے ہیں جو خیال ہو۔ اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ تم واقعی فلیک ہو یا فلوک مین ہو۔ مطلب ہے خیالی آدمی“..... عمران نے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

”تم اچھی طرح دیکھ لو۔ میں واقعی فلیک ہوں اور یہ بھی سن لو کہ میں ایک گھنٹہ پہلے یہاں پہنچا ہوں اور اب تمہارے فلیٹ پر جانے کے لئے یہاں سے نکل رہا تھا کہ تم جن کی طرح سامنے پہنچ گئے۔“ فلیک نے کہا۔

”ارے۔ اب تو میں نے ہاتھ ملا کر دیکھ لیا ہے۔ تمہارے ہاتھ ویسے ہی گرم ہیں جیسے کہ پہلے کبھی تھے۔ جب لوگ کہتے تھے کہ آتش جوان تھا اور اکیرمیما کی آدھی عورتیں تمہارے پیچھے کنڑوں کی طرح چلا کرتی تھیں“..... عمران نے کہا تو فلیک بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”آؤ۔ اب اندر بیٹھتے ہیں“..... فلیک نے گیٹ کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ہال میں داخل ہوئے اور ایک طرف خالی میز کی طرف بڑھ گئے۔

”جہاں تک مجھے یاد ہے تم نے اکیرمیما کی سپیشل ۶ بجنسی چھوڑ دی تھی اور پھر تم بکھٹ غائب ہو گئے تھے اور میں سمجھا کہ کوہ قاف کی پریاں تمہیں اڑا کر لے گئی ہوں گی لیکن مجھے چونکہ دیوؤں سے بڑا ڈر لگتا ہے اس لئے میں باوجود خواہش کے کوہ قاف نہ جاسکا۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ویٹر کو اشارہ کر کے بلایا اور اسے ہاٹ کافی کا آرڈر دے دیا۔

”سپیشل ۶ بجنسی کے چیف سے میرا جھگڑا ہو گیا تھا۔ چنانچہ میں نے ۶ بجنسی چھوڑ دی اور پھر میں یورپ کے ایک چھوٹے سے ملک سلاکیہ چلا گیا۔ وہاں میں نے سلاکیہ کی ایک سرکاری ۶ بجنسی کو جائن کر لیا“..... فلیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیا سلاکیہ میں سرکاری ایجنٹ کو قید خانے میں بند کیا جاتا ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو فلیک بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ بات نہیں ہے۔ وہاں سے فرصت ہی نہیں ملی تھی کہیں آنے جانے کی۔ لیکن اب میں نے وہ ۶ بجنسی چھوڑ دی ہے اور اب میں نے سلاکیہ میں اپنی ایک پرائیویٹ تنظیم بنالی ہے جس کا نام فلیک ۶ بجنسی ہے اور اسی سلسلے میں مجھے پاکیشیا آنا پڑا ہے“..... فلیک نے کہا۔ اسی لمحے ویٹر نے ہاٹ کافی میز پر سرو کر دی تو عمران نے کافی کی پیالیاں تیار کیں اور ایک پیالی فلیک کے سامنے رکھ دی۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم شراب کے علاوہ اور کچھ نہیں پیا کرتے

سجاد وہاں کی ایک لیبارٹری میں کام کرتا تھا۔ وہ اس لیبارٹری سے فرار ہو کر پاکیشیا آ گیا ہے اور اپنے ساتھ اس لیبارٹری میں مکمل ہونے والے ایک سائنسی فارمولے کی کاپی بھی لے آیا ہے۔ یہ فارمولا دفاعی نہیں ہے بلکہ یہ فارمولا زمین کی تہوں میں موجود تیل کی تلاش کے ایک جدید ترین آلے کا ہے۔ ایسا آلہ جو اس کام میں بے شمار رکاوٹوں کو دور کر دے گا۔ سلاکیہ اس آلے کو اس وقت اوپن کرنا چاہتا ہے جب یہ مکمل ہو جائے اور اس آلے کی فروخت سے اپنے ملک کے لئے بھاری زر مبادلہ کمانا چاہتا ہے لیکن ڈاکٹر سجاد نے اگر یہ فارمولا کسی اور ملک کو فروخت کر دیا اور انہوں نے آلہ بنا کر اسے چھپے اوپن کر دیا تو سلاکیہ کا تمام منصوبہ ختم ہو جائے گا۔" فلکیہ نے کہا۔

"کیا یہ فارمولا ڈاکٹر سجاد کی ریسرچ پر مبنی ہے؟" عمران نے کہا۔

"نہیں۔ وہ سلاکیہ کے ایک یہودی سائنس دان ڈاکٹر رونالڈ کی ریسرچ پر مبنی ہے۔ ڈاکٹر سجاد اس لیبارٹری میں طویل عرصہ سے کام کرتا تھا جہاں یہ فارمولا مکمل ہونے کے لئے بھجوا یا تھا اور ڈاکٹر سجاد اسے لے اڑا۔" فلکیہ نے جواب دیا۔

"یہ کیسے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر سجاد جاتے ہوئے اپنے ساتھ فارمولے کی کاپی لے گیا ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"وہاں ایسے شواہد ملے ہوں گے۔ مجھے تفصیل کا تو علم نہیں

لیکن جہاں تمہیں بہر حال اس کافی کی کڑواہٹ پر ہی گزارہ کرنا پڑے گا۔" عمران نے کہا تو فلکیہ بے اختیار ہنس پڑا۔

"جہارے ہاتھوں سے تو دہر بھی پی سکتا ہوں۔ یہ تو پھر کافی ہے۔" فلکیہ نے کہا۔

"ابھی تک وہ پرانے رٹے رٹائے فقرے یاد ہیں تمہیں جو تم ان لڑکیوں کے سامنے بولا کرتے تھے۔" عمران نے جواب دیا تو فلکیہ ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"عمران۔ مری بجنسی کو جہاں پاکیشیا میں ایک کام ملا ہے اور اسی سلسلے میں مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔" فلکیہ نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر مجھے اغوا کرنے کا کام ہے تو میں حاضر ہوں۔" عمران نے کہا تو فلکیہ ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اگر یہ کام ہوتا تو میں پہلے ہی معذرت کر لیتا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ کام ناممکن ہے۔" فلکیہ نے کہا۔

"ارے نہیں۔ کئی بار مجھے اغوا کیا گیا لیکن پھر اس لئے چھوڑ دیا گیا کہ اغوا کرنے والوں کی پسند کے معیار پر میں پورا نہیں اترتا۔" عمران نے کہا تو فلکیہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بہر حال کام معمولی سا ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ پاکیشیا میں جہاری مرضی کے بغیر معمولی سا کام بھی مکمل نہیں ہو سکتا۔ کام صرف اتنا ہے کہ سلاکیہ میں ایک پاکیشیائی خداداد سائنس دان ڈاکٹر

پہلے اس فارمولے کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں پھر تمہیں یہاں کی سیر کراؤں گا۔..... عمران نے کہا۔

”بے حد شکریہ عمران۔ یہ تمہارا مجھ پر احسان ہو گا کیونکہ ان دنوں میرے مالی حالات خاصے کمزور ہیں جبکہ اس مشن کے مکمل ہونے سے میں بہت سیٹ ہو جاؤں گا۔..... فلک نے کہا۔

”ارے۔ تم ایک فارمولے کی بات کر رہے ہو۔ میں تمہیں دس فارمولے لادوں گا۔ بے فکر رہو۔..... عمران نے کہا تو فلک بے اختیار ہنس پڑا اور پھر فلک اس سے مصافحہ کر کے لفٹ کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے ویٹر کو بل ادا کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ہوٹل سے باہر آکر پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ دانش منزل پہنچ کر وہ جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیر واپنی عادت کے مطابق احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

”پہلے یہ بتاؤ کہ دوپہر کا کھانا تم کھا چکے ہو یا نہیں۔..... عمران نے سلام دعا کے بعد پوچھا۔

”ابھی تو نہیں کھایا۔ کیوں۔..... بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔

”سلیمان ان دنوں چھٹی پر ہے اور میں دوپہر کا کھانا کھانے رائل ہوٹل گیا تو وہاں ایک پرانا دوست مل گیا۔ اب تمہیں معلوم ہے کہ چیل کے گھونسلے میں کتنا گوشت ہو سکتا ہے سہتاخچہ مجبوراً اسے ہاٹ

ہے۔..... فلک نے جواب دیا۔

”لیکن اس کے لئے سلاکیہ حکومت نے اپنی سرکاری ایجنسی کی بجائے تمہاری پرائیویٹ تنظیم کو کام کیوں دیا ہے اور ویسے بھی وہ حکومت پاکستان سے سرکاری سطح پر بات کرتے تو یہ کافی واپس لے سکتے تھے۔..... عمران نے کہا۔

”حکومت سلاکیہ اسے اپن نہیں کرنا چاہتی ورنہ وہاں موجود ایکریمین اور دیگر ممالک کے ایجنٹ اس کے پیچھے لگ جاتے۔ دوسری بات یہ کہ انہیں یہ معلوم ہے کہ ان کی سرکاری ایجنسی یہاں پاکستان سیکرٹ سروس کے مقابل کامیاب نہیں ہو سکتی۔ میرے بارے میں ان کے پاس اطلاعات موجود تھیں کہ میں تمہارا دوست ہوں اس لئے انہوں نے مجھے بلا کر مجھ سے بات کی اور جب مجھے یقین ہو گیا کہ فارمولا واقعی سلاکیہ کا ہے اور ڈاکٹر سجاد نے اسے چوری کیا ہے تو میں نے مشن مکمل کرنے کی حامی بھر لی کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم اصولوں کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور نہ ہی کسی کو کرنے دیتے ہو۔..... فلک نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم یہاں کس کمرے میں ٹھہرے ہوئے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”میں دوسری منزل کے کمرہ نمبر دو سو آٹھ میں ہوں۔ فلک کے نام سے۔..... فلک نے جواب دیا۔

”اوکے۔ پھر تم آرام کرو۔ تم طویل سفر کر کے آئے ہو۔ میں



ہے سائنس کو سمجھنے والا اور سائنس ایسا علم ہے جو سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا۔ نادان تو چلو عظیم ہوئے کہ اپنے آپ کو کھلے عام نادان کہہ لیتے ہیں جبکہ سائنس دانوں کو اب کیا کہوں۔ آپ بہر حال نادان نہیں ہیں۔..... عمران نے کہا تو سردار ایک بار پھر ہنس پڑے۔

”سمجھنے کا دعویٰ تو سائنس دان بھی نہیں کر سکتے کیونکہ واقعی سائنس ایسا علم ہے کہ جس کو مکمل طور پر سمجھنے کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن بہر حال نادان تو وہ نہیں ہوتے۔ کچھ نہ کچھ تو جانتے ہیں۔..... سردار نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہ کچھ کے درمیان نا آتا ہے جبکہ نادان کے آغاز میں بھی نا آتا ہے۔ بات بہر حال ایک ہی ہے۔..... عمران نے کہا۔

”اچھا۔ چلو میں نے مان لیا کہ سائنس دان نادان ہوتے ہیں لیکن پھر تم نے مجھے کیوں فون کیا ہے۔..... سردار نے کہا۔

”تاکہ آپ کا بھرم رہ جائے۔..... عمران نے بے ساختہ کہا تو سردار اس بار کافی دیر تک ہنستے رہے۔

”تم سے باتوں میں جیتنا ناممکن ہے۔ بہر حال اب میں نے کافی پینی ہے اس لئے اب بتا دو کہ فون کیوں کیا ہے۔..... سردار نے کہا۔

”سلاکیہ کے کسی لیبارٹری میں ایک ایسے آلے پر کام ہو رہا تھا جس سے زیر زمین تیل کو تلاش کرنے میں بے شمار رکاوٹیں دور ہو سکتی ہیں۔ اس طرح یہ آلہ جدید انداز میں خاصا کامیاب بزنس دے

کافی پلا کر مجھے واپس آنا پڑا۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ کھانا میں اتنا حیار کر لیتا ہوں دوپہر کے لئے بھی اور رات کے لئے بھی اس لئے آپ کو مل جائے گا۔..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”داور بول رہا ہوں۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی سردار کی آواز سنائی دی۔

”حقیر فقیر پر تقصیر۔ بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

”ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی ہونے کے باوجود اگر تم نادان ہو تو پھر بے چارے تم سے کم درجے کی ڈگریاں رکھنے والے کیا ہوں گے۔..... دوسری طرف سے سردار نے ہنستے ہوئے کہا۔

”سائنس دان۔..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سردار بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”تمہارا مطلب ہے کہ سائنس دان جاہل ہوتے ہیں۔“ سردار نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ شاید فرصت میں تھے۔

”میں نے تو قافیہ ملایا ہے جناب۔ نادان اور سائنس دان۔ ویسے نادان کا مطلب ہے کچھ نہ جاننے والا اور سائنس دان کا مطلب ہوتا

سکتا ہے اور یہ فارمولا سلاکیہ کے کسی سائنس دان ڈاکٹر رونا لڈ کی ریسرچ پر مبنی ہے۔ اس لیبارٹری میں پاکیشیائی خداداد ڈاکٹر سجاد بھی کام کرتا تھا۔ ڈاکٹر سجاد وہاں سے فرار ہو کر پاکیشیا آ گیا ہے اور اس فارمولے کی کاپی بھی ساتھ لے آیا ہے جبکہ سلاکیہ کی ایک بھینسی میں کام کرنے والا میرا پرانا دوست ہے۔ وہ میرے پاس آیا ہے تاکہ میں چوری ہونے والے مال کو برآمد کر سکوں اور اسے واپس دے دوں۔..... عمران نے کہا۔

”یہ فارمولا دفاعی تو نہیں ہے۔ پھر اس ڈاکٹر سجاد نے اسے کیوں چوری کیا ہے؟..... سردار نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اس فارمولے کی فروخت سے کافی دولت کمائی جاسکتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو واقعی یہ چوری ہے۔ لیکن میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں؟..... سردار نے کہا۔

”کیا آپ ڈاکٹر رونا لڈ سے واقف ہیں؟..... عمران نے کہا۔  
”نہیں۔ مجھے یاد تو نہیں آ رہا لیکن سلاکیہ کے چند بڑے بڑے سائنس دان میرے دوست ہیں۔ ان سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔ لیکن تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟..... سردار نے کہا۔

”پہلی بات تو یہ کہ کیا واقعی یہ فارمولا چرایا گیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ کیا یہ واقعی ڈاکٹر رونا لڈ کی ریسرچ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ڈاکٹر سجاد کی ہی ریسرچ ہو اور مجھے چکر دے کر اسے واپس حاصل کیا

جا رہا ہو اور تیسری بات یہ کہ یہاں ڈاکٹر سجاد سے لازماً کوئی نہ کوئی سائنس دان واقف ہو گا۔ اسے بہر حال تلاش کرنا ہی پڑے گا۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ کچھ معلوم ہو جائے۔ تم مجھے ایک گھنٹے بعد فون کر لینا“..... سردار نے کہا۔

”اوکے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ کیا سلسلہ ہے عمران صاحب؟..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے فلیک سے ہونے والی ملاقات اور اس سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

”وہی ہے آلہ پاکیشیا کے بھی تو کام آسکتا ہے۔ یہاں بھی تو تیل کی تلاش کا سلسلہ چلتا ہی رہتا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ یہ اصول کے خلاف ہے۔ جب یہ آلہ بن جائے گا تو سلاکیہ ظاہر ہے اسے فروخت کرے گا اور ہمارے ملک میں بہر حال تیل کی تلاش بڑی کمپنیاں کرتی ہیں۔ حکومت اپنے طور پر نہیں کرتی

اس لئے وہ کمپنیاں خود ہی اپنی سہولت کے لئے یہ آلہ خرید لیں گی“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کی بات درست ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اب تم کھانا لگاؤ۔ میرے پیٹ میں چوہے چھوڑنا نیگر دوڑنے

رہائش پذیر ہے"..... سردار نے کہا۔

"ارے۔ آپ نے تو سارا کیس ہی مکمل کر لیا۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ نے چیف سے چیک لینے کا میرا سکوپ ختم کر دیا ہے ورنہ میں چیف کو چکر دے کر اس سے کچھ نہ کچھ حاصل کر ہی لیتا"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سردار بے اختیار ہنس پڑے۔

"چیف کا نمبر مجھے معلوم نہیں ہے ورنہ میں اسے ہوشیار کر دیتا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم نے اب اسے چکر دے ہی دینا ہے"۔ سردار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے۔ تو پھر آپ چیف کو نہیں جانتے۔ اگر نوبل پرائز دینے والے کنجوسی پر بھی نوبل پرائز دیا کرتے تو ہر سال کا نوبل پرائز چیف کو ہی ملتا"..... عمران نے کہا۔

"اس کے باوجود تم ان سے چیک حاصل کر لیتے ہو"۔ سردار نے کہا تو اس بار عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب کیا کروں آخر نادان ہوں۔ سائنس دان کا ہم قافیہ۔ اللہ حافظ"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوٹری کے نمبر پر ریس کر دیئے۔

"یس۔ انکوٹری پلیز"..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اسسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس بول رہا ہوں"۔ عمران نے لہجے کو تحکمانہ بناتے ہوئے کہا۔

لگ گئے ہیں"..... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ڈائٹنگ ہال میں آجائیں"..... بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر ڈائٹنگ ہال میں کھانا کھانے کے بعد دونوں واپس آپریشن روم میں آکر بیٹھ گئے۔

"عمران صاحب۔ ڈاکٹر سجاد کو کیسے تلاش کیا جائے گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"دیکھو۔ پہلے کنفریشن ہو جائے پھر کچھ سوچیں گے"..... عمران نے کہا اور پھر ایک گھنٹے بعد اس نے سردار کو دوبارہ فون کیا۔

"عمران۔ میں نے سلاکیہ سے معلوم کر لیا ہے۔ یہ فارمولہ واقعی ڈاکٹر رونا لڈ کی ایجاد ہے اور ڈاکٹر رونا لڈ بھی اسی لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں جہاں ڈاکٹر سجاد کام کرتا تھا۔ میری ڈاکٹر رونا لڈ سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے مجھ سے بھی درخواست کی ہے کہ اس فارمولے کی کاپی کو واپس دلانے میں ان کی مدد کی جائے کیونکہ اس فارمولے کی وجہ سے ڈاکٹر رونا لڈ کا خیال ہے کہ انہیں اتنی رائلٹی مل جائے گی اور ان کی باقی زندگی آرام سے گزر جائے گی۔ جہاں تک ڈاکٹر سجاد کا تعلق ہے تو میں نے یہاں چند سائنس دانوں سے معلوم کیا ہے جن کا تعلق سلاکیہ سے رہا ہے۔ ریڈ لیبارٹری میں کام کرنے والے ڈاکٹر سلطان نے مجھے بتایا ہے کہ دو روز پہلے ان کی ملاقات ڈاکٹر سجاد سے ہوئی تھی۔ ڈاکٹر سجاد نے انہیں بتایا کہ وہ اب مستقل یہیں پاکیشیا میں شفٹ ہو گیا ہے اور وہ خیابان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے میں

نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ سردار، کو درست بتایا گیا ہے۔“ بلیک  
زیر نے کہا۔

”ہاں“..... عمران نے جواب دیا۔

”تو اب کیا کریں گے“..... بلیک زیر نے کہا۔

”کیا کرنا ہے۔ ڈاکٹر سجاد سے فارمولے کی کاپی لے کر فلپک کو  
دے دوں گا اور کیا کرنا ہے“..... عمران نے کہا۔

”لیکن کیا ڈاکٹر سجاد کاپی دے دے گا“..... بلیک زیر نے کہا۔

”جوزف اور جوانا کو ساتھ لے جانا پڑے گا۔ پھر ایک چھوڑ دس  
کاپیاں مل جائیں گی“..... عمران نے کہا تو بلیک زیر نے اس انداز  
میں سر ہلادیا جیسے وہ عمران کی بات سے متفق ہو۔

”عمران صاحب۔ یہ ڈاکٹر سجاد جس طرح کھلے عام یہاں رہ رہا ہے  
اس کا مطلب ہے کہ اس کے ذہن میں یہ بات نہیں ہے کہ سلاکیہ  
والے اسے تلاش کرنے یہاں بھی آسکتے ہیں“..... بلیک زیر نے  
کہا۔

”وہ سائنس دان ہے اور میں نے سردار کو بھی بتایا تھا کہ  
سائنس دان اور نادان ہم قافیہ ہیں۔ وہ سلاکیہ سے نکل آنے میں  
کامیاب ہو گیا اور بس“..... عمران نے کہا تو بلیک زیر بے اختیار  
ہنس پڑا۔

”وہیے اگر آپ درمیان میں نہ آتے تو فلپک کے لئے اسے ٹریس

”یس سر۔ حکم سر“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا  
گیا۔

”مجھے خیابان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے میں نصب فون کا نمبر  
معلوم کرنا ہے“..... عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں سر۔ میں کمیونٹری سے معلوم کر کے بتاتی ہوں۔“  
دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی اس نے فون نمبر بتا  
دیا۔

”تھینک یو“..... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون  
آنے پر اس نے وہی نمبر پر یس کر دیا جو انکوائری آپریٹر نے بتایا تھا۔

”جی صاحب“..... ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ بولنے والے  
کے لہجے سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ ملازم ہے۔

”میرا نام ڈاکٹر سلطان ہے۔ ڈاکٹر سجاد صاحب نے مجھے یہ نمبر دیا  
تھا۔ کیا ان سے بات ہو سکتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں جناب۔ البتہ ایک گھنٹے بعد  
وہ آئیں گے۔ آپ ایک گھنٹے بعد فون کر لیں یا کوئی پیغام ہو تو مجھے  
بتا دیں“..... ملازم نے کہا۔

”وہ کہاں گئے ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”جی وہ مجھے یہ کہہ کر گئے ہیں کہ وہ دو گھنٹے بعد آجائیں گے اور  
انہیں گئے ہوئے ایک گھنٹہ ہو گیا ہے“..... ملازم نے جواب دیا۔

”اوکے۔ میں ایک گھنٹے بعد دوبارہ فون کر لوں گا“..... عمران

نے کہا تو عمران سر ہلاتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی پردہ ہٹا اور ایک ادھیر عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں کی نظر کی عینک تھی۔ وہ آدھے سر سے گنجا تھا۔

”اوہ۔ آپ کون ہیں۔ مجھے تو بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر سلطان آئے ہیں۔“..... آنے والے نے ٹھٹھک کر رکتے ہوئے کہا۔

”میرا نام علی عمران ہے اور میرا تعلق سپیشل سروسز سے ہے۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”سپیشل سروسز۔ کیا مطلب۔“ میرا سپیشل سروسز سے کیا تعلق..... آنے والے نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ کا نام ڈاکٹر سجاد ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ مگر..... ڈاکٹر سجاد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تشریف رکھیں اور اطمینان سے میری بات سن لیں ورنہ آپ

کسی بڑی مشکل میں پھنس سکتے ہیں۔“..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر سجاد سلمے صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ عمران دوبارہ اسی صوفے پر بیٹھ گیا۔

”ڈاکٹر سجاد۔ آپ سلاکیہ کی لیبارٹری میں کام کرتے رہے ہیں اور ڈاکٹر رونالڈ کے تیل تلاش کرنے والے جدید آلے کے فارمولے کی

کاپی چرا کر آپ وہاں سے فرار ہو کر یہاں آئے ہیں۔ حکومت سلاکیہ اور حکومت پاکیشیا میں ایسا معاہدہ موجود ہے کہ ایسے افراد کو گرفتار

کر کے ان کے حوالے کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حکومت سلاکیہ نے حکومت پاکیشیا سے درخواست کی اور پھر یہ کیس سپیشل سروسز کو

کرنا مشکل ہو جاتا۔“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ فلکیک بے حد تیز آدمی ہے۔ وہ لازماً سراغ لگا لیتا۔“

عمران نے کہا اور پھر ایک گھنٹہ انہوں نے ادھر ادھر کی گپ شپ میں گزارا اور پھر عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں ڈاکٹر سجاد سے کاپی لے لوں تاکہ فلکیک کے سامنے بھرم رہ جائے۔“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی

دیر بعد عمران کی کار خیابان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے کے بند گیٹ کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ عمران نیچے اترا اور اس نے آگے

بڑھ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد چوٹا پھانک کھلا اور ایک ادھیر عمر ملازم باہر آگیا۔

”کیا ڈاکٹر سجاد صاحب واپس آگئے ہیں۔“ میرا نام ڈاکٹر سلطان

ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں جناب۔ میں پھانک کھولتا ہوں۔ آپ کار اندر لے

آئیں۔“..... ملازم نے کہا اور واپس مڑ کر اندر چلا گیا جبکہ عمران جا کر

کار میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھانک کھلا اور عمران کار اندر پورچ

میں لے گیا جہاں پہلے ہی ایک کار موجود تھی۔ عمران کار سے نیچے اترا

تو ملازم پھانک بند کر کے واپس آگیا۔

”آئیے۔“..... ملازم نے کہا اور پھر وہ اسے برآمدے کے کونے میں

موجود ایک درمیانے درجے کے ڈرائیونگ روم میں لے آیا۔

”تشریف رکھیں۔ میں صاحب کو اطلاع دیتا ہوں۔“..... ملازم

دے دیا گیا جس کے نتیجے میں آپ کو ٹریس کیا گیا اور اب میں یہاں موجود ہوں۔ اب ایک صورت تو یہ ہے کہ آپ کو گرفتار کر کے حکومت سلاکیہ کے حوالے کر دیا جائے جہاں یقیناً آپ کو بھیانک سزا بھی دی جاسکتی ہے لیکن آپ سائنس دان ہیں اور پاکیشیائی نژاد ہیں اور میں ذاتی طور پر سائنس دانوں کی بڑی عزت کرتا ہوں اس لئے دوسری صورت یہ ہے کہ آپ یہ کاپی میرے حوالے کر دیں۔ حکومت اسے واپس سلاکیہ حکومت کو بھیجوا دے گی اور آپ کے بارے میں کہہ دیا جائے گا کہ آپ نے معافی مانگ لی ہے۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں نے کوئی فارمولا یا اس کی کاپی نہیں چرائی۔" ڈاکٹر سجاد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر سجاد۔ آپ سائنس دان ہیں۔ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ سپیشل سروسز کس انداز میں کام کرتی ہے۔ آپ کو میں گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لے جاؤں گا اور آپ پر تھرڈ ڈگری استعمال ہوئی تو پھر کاپی بھی سامنے آجائے گی اور آپ کی باقی زندگی بھی جیل کی کونڈی میں گزر جائے گی کیونکہ پاکیشیا حکومت کا قانون ایسا ہی ہے۔ اب فیصلہ آپ کر لیں۔" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"لیکن اس فارمولے سے پاکیشیا کو بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔" ڈاکٹر سجاد نے یکتخت گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"حکومت سلاکیہ سے حکومت پاکیشیا کی بات ہو چکی ہے۔ جب

وہ آلہ تیار کر لیں گے تو ایک آلہ تحفے کے طور پر حکومت پاکیشیا کو دے دیں گے اس لئے جو فائدہ آپ سوچ رہے ہیں وہ ویسے ہی پاکیشیا کو دستیاب ہو جائے گا۔ البتہ آپ کی زندگی ختم ہو جائے گی۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس بات کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ کا تعلق سپیشل سروسز سے ہے۔" ڈاکٹر سجاد نے کہا۔

"آپ میرے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلیں۔ ثبوت آپ کو مل جائے گا لیکن پھر کوئی رعایت نہیں ہوگی۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر۔" ڈاکٹر سجاد نے انتہائی اچھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر سجاد۔ آپ کی ڈاکٹر سلطان سے ملاقات ہوئی ہے اور ڈاکٹر سلطان سرکاری لیبارٹری میں سائنس دان ہیں اور اس وقت تمام سرکاری لیبارٹریوں کی بینٹنٹ کے انچارج ڈاکٹر سرداور ہیں۔ کیا آپ سرداور کو جانتے ہیں۔" عمران نے اسے الجھتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"سرداور۔ ہاں وہ میرے استاد رہے ہیں۔ مگر آپ ان کا حوالہ کیوں دے رہے ہیں۔" ڈاکٹر سجاد نے کہا۔

"اگر سرداور آپ کو فون پر کہہ دیں کہ تو کیا آپ وہ کاپی مجھے دے دیں گے۔" عمران نے کہا۔

"جب میرے پاس کوئی کاپی ہوگی تو میں دوں گا۔" ڈاکٹر سجاد نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اوکے۔ اب مزید بات چیت کا معاملہ ختم۔ میں نے تو کوشش کی تھی کہ آپ اپنی زندگی بچالیں کیونکہ بہر حال آپ سائنس دان ہیں لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ اب باقاعدہ سپیشل سروسز پولیس آپ کو ہیڈ کوارٹر لے جائے گی۔ اب مجھے اجازت دیں۔“..... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی ڈاکٹر سجاد بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر اٹھن اور حیرت کے ملے جلے تاثرات تھے۔ شاید عمران کے اس طرح دھمکیاں دینے اور پھر اچانک خاموشی سے واپس جانے پر وہ حیرت کے ساتھ ساتھ ذہنی طور پر لٹھ بھی گیا تھا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر صوفے پر جا گرا اور پھر پلٹ کر نیچے فرش پر گرا ہی تھا کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا ڈاکٹر سجاد ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے گرا اور ساکت ہو گیا اور عمران تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ملازم اسے کچن میں مل گیا۔ اس نے اسے بے ہوش کیا اور پھر اس نے اس پوری کونٹینی کی باقاعدہ تلاشی لی لیکن سوائے ڈاکٹر سجاد اور اس کے ملازم کے اور کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران نے اب خود ہی کونٹینی کی تلاشی لینا شروع کر دی تاکہ وہ اس کا پیلے حاصل کر لے۔ وہ ایسی تمام جگہیں چیک کر رہا تھا جہاں ڈاکٹر سجاد کا پیلے رکھ سکتا تھا لیکن جب اسے کاپی نہ ملی تو عمران واپس ڈرائیونگ روم میں آیا اور اس نے ڈاکٹر سجاد کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور باہر لا کر اسے اپنی کار کی عقبی سیٹ پر ڈال کر دروازہ بند کیا اور پھر خود ہی آگے بڑھ کر اس نے پھانک کھولا

اور واپس مڑ کر وہ کار کو بیک کر کے پورچ سے باہر لے آیا اور پھر اسے پھانک سے باہر لا کر روکا اور پھر نیچے اتر کر اس نے پھانک بند کیا اور خود چھوٹے پھانک سے باہر نکل کر کار میں بیٹھا اور پھر اس کی کار تیزی سے رانا ہاؤس کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ رانا ہاؤس پہنچ کر اس نے جوزف کو ڈاکٹر سجاد کو کار سے نکال کر بلیک روم میں پہنچانے اور راڈز میں جکڑنے کی ہدایت کی اور وہ خود اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں فون موجود تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹو“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں طاہر۔ رانا ہاؤس سے۔ ڈاکٹر سجاد کو میں اس کی رہائش گاہ سے لے آیا ہوں۔ البتہ وہاں اس کا ملازم بے ہوش پڑا ہے۔ اگر اسے جلدی ہوش آگیا تو وہ لازماً پولیس وغیرہ کو اطلاع دے گا جبکہ میں چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر سجاد سے وہ کاپی حاصل کر کے اسے واپس پہنچا دوں۔ تم کسی ممبر کو وہاں بھجوا دو تاکہ وہ اس ملازم کا خیال رکھے۔ جب میں ڈاکٹر سجاد کو واپس پہنچاؤں گا تو پھر اسے بھی وہاں سے فارغ کر دیا جائے گا“..... عمران نے کہا۔

”لیکن آپ کو اسے رانا ہاؤس لے جانے کی کیا ضرورت تھی۔ وہیں اس سے معلوم کر لینا تھا“..... طاہر نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا۔

اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو جوزف پیچھے ہٹ گیا اور اس نے دیوار میں موجود الماری کھول کر اس میں سے خاردار کوڑا نکالا اور ڈاکٹر سجاد کے سامنے اس انداز میں کھڑا ہو گیا جیسے عمران کے حکم پر وہ اس پر کوڑے برسانا شروع کر دے گا جبکہ جوانا عمران کی کرسی کی سائیڈ پر کسی دیو کی طرح دونوں ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا تھا۔

”ڈاکٹر سجاد نے آنکھیں کھولیں اور پھر پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس کے منہ سے چیخ سی نکل گئی۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔ اسی لمحے جوزف نے کوڑے کو فضا میں چٹایا تو ڈاکٹر سجاد کے منہ سے بے اختیار اس انداز میں چیخ نکلی جیسے جوزف نے کوڑا اس کے جسم پر مار دیا ہو۔ اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا اور آنکھیں خوف سے پھٹ گئی تھیں۔ وہ واقعی اس ماحول کو دیکھ کر بے حد خوفزدہ ہو گیا تھا۔

”میں نے تو شرافت سے کام لینے کی کوشش کی تھی ڈاکٹر سجاد لیکن تم نے خود ہی اپنے آپ کو عذاب میں ڈالا ہے“..... عمران نے اچانک سرد لہجے میں کہا۔

”تم۔ تم۔ تم۔ مم۔ مم۔ مگر۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے“..... ڈاکٹر سجاد نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”اب بھی وقت ہے وہ کاپی دے کر اپنی جان بچالو ورنہ یہ دونوں

”وہ مجھے ذہین اور باصلاحیت سائنس دان لگتا ہے۔ وہاں مجھے اس پر تشدد کرنا پڑتا جبکہ یہاں اسے جوانا اور جوزف کو دیکھ کر عقل آ جائے گی اس لئے میں اسے یہاں لے آیا ہوں“..... عمران نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بندوبست کرتا ہوں۔ خیابان کالونی کو ٹھی نمبر بارہ اے۔ یہی ہے ناں اس کی رہائش گاہ“..... طاہر نے کہا۔

”ہاں“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور واپس مڑ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بلیک روم میں داخل ہو رہا تھا۔ وہاں کرسی پر راڈز میں جکڑا ہوا ڈاکٹر سجاد موجود تھا جبکہ جوزف اور جوانا بھی وہیں موجود تھے۔

”یہ کون ہے ماسٹر۔ بڑا معصوم سا آدمی نظر آ رہا ہے“..... جوانا نے کہا۔

”یہ سائنس دان ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

”جوزف۔ اس کا ناک اور منہ بند کر کے اسے ہوش میں لے آؤ اور پھر الماری سے خاردار کوڑا نکال کر اس کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔ تم نے میرے حکم پر کوڑا چٹخانا ضرور ہے لیکن اسے مارنا نہیں ورنہ یہ ایک ہی کوڑے میں ہلاک ہو جائے گا“..... عمران نے کہا۔

”یس باس“..... جوزف نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے ڈاکٹر سجاد کا ناک اور منہ ایک ہی ہاتھ سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب



کیونکہ وہ صرف ایک لفظ سننے سے ہی پہچان گیا تھا کہ بولنے والا نعمانی ہے۔

”تین باریس کہنا پڑتا ہے نعمانی“..... عمران نے کہا۔  
 ”اوه عمران صاحب آپ - میں ابھی یہاں پہنچا ہوں تو گھنٹی بج رہی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں۔ چیف نے تو کہا تھا کہ آپ اس سائنس دان کو لے کر یہاں واپس آئیں گے تب تک میں ملازم کو بے ہوش رکھوں لیکن آپ نے تو فون کر دیا ہے۔“  
 نعمانی نے جواب دیا۔

”چونکہ تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ تم کیا کرو اس لئے وہی بتانے کے لئے میں نے فون کیا ہے۔ یہاں بیڈ روم میں جاؤ اور بے فکر ہو کر جانا۔ بیڈ روم خالی پڑا ہے۔ اس کی ایک دیوار پر ایک بچے کی تصویر ہے۔ اس تصویر کے پیچھے ایک خفیہ سیف ہے جو اس کیل کو دبانے سے ظاہر ہوتا ہے جس کیل سے تصویر لٹکی ہوئی ہے۔ یہ سیف نمبروں والا ہے۔ میں تمہیں اس کے نمبر بتا دیتا ہوں۔ تم نے اس سیف کو کھولنا ہے۔ اس میں فارمولے کی ایک کاپی موجود ہے۔ اگر وہ کاپی وہاں موجود ہو تو تم مجھے اطلاع دو گے اور اگر نہ ہو تب بھی اطلاع دو گے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سیف کے نمبر بتا دیئے۔

”آپ کہاں سے فون کر رہے ہیں اور یہ چکر کیا ہے“..... نعمانی نے کہا۔

تمہیں نہ مرنے دیں گے اور نہ جینے“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”پپ - پپ - پپ - پلیر - پلیر - پلیر مجھے کچھ نہ کہو۔ وہ - وہ کاپی لے لو۔ پپ - پپ - پلیر“..... ڈاکٹر سجاد کی حالت واقعی بے حد غراب ہو گئی تھی۔  
 ”کہاں ہے کاپی۔ یو لو“..... عمران نے کہا۔  
 ”مم - مم - میری رہائش گاہ میں“..... ڈاکٹر سجاد نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”تفصیل سے بتاؤ ورنہ“..... عمران کا لہجہ ایک بار پھر سرد ہو گیا۔

”میرے بیڈ روم میں ایک بچے کی بڑی سی تصویر لگی ہوئی ہے۔ اس تصویر کے پیچھے خفیہ سیف ہے جو اس کیل کو دبانے سے جس سے تصویر لٹکی ہوئی ہے سامنے آتا ہے۔ یہ نمبروں والا سیف ہے۔ فارمولے کی کاپی اس سیف میں ہے“..... ڈاکٹر سجاد نے کہا۔  
 ”سیف کے نمبر کیا ہیں“..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر سجاد نے نمبر بتا دیئے۔

”اس کا خیال رکھنا۔ میں آ رہا ہوں“..... عمران نے کہا اور اٹھ کر وہ بلیک روم سے باہر آیا اور پھر فون والے کمرے میں پہنچ کر اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک گھنٹی بجتی رہی اور پھر رسیور اٹھایا گیا۔

”یس“..... ایک آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”رانا ہاؤس سے بات کر رہا ہو۔ چکر دوستی کا ہے۔ تم ایسا کرو کہ یہاں فون ہولڈ کر دو۔ اس کی ایکسٹینشن بیڈ روم میں ہوگی۔ وہاں سے مجھے اطلاع دے دینا۔ میں فون پر ہی رہوں گا“..... عمران نے کہا۔

”اوکے“..... نعمانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور ایک طرف رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔

”ہیلو۔ تھوڑی دیر بعد نعمانی کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ کیا رہا“..... عمران نے کہا۔

”ایک فائل موجود ہے جس پر ای ایس ٹی کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ اندر چار صفحات ہیں جو کمپیوٹر کوڈ میں ہیں“..... نعمانی نے کہا۔

”فائل پر کوئی رائٹنگ وغیرہ“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اس پر سپر ایکس لیبارٹری سلاکیہ موجود ہے“..... نعمانی نے جواب دیا۔

”اوکے۔ یہی فائل ہے۔ تم یہ فائل یہاں سے اٹھا کر دانش منزل چیف کو پہنچا دو اور تمہارا کام ختم“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرائے تھے۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو بڑی سی دفتری میز کے پیچھے بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر آدمی بے اختیار چونک کر سامنے دیکھنے لگا۔ دروازے سے ایک نوجوان تیزی سے اندر داخل ہو رہا تھا۔

”کیا بات ہے جو تم اس قدر پر جوش نظر آ رہے ہو“..... ادھیڑ عمر آدمی نے قدرے خشک لہجے میں کہا۔

”باس۔ آپ کی منصوبہ بندی کامیاب رہی ہے“..... اس نوجوان نے میز کے قریب آکر کہا۔

”کیا مطلب۔ کس منصوبہ بندی کی بات کر رہے ہو“..... ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر کہا۔

”باس۔ اس عمران نے ڈاکٹر سجاد کو ٹریس کر لیا ہے اور اب ہمارے ایجنٹ اس کی نگرانی کر رہے ہیں“..... اس نوجوان نے کہا تو ادھیڑ عمر آدمی بے اختیار اچھل پڑا۔

ایجنٹ باہر موجود رہے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد عمران اس عمارت سے باہر نکلا تو ڈاکٹر سجاد بھی اس کے ساتھ کار میں موجود تھا اور وہ ہوش میں تھا۔ عمران اسے خیابان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے میں چھوڑ کر واپس چلا گیا تو ہمارے ایجنٹوں نے عمران کی نگرانی ختم کر کے ڈاکٹر سجاد کی نگرانی شروع کر دی۔ ڈاکٹر سجاد نے کوٹھی میں جا کر پہلے اپنے ملازم کو ہوش دلایا اور پھر اس نے کئی فون کئے۔ اس کے بعد وہ کار میں سوار ہو کر اس کوٹھی سے نکلا اور پھر وہ دارالحکومت سے تقریباً دو اڑھائی سو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک مضافاتی شہر کی ایک عمارت میں پہنچا اور اب تک وہیں ہے۔ اس عمارت میں ایک بوڑھا آدمی رہتا ہے جو پاکیشیا کی کسی لیبارٹری میں کام کرتا تھا۔ اب ریٹائر ہو کر وہاں رہ رہا ہے لیکن اس نے اس عمارت کے تہہ خانوں میں ایک نجی لیبارٹری بنا رکھی ہے۔ ڈاکٹر سجاد اس وقت بھی وہیں موجود ہے جبکہ حکومت سلاکیہ نے اطلاع دی ہے کہ فلک نے فارمولے کی کاپی حاصل کر کے انہیں پہنچا دی ہے۔..... نوجوان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس واقعہ کو کتنے دن گزر چکے ہیں۔.....“ باس نے پوچھا۔  
 ”دو روز ہو چکے ہیں۔ ہمیں اطلاع اس لئے نہیں دی گئی تھی کہ فلک کی واپسی کے بعد ہمیں اطلاع دی جائے گی۔ چنانچہ جب فلک نے کاپی حکومت سلاکیہ کو پہنچائی تو وہاں موجود ہمارے ایجنٹوں کے ساتھ رابطہ کر کے انہیں کہا گیا کہ وہ ہمیں تفصیل بتائیں کیونکہ آپ

”اوہ۔ اوہ۔ کیسے۔ تفصیل بتاؤ۔.....“ ادھیہ عمر آدمی نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ آپ کے منصوبے کے مطابق حکومت سلاکیہ نے عمران کے دوست فلک کو فارمولے کی کاپی لانے کے لئے پاکیشیا بھیجا اور ہمارے ایجنٹ فلک کی نگرانی کے لئے ساتھ گئے۔ وہاں ہوٹل میں عمران اور فلک کی اچانک ملاقات ہو گئی۔ فلک نے عمران سے ساری بات کی تو عمران نے اس سے وعدہ کر لیا۔ اس کے بعد فلک تو ہوٹل میں اپنے کمرے میں چلا گیا جبکہ عمران کار میں سوار ہو کر واپس چلا گیا۔ ہمارے ایجنٹوں نے زیرو سپر کی مدد سے اس کی نگرانی کی تاکہ اسے معلوم نہ ہو سکے۔ وہ ایک عمارت میں چلا گیا۔ زیرو سپر اس عمارت کی اندرونی چیکنگ نہ کر سکا۔ بہر حال ہمارے ایجنٹ وہیں عمارت کے قریب موجود رہے۔ پھر کافی دیر بعد عمران اس عمارت سے نکل کر وہاں کی ایک اور رہائشی کالونی جسے خیابان کالونی کہا جاتا ہے پہنچ گیا۔ وہ وہاں کی کوٹھی نمبر بارہ اے میں چلا گیا۔ زیرو سپر نے اندرونی چیکنگ کی تو معلوم ہو گیا کہ اندر ڈاکٹر سجاد موجود ہے۔ پھر عمران نے ڈاکٹر سجاد کو بھی بے ہوش کیا اور اس کے ملازم کو بھی۔ وہ ڈاکٹر سجاد سے فارمولے کی کاپی طلب کر رہا تھا لیکن ڈاکٹر سجاد کاپی دینے سے انکاری تھا۔ عمران اسے بے ہوش کر کے کار میں ڈال کر اس کوٹھی سے نکلا اور ایک اور قلعہ نما عمارت میں چلا گیا۔ اس عمارت میں بھی زیرو سپر کام نہیں کر سکا۔ بہر حال ہمارے

”نہیں باس“..... نوجوان نے کہا اور پھر اس نے اٹھ کر سلام کیا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”میں نے ایڈورڈ سے معلوم کیا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ جب سے عمران ڈاکٹر سجاد کو واپس خیابان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے میں پہنچا کر گیا ہے ان کے درمیان کہیں بھی کوئی رابطہ نہیں ہوا۔“

نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو۔ یہ ساری منصوبہ بندی اسی بنیاد پر کی گئی تھی کہ عمران کو اس انداز میں استعمال کیا جائے ورنہ تم نے دیکھا تھا کہ ہمارے آدمی وہاں باوجود کوشش کے ڈاکٹر سجاد کا سراغ نہ لگا سکے تھے لیکن عمران نے فوری طور پر اس کو نہ صرف ٹریس کر لیا بلکہ اس سے کاپی بھی حاصل کر لی۔ مجھے خدشہ صرف یہ تھا کہ عمران بے حد وہی آدمی ہے ہو سکتا ہے کہ وہ صرف فارمولے کی کاپی اس سے حاصل کر کے مطمئن نہ ہو جائے گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ پھر اس ڈاکٹر سجاد سے رابطہ کرے اور اس سے اصل معاملات معلوم کرنے کی کوشش کرے لیکن یہ اچھا ہوا کہ اس کی توجہ صرف کاپی حاصل کرنے تک ہی محدود رہی ہے اور اس نے دوبارہ ڈاکٹر سجاد سے رابطہ نہیں کیا۔ تم اب بقیہ منصوبہ بندی پر عمل کرو اور اس ڈاکٹر سجاد کو وہاں سے اغوا کر اگر جہیزہ جارحیا کی لیبارٹری میں پہنچانے کا حکم دے دو۔

کی ایک پیالی مل جائے۔..... سلیمان نے جواب دیا اور واپس مرنے لگا۔

”کیا یہ کوٹ حکومت نے مقرر کیا ہے؟..... عمران نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر کہا لیکن سلیمان کوئی جواب دیئے بغیر واپس چلا گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے چائے کی پیالی اٹھائی اور منہ سے لگا لی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سلیمان چائے بنا بنا کر تھک گیا ہے اس لئے وہ دھمکی دے گیا ہے۔ اس نے رسالہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ چائے پینا شروع کر دی اور پھر اس نے چائے کی پیالی رکھی ہی تھی کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔ عمران نے رسالے سے نظریں نہ ہٹائیں کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سلیمان فلیٹ میں موجود ہے۔

”کون ہے؟..... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”جی ہاں۔ موجود ہیں۔ آئیے۔..... سلیمان کی قدرے مودبانہ آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ سلیمان کے جواب سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ آنے والا متاثر کن شخصیت کا مالک ہے ورنہ سلیمان اس طرح مودب نہیں ہوا کرتا۔

”ڈاکٹر عالم تشریف لائے ہیں؟..... سلیمان نے آنے والے کو ڈرائیونگ روم میں بٹھا کر سنگ روم کے دروازے پر رکتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ گیا۔

”ڈاکٹر عالم؟..... عمران نے چونک کر کہا۔ اس نے ذہن پر زور دیا لیکن اسے ایسا کوئی آدمی یاد نہ آ رہا تھا جس کا نام ڈاکٹر عالم ہو اور وہ

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا کسی ساتسی رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ سلیمان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کی پیالی تھی۔

”یہ چائے کی آخری پیالی ہے۔ اس کے بعد مزید چائے نہیں مل سکے گی۔..... سلیمان نے چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھتے ہوئے قدرے خشک لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ کیا اس کے بعد تم چائے بنانا بھول جاؤ گے؟۔ عمران نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

”چائے بنانے کی بات نہیں کی میں نے۔ چائے نہ ملنے کی بات کی ہے کیونکہ اب تک چار پیالیاں ناشتے کے بعد آپ کو بنا کر دے چکا ہوں اور آپ کا دور روز کا کوٹ ختم ہو گیا ہے اس لئے آج تو کیا کل بھی اب کو چائے نہیں ملے گی۔ البتہ پرسوں شاید ناشتے کے ساتھ چائے

”آپ نہیں لیں گے“..... ڈاکٹر عالم نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے آپ کے آنے سے چند لمحے پہلے چائے پی ہے۔ آپ لیں“..... عمران نے جواب دیا۔

”مجھے آپ کے پاس سرداور نے ہی بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اگر آپ فلیٹ پر مل جائیں تو آپ سے کہا جائے کہ آپ سرداور کو فون کر کے بات کر لیں“..... ڈاکٹر عالم نے کہا۔

”کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔ آپ فرمائیں آپ میرے لئے سرداور کی طرح محترم ہیں“..... عمران نے کہا۔

”میں سائنس دان ہوں اور میں ریڈ لیبارٹری میں کام کرتا ہوں۔ اب ریٹائر ہو کر اپنے آبائی شہر نسیم نگر میں اپنی حویلی میں رہتا ہوں۔ وہاں میں نے اپنے شوق کی خاطر ایک چھوٹی سی لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ میرا فیملی توانائی رہا ہے اور میں نے سولر انرجی پر خاصی ریسرچ کی ہوئی ہے اور اب بھی میں اس سلسلے میں ہی کام کرتا رہتا ہوں“..... ڈاکٹر عالم نے چند سنیکس کھانے اور چائے پینے کے بعد کہنا شروع کیا۔

”جی“..... عمران نے کہا۔

”میرا ایک دور کا رشتہ دار ہے سجاد۔ جو بچپن میں ہی یتیم ہو گیا تو میں نے اسے اپنا بیٹا بنا کر پالا۔ اسے سائنس کی اعلیٰ تعلیم دلوائی اور پھر وہ ایک میڈیکل لیبارٹری میں کام کرنے لگ گیا۔ وہاں سے

اسے جانتا ہو۔ بہر حال اس نے رسالہ بند کر کے اسے میز پر رکھا اور اٹھ کر ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ پھر جب وہ ڈرائینگ روم میں داخل ہوا تو بے اختیار چونک پڑا کیونکہ سامنے صوفے پر ایک بزرگ شخصیت موجود تھی اور انہیں دیکھ کر ہی عمران کو یاد آ گیا کہ ایک بار ایک محفل میں اس نے انہیں سرداور کے ساتھ دیکھا تھا۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“..... عمران نے اندر داخل ہو کر کہا تو وہ بزرگ بے اختیار مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرا نام ڈاکٹر عالم ہے۔ آج بڑے طویل عرصے بعد مکمل سلام سنا ہے تو واقعی اس کا طبیعت پر بڑا خوشگوار اثر پڑا ہے۔ آپ کا نام علی عمران ہے ناں“..... ڈاکٹر عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ ایک چھری کا سہارا لے کر اٹھے تھے۔

”جی ہاں۔ تشریف رکھیں۔ آپ سے ایک بار پہلے بھی ملاقات ہو چکی ہے۔ کافی عرصہ پہلے کی بات ہے۔ ایک نجی محفل میں سرداور کے ساتھ آپ موجود تھے“..... عمران نے کہا اور پھر ڈاکٹر عالم کے بیٹھنے ہی وہ بھی صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرائی دھکیلتا ہوا اندر آیا۔ اس میں چائے کے ساتھ ساتھ سنیکس بھی موجود تھے لیکن چائے کی صرف ایک پیالی تھی اور عمران چائے کی ایک پیالی دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔ سلیمان نے چائے کی پیالی اٹھائی اور اسے ڈاکٹر عالم کے سامنے رکھ کر اس نے ٹرائی میں سے سنیکس کی پلیٹ اٹھا کر ساتھ رکھ دی اور ٹرائی کو دھکیل کر ایک طرف کر دیا۔

کی کاپی بھی ساتھ لے آیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس فارمولے کو فروخت کر کے اسے اتنی رقم مل جائے گی کہ وہ سولر انرجی کی مائیکرو چپ پر اپنی بقیہ ریسرچ کرنے اور اسے تیار کرنے کے لئے لیبارٹری قائم کر لے گا کیونکہ میرے پاس تو اتنی دولت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی جائیداد۔ بس پنشن مل جاتی ہے اور میں اکیلا آدمی ہوں اس لئے گزر رہا ہوتا ہے۔ لیکن یہاں پہنچ کر وہ اس فارمولے کو فروخت کرنے کے سلسلے میں بھاگ دوڑ کر رہا تھا کہ یہاں کی سپیشل سروسز اس کے سر پر پہنچ گئی اور انہوں نے ڈرا دھمکا کر اس سے فارمولے کی وہ کاپی حاصل کر لی۔ وہ کیا کر سکتا تھا اس لئے وہ خاموش ہو کر رہ گیا کیونکہ بہر حال یہ اس کا اپنا فارمولا نہ تھا۔ پھر وہ میرے پاس آ گیا۔ اس نے مجھ سے تفصیل کے ساتھ اس سولر انرجی کے مائیکرو چپ کے سلسلے میں ڈسکس کی سچونکہ میرا اپنا بھی یہی فیئلڈ تھا اس لئے میں سمجھ گیا کہ وہ درست لائنوں پر کام کر رہا ہے لیکن یہ مائیکرو چپ اتنی ایڈوانس نہ تھی کہ اس کے ذریعے کوئی بڑا فائدہ اٹھایا جاسکتا۔ بہر حال بنیادی فارمولا درست تھا۔ اس کو ایڈوانس سطح پر لے جانے کے لئے بڑی تحقیقی لیبارٹری میں مزید ریسرچ کی ضرورت تھی۔ ابھی ہم سوچ ہی رہے تھے کہ اس سلسلے میں کیا کیا جائے۔ پھر میں نے سوچا کہ سردارو سے اس سلسلے میں ڈسکس کی جائے کہ ایک روز اچانک میں اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو گیا جبکہ سجاد بھی میرے ساتھ موجود تھا اور جب مجھے ہوش آیا تو سجاد غائب تھا۔ میرے یہاں

وہ سلاکیہ چلا گیا اور وہاں کام کرتا رہا۔ طویل عرصے تک میرا اس سے صرف فون پر رابطہ رہا۔ پھر اچانک ایک ہفتہ پہلے وہ نیلم نگر آ گیا تو میں بے حد حیران ہوا۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ سلاکیہ سے مستقل طور پر واپس آ گیا ہے اور اسے یہاں پاکیشیائی دارالحکومت آنے ہوئے تو کافی دن ہو گئے ہیں اور وہ کسی خاص کام میں مصروف تھا۔ اب فارغ ہو کر وہ میرے پاس آیا ہے تو اس کی واپسی پر مجھے بے حد خوشی ہوئی کیونکہ میں بے اولاد ہوں اور میری بیوی بھی طویل عرصہ پہلے وفات پا چکی ہے اس لئے میں اکیلا رہتا ہوں اور سجاد کو میں نے بیٹے کی طرح پالا ہے اور وہ مجھے بیٹے کی طرح عزیز ہے۔ اس نے بھی چونکہ توانائی پر سپیشلائزیشن کیا ہوا ہے اور سلاکیہ کی جس لیبارٹری میں وہ کام کرتا تھا۔ وہاں تیل کی تلاش کے سلسلے میں کسی جدید آلے پر بھی کام ہو رہا تھا لیکن بہر حال اس سے سجاد کا تعلق نہ تھا۔ سجاد اس لیبارٹری میں سولر انرجی کے شعبے سے متعلق تھا اور اس نے وہاں سولر انرجی کی مائیکرو چپ بنانے میں کامیابی حاصل کر لی تھی۔ اس کا علم صرف اس کے چند ساتھیوں کو ہی تھا۔ یہ اتنی بڑی اور انقلابی ایجاد ہے کہ آپ اس کا تصور کریں تو یقیناً یہ دنیا بھر میں انقلاب برپا کر دینے والی ایجاد ہے لیکن اسے وہاں سے اعوا کرنے کی کوشش کی گئی تو وہ چھپ کر وہاں سے فرار ہو گیا اور یہاں پاکیشیا پہنچ گیا۔ یہاں دارالحکومت میں وہ چھپا رہا۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ وہاں سے آتے ہوئے تیل کی تلاش کے اس جدید آلے کے فارمولے

چنانچہ میں نے سوچا کہ پولیس کی بجائے کسی اعلیٰ رتبہ جیسی کو اس سلسلے میں آگاہ کیا جائے لیکن میری کسی رتبہ جیسی سے واقفیت نہ تھی۔ چنانچہ میں نے سردار سے فون پر بات کی اور انہیں جب میں نے تفصیل بتائی تو انہوں نے آپ کا نام لیا اور آپ کے فلیٹ کے بارے میں بتایا تو میں یہاں آپ کے پاس آ گیا ہوں..... ڈاکٹر عالم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ ڈاکٹر عالم جس ڈاکٹر سجاد کی بات کر رہے ہیں وہ وہی ڈاکٹر سجاد ہے جس سے اس نے ڈاکٹر رونالڈ کے فارمولے کی کاپی لے کر فلیک کو دی تھی۔

”سولر انرجی کی مانیٹر وچپ کا فارمولا کیا قابل عمل تھا۔“ عمران نے کہا تو ڈاکٹر عالم بے اختیار چونک پڑا۔

”جی ہاں۔ بنیادی فارمولا درست تھا لیکن ابھی اس پر کافی کام ہونے والا تھا۔ تب ہی وہ مفید ثابت ہو سکتا تھا لیکن جس قدر میری ڈاکٹر سجاد سے ڈسکس ہوئی ہے اگر اس پر محنت کی جاتی تو نتیجہ شاندار نکل سکتا تھا اور آپ عمران صاحب تصور بھی نہیں کر سکتے کہ یہ کس قدر بڑی اور انقلابی ایجاد ہے“..... ڈاکٹر عالم نے کہا۔

”کیا وہ فارمولا آپ کو معلوم ہے اور آپ بھی تو اس پر ریسرچ کر سکتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”مجھے۔ اوہ نہیں۔ مجھے تو اس کی تفصیلات تو معلوم ہی نہیں۔ میں نے تو بس بنیادی باتیں ہی ڈسکس کی تھیں۔ اس پر کام تو ڈاکٹر سجاد ہی کر سکتا تھا“..... ڈاکٹر عالم نے جواب دیتے ہوئے کہا تو

دو ملازم ہیں۔ وہ بھی بے ہوش ہو گئے تھے اور انہیں بھی میرے ساتھ ہی ہوش آیا تھا۔ حویلی کا پھانگ کھلا ہوا تھا اور سجاد غائب تھا۔ میں بے حد پریشان ہوا۔ میں نے ادھر ادھر سے معلوم کیا تو مجھے صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ ایک سرخ رنگ کی کار میری حویلی میں داخل ہوئی اور پھر واپس جاتے دیکھی گئی ہے اور اس سرخ رنگ کی کار میں دو غیر ملکی جو کہ شاید اکیمریمین تھے بیٹھے ہوئے دیکھے گئے ہیں اور یہ کار دارالحکومت کی طرف جاتی ہوئی دیکھی گئی ہے۔ لیکن سجاد کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ میں نے وہاں کی پولیس کو اطلاع دی۔ پولیس نے انکوائری کی اور انہوں نے دارالحکومت میں اس کار کو تلاش کر لیا۔ کار ایک پارکنگ میں خالی کھڑی ہوئی دارالحکومت کی پولیس کو مل گئی اور اس کار کو دو روز پہلے کسی پارکنگ سے چوری کیا گیا تھا۔ یہ کار کسی بزنس مین کی تھی۔ البتہ پولیس کو یہ شواہد مل گئے کہ اس پارکنگ میں جب کار آ کر رکی تو اس میں دو اکیمریمین موجود تھے اور انہوں نے کار کی عقبی سیٹ پر کسی بے ہوش آدمی کو اٹھا کر کاندھے پر لا دیا اور پھر وہ قریب ہی گلی میں جا کر غائب ہو گئے۔ یہ اطلاع بھی اس پارکنگ کے سامنے ایک عمارت کے چوکیدار نے دی تھی۔ بہر حال اس کے بعد پولیس کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ڈاکٹر سجاد کہاں گیا۔ اس اطلاع کے بعد یہ بات کنفرم ہو گئی کہ ڈاکٹر سجاد باقاعدہ اغوا کیا گیا ہے اور چونکہ غیر ملکیوں نے اسے اغوا کیا ہے اس لئے لازماً ان کا مقصد اس مانیٹر وچپ کے فارمولے کا حصول ہو گا۔



کوشش کے باوجود سولر انرجی کی مائیکروچپ تو ایک طرف عام چپ بھی تیار نہیں کر سکے۔..... سرداور نے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں سرداور کہ یہ ایسی لباد ہے جو صدیوں میں سامنے آتی ہے۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس پر مزید ریسرچ کرنے اور اسے تیار کرنے کے لئے شاید ہمارے ہاں کوئی لیبارٹری نہ ہو اس لئے جب یہ لباد ہو جائے گی تو لازمی بات ہے کہ اسے کمرشل طور پر تیار کیا جائے گا اور تب یہ خود بخود پوری دنیا میں پھیل جائے گی۔..... عمران نے کہا۔

”نہیں عمران۔ اس پرائیڈ وائس ریسرچ کے لئے لیبارٹری قائم کی جاسکتی ہے۔ یہ ایسی لباد ہے جسے اگر پاکستانی تیار کرتا ہے تو پاکستان کی عزت نہ صرف پوری دنیا میں قائم ہو جائے گی بلکہ پاکستانی اس سے سب سے زیادہ مفاد اٹھا سکتا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس مائیکروچپ کو دفاعی طیاروں اور میزائلوں میں استعمال کیا جاسکتا ہے اور تم بہر حال مجھ سے زیادہ بہتر انداز میں سمجھ سکتے ہو کہ اس صورت میں ملک کی فوجی طاقت کہاں سے کہاں پہنچ جائے گی اور مجھے یقین ہے کہ ڈاکٹر سجاد کو اغوا بھی اسی مقصد کے لئے کیا گیا ہے کہ اس سے یہ فارمولا حاصل کر کے اس پر ریسرچ کر کے اسے دفاعی مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے ورنہ اسے اغوا کرنے والے تمہارے انداز میں بھی تو سوچ سکتے تھے۔..... سرداور نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی آپ نے یہ بات کر کے میرے سامنے نیا پہلو

عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”دور بول رہا ہوں۔..... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر عالم صاحب میرے پاس تشریف رکھتے ہیں۔..... عمران نے جان بوجھ کر اپنی ڈگریاں دوہراتے ہوئے کہا اور پھر وہ یہ دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا تھا کہ اس کی ڈگریاں سن کر ڈاکٹر عالم نہ صرف بے اختیار چونک پڑے تھے بلکہ ان کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔

”ڈاکٹر عالم صاحب نے مجھے بتایا ہے کہ ان کے منہ بولے بیٹے ڈاکٹر سجاد کو اغوا کیا گیا ہے اور یہ اغوا غیر ملکیوں نے کیا ہے اور ڈاکٹر سجاد سولر انرجی کی مائیکروچپ کا بنیادی فارمولا تیار کر چکا تھا۔ ان سے میری جو بات ہوئی ہے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ درست کہہ رہے ہیں۔ ویسے بھی ڈاکٹر عالم میرے ساتھ کام کرتے رہے ہیں۔ ان کا سبجیکٹ بھی سولر انرجی تھا اور تم بہر حال اتنی بات تو جانتے ہی ہو کہ اگر سولر انرجی کی مائیکروچپ لباد ہو جائے تو یہ دنیا کی سب سے انقلابی لباد ہوگی۔ پھرتیل، گیس اور بجلی وغیرہ سب پرانے دور کی باتیں ہو جائیں گی اور آج تک پوری دنیا کے سائنس دان

اجاگر کر دیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ ایسی صورت میں چیف کو قاتل کیا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر سجاد کو واپس لایا جائے۔..... عمران نے کہا۔  
 "اوکے۔ شکریہ۔..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔  
 "آپ ڈی ایس سی ہیں۔ کیا واقعی؟..... ڈاکٹر عالم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈگریاں حاصل کرنے کی حد تک تو واقعی ہوں اور بس۔ بہر حال آپ مطمئن ہو کر واپس جائیں۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو تفصیلی رپورٹ دے دوں گا اور مجھے یقین ہے کہ وہ ڈاکٹر سجاد کو برآمد کرانے کے مشن پر کام کرنے پر تیار ہو جائیں گے اور اگر وہ تیار ہو گئے تو پھر سمجھ لیں کہ ڈاکٹر سجاد انشاء اللہ صحت سلامت واپس آجائیں گے۔ ویسے سردار خود بھی اس مانتیک و چپ میں دلچسپی لے رہے ہیں اس لئے حکومتی سطح پر اس کی لیبارٹری قائم ہونے میں بھی کوئی رکاوٹ نہ رہے گی۔..... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر واقعی ہمارے ملک کے لئے اتہا زائدہ مند رہے گا اور ڈاکٹر سجاد کی واپسی سے میرا بڑھاپا بھی اچھا کرنے جانے گا۔ لیکن کیا آپ کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے جبکہ آپ سائنس دان ہیں؟..... ڈاکٹر عالم نے کہا۔

"میں سیکرٹ سروس کا سائنسی مشیر ہوں۔..... عمران نے کہا۔  
 "اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ اب میں مطمئن ہوں کیونکہ سردار بھ سیکرٹ سروس کی کارکردگی کی بے حد تعریف کرتے رہتے ہیں۔

ڈاکٹر عالم نے کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ اپنا فون نمبر اور پتہ بتا دیں کیونکہ ڈاکٹر سجاد کے سلسلے میں یہاں جو انکوائری کی جائے گی یقیناً اس کا آغاز آپ کی حویلی سے ہی ہو گا۔..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر عالم نے اپنا فون نمبر بتا دیا اور اپنی رہائش گاہ کی تفصیل بھی بتا دی۔ پھر عمران انہیں چھوڑنے نیچے سڑک تک آیا اور جب وہ اپنی کار میں بیٹھ کر جے ڈرائیور چلا رہا تھا واپس چلے گئے تو عمران واپس اپنے فلیٹ میں آ گیا۔ اس کے ذہن میں بھونچال سا آیا ہوا تھا کیونکہ اس کے ذہن میں آ رہا تھا کہ کہیں فلیک نے اسے اس سلسلے میں استعمال نہ کیا ہو۔ اس نے سنگ روم میں آ کر رسیور اٹھایا اور پھر انکوائری کے نمبر پر ریس کر دیئے۔  
 "انکوائری پلیز۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے سلاکیہ کا رابطہ نمبر اور سلاکیہ کے دارالحکومت سراگ کا رابطہ نمبر دے دیں۔..... عمران نے کہا۔  
 "ہولڈ کریں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 "ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں؟..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے اسے دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیئے۔

ہے۔..... فلک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ڈاکٹر سجاد کو دو غیر ملکیوں نے اغوا کر لیا ہے۔ مجھے تم پر اعتماد ہے فلک کیونکہ میری ریڈنگ غلط نہیں ہو سکتی۔ تم ایسے آدمی نہیں ہو کہ دوستی کے بادلے میں سازش کرو اس لئے تم اپنے طور پر حکومت سلاکیہ یا اس لیبارٹری سے معلومات حاصل کرو اور مجھے حتمی طور پر بتاؤ کہ کیا ڈاکٹر سجاد کو سلاکیہ کے حکام نے اغوا کر لیا ہے اور اگر کر لیا ہے تو وہ اس وقت کہاں ہے۔..... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ ایسی کوئی بات تو میرے ذہن میں ہی نہ تھی۔ بہر حال میں معلوم کر لیتا ہوں۔ تم کہاں سے فون کر رہے ہو۔" فلک نے کہا۔

"اپنے فلیٹ سے۔ نمبر تمہیں معلوم ہے لیکن تم کتنی دیر تک حتمی معلومات حاصل کر لو گے۔..... عمران نے کہا۔

"دو گھنٹوں کے اندر اندر میں تمہیں رنگ کر دوں گا۔ بے فکر رہو۔ میرے آدمی حکومت کی ایجنسیوں میں بھی ہیں اور اس لیبارٹری میں بھی۔ میں سب کچھ معلوم کر لوں گا۔..... فلک نے کہا۔

"اوکے۔ میں تمہاری کال کا انتظار کروں گا۔..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"سلیمان۔..... عمران نے رسیور رکھ کر اونچی آواز میں کہا۔

"جی صاحب۔..... دوسرے لمحے سلیمان نے دروازے پر نمودار ہو کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ وہ عمران کی آواز سے ہی سمجھ گیا

"جوزفین کلب۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ فلک یہاں موجود ہو گا۔ اس سے میری بات کراؤ۔..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا۔ یہ کون سا ملک ہے۔..... دوسری طرف سے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا۔ شاید اس لڑکی نے یہ نام ہی پہلی بار سنا تھا۔

"برا عظم ایشیا کا ملک ہے۔ فلک سے بات کراؤ۔..... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"فلک بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد فلک کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں فلک۔..... عمران نے کہا۔

"اوہ تم۔ خیریت۔ کیسے کال کی ہے۔..... دوسری طرف سے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"تمہارا مشن صرف فارمولے کی کاپی حاصل کرنا تھا یا اس ڈاکٹر سجاد کو اغوا کرنا بھی مشن کا حصہ تھا۔..... عمران نے کہا۔

"ڈاکٹر سجاد کو اغوا کرنا۔ کیا مطلب۔ کیوں۔ مجھے کیا ضرورت تھی سے اغوا کرنے کی۔ ویسے بھی میں نے تو اسے دیکھا تک نہیں۔ لیکن تم یہ سب کیوں کہہ رہے ہو۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی

تھا کہ عمران ذہنی طور پر لٹھا ہوا ہے۔

”چائے لاؤ“..... عمران نے کہا۔

”جی اچھا۔ ابھی لے آتا ہوں“..... سلیمان نے بڑے مستعدانہ

لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔

”اگر ان کا مقصد ڈاکٹر سجاد کو اغوا کرنا تھا تو پھر انہوں نے

فارمولے کی کاپی کے لئے اتنا لمبا چوڑا چکر کیوں چلایا“..... عمران

نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد سلیمان چائے کا کپ لے آیا

اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کپ عمران کے سامنے رکھ دیا اور

خاموشی سے واپس مڑ گیا۔ عمران چائے پینے کے ساتھ ساتھ مسلسل

سوچتا رہا لیکن کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی کہ آدھے گھنٹے

بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا

کیونکہ اس وقت وہ ذہنی طور پر لٹھا ہوا تھا۔

”فلک بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے فلک کی آواز

سنائی دی۔

”اوہ تم۔ اتنی جلدی کیسے کال کر دی“..... عمران نے چونک کر

اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اتفاق سے پہلے ہی آدمی سے تمام معلومات مل گئی ہیں۔ آئی ایم

سوری عمران۔ میں انتہائی شرمندہ ہوں کہ ان لوگوں نے مجھے اس

اغوا کے لئے استعمال کیا ہے اور میں نادانستگی میں ان کا آلہ کار بن

گیا ہوں“..... دوسری طرف سے فلک نے انتہائی معذرت بھرے

لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا ہوا ہے۔ تفصیل بتاؤ“..... عمران نے کہا۔

”جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے اس کے مطابق اس فارمولے کی جس

کی کاپی ڈاکٹر سجاد لے گیا تھا کوئی خاص اہمیت نہیں تھی۔ اس کی

اہمیت صرف تجارتی تھی۔ اصل مسئلہ اور تھا کہ ڈاکٹر سجاد نے سولر

انرجی میں کوئی ایسی جدید ترین ایجاد کا فارمولا تیار کیا تھا جسے انتہائی

انقلابی رفاعی ایجاد کہا جا رہا تھا اور پھر ڈاکٹر سجاد نے اس بارے میں

ایک سائنسی کانفرنس میں عام سائنس دانوں سے ڈسکس بھی کی۔

اس طرح یہ اطلاع حکومت کرائس تک پہنچ گئی۔ حکومت کرائس خود

بھی سولر انرجی کے سلسلے میں ایڈوانس کام کر رہی ہے لیکن ڈاکٹر

سجاد اس دوران فارمولے کی کاپی لے کر فرار ہو چکا تھا جس کی اطلاع

کرائس حکومت کو دے دی گئی۔ حکومت کرائس نے پاکیشیا میں

اپنے ایجنٹ بھیجے تاکہ اس ڈاکٹر سجاد کو اغوا کر کے کرائس لایا جاسکے

لیکن اس کے ایجنٹ باوجود کوشش کے ڈاکٹر سجاد کو تلاش نہ کر سکے

تو حکومت کرائس نے اس سلسلے میں اپنی ایک سرکاری ایجنسی

وائٹ شیڈ کے چیف سے بات کی۔ اس چیف نے حکومت کو

باقاعدہ ایک منصوبہ پیش کیا۔ وائٹ شیڈ کا چیف آرہر اکیرمیا میں

کام کر چکا ہے اور وہ تمہیں بھی جانتا ہے اور مجھے بھی اور اسے میرے

اور تمہارے درمیان دوستانہ تعلقات کا بھی علم تھا۔ چنانچہ اس نے

میرے ذریعے تمہیں استعمال کرنے کی پلاننگ کی۔ اس پلاننگ کے تحت حکومت سلاکیہ نے مجھے ہار کیا اور میں پاکیشیا پہنچ گیا۔ وائٹ شیڈو کے ایجنٹ بھی یہاں سلاکیہ پہنچ چکے تھے۔ وہ بھی میرے ساتھ پاکیشیا پہنچے۔ میں نہ انہیں پہچانتا تھا اور نہ ہی مجھے اس سارے کھیل کا علم تھا اس لئے میں ان سے بے خبر رہا۔ پھر میری ملاقات تم سے ہوئی تو انہوں نے تمہاری نگرانی شروع کر دی۔ انہوں نے یہ نگرانی کسی جدید ترین آلے کی مدد سے کی جس کا علم تمہیں بھی نہ ہو سکا۔ بہر حال آہر کے چونکہ تمہاری صلاحیتوں کا علم تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ تم میری دوستی کی وجہ سے اس ڈاکٹر سجاد کو تلاش کر لو گے اور ایسا ہی ہوا۔ تم نے اسے تلاش کر لیا اور اس سے فارمولے کی کاپی لے کر مجھے دے دی اور میں واپس چلا آیا اور یہاں میں نے وہ کاپی حکام کے حوالے کر دی جبکہ اس دوران وائٹ شیڈو کے ایجنٹ وہاں پاکیشیا میں ڈاکٹر سجاد کو چھک کرتے رہے اور پھر انہوں نے اسے اغوا کر لیا اور اسے لے کر کافرستان پہنچے اور کافرستان سے اسے کراٹر پہنچا دیا گیا۔..... فلیک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اتنی جلدی اتنی تفصیل تمہیں کیسے معلوم ہو گئی۔..... عمران نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم مجھ پر شک کر رہے ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ حکومت سلاکیہ اور حکومت کرائس کے درمیان یہ ساری ڈیڑھ وزارت سائنس کے سیکرٹری کے ذریعے ہوئی ہے اور سیکرٹری

وزارت سائنس کے پرسنل سیکرٹری کو نہ صرف ان سارے معاملات کا علم تھا بلکہ اس کا رابطہ وائٹ شیڈو کے آہر سے بھی سرکاری طور پر تھا اور اتفاق سے مجھے اس کے بارے میں معلوم تھا کہ وہ دولت کا بھاری ہے۔ میں نے اسے کال کیا تھا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ مجھے یہ مشن وزارت سائنس کے سیکرٹری کے ذریعے دیا گیا تھا۔ پھر اس پرسنل سیکرٹری جس کا نام مارٹن ہے، سے بات ہوئی تو مجھے شک پڑا کہ وہ بہت کچھ جانتا ہے۔ میں نے اس سے بھاری معاوضے کی بات کی تو وہ خود ہی جو زمین کلب پہنچ گیا اور پھر اسے ایک لاکھ ڈالر دے کر میں نے نہ صرف ساری معلومات حاصل کیں بلکہ مارٹن نے میرے سامنے وائٹ شیڈو کے چیف آہر سے بات کر کے اس بارے میں مجھے کنفرم بھی کر دیا۔..... فلیک نے جواب دیا۔

"اوکے۔ لیکن کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ ڈاکٹر سجاد کہاں ہے کیونکہ وائٹ شیڈو نے اسے اپنی تحویل میں تو نہ رکھا ہو گا بلکہ کسی لیبارٹری میں ہی بھجوا دیا ہو گا اور اگر تم مجھے اس بارے میں کوئی حتمی اطلاع دے دو تو میں تمہارے ایک لاکھ ڈالر کے علاوہ بھی جو کچھ تم اب اس اطلاع کے حصول کے لئے خرچ کرو گے وہ سب کچھ تمہیں مل جائے گا۔..... عمران نے کہا۔

"تم مجھے مزید جوتیاں نہ مارو عمران۔ میں پہلے ہی تم سے بے حد شرمندہ ہوں۔ ایک لاکھ ڈالر تو ایک طرف میں دس لاکھ ڈالر بھی خرچ کر کے تمہارے سامنے سر نہیں اٹھا سکتا۔ ویسے اگر تم کہو تو اس

ڈاکٹر سجاد کی بازیابی کا مشن میں جہاری طرف سے مکمل کر دوں۔“  
فلیک نے انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا۔

”ارے نہیں۔ اس کی شاید ضرورت ہی نہ پڑے اس لئے کہ ڈاکٹر سجاد کی سولر انرجی کے سلسلے میں جو ریسرچ ہے اس سے پاکیشیا کو کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے۔ پاکیشیا کے پاس اس ٹائپ کی لیبارٹری ہی نہیں ہے اور نہ ہی پاکیشیا کے پاس اتنے وسائل ہیں کہ وہ اس پر کام کر سکے لیکن ڈاکٹر سجاد کو میں نے ایک بڑے سائنس دان کے ذریعے ٹریس کیا تھا اس لئے اب اس کے اغوا ہونے پر انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں اس کے بارے میں معلومات حاصل کروں۔ چنانچہ جو معلومات تم مجھے دو گے وہ میں اس سائنس دان تک پہنچا دوں گا اور وہ مطمئن ہو جائیں گے کہ ڈاکٹر سجاد بخیریت ہے۔ ویسے بھی اس کا کوئی خاص تعلق پاکیشیا سے نہیں ہے۔ وہ پاکیشیائی نژاد ضرور ہے لیکن طویل عرصے سے وہ سلاکیہ میں رہا ہے۔“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ پھر تمہیں فون کروں گا۔“  
دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے چائے کی پیالی اٹھائی اور ایک ایک گھونٹ کر کے چائے پینا شروع کر دی۔ وائٹ شیڈو کے چیف آپرر کو وہ بہت اچھی طرح جانتا تھا اور اسے معلوم تھا کہ یہ شخص انتہائی ذہین ہے اور خصوصی منصوبہ بندی کرنے کا ماہر

کھجا جاتا ہے اس لئے آپرر ہی اس طرح کی منصوبہ بندی کر سکتا تھا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔“..... عمران نے کہا کیونکہ اس کا اندازہ تھا کہ کال فلیک کی طرف سے ہو گی۔

”فلیک بول رہا ہوں عمران۔ دوسری طرف واقعی فلیک ہی تھا۔“  
”کیا رپورٹ ہے؟“..... عمران نے کہا۔

”میں نے معلوم کر لیا ہے۔ ڈاکٹر سجاد کو پاکیشیا سے کافرستان اور پھر کافرستان سے اسے کرانس لے آنے کی بجائے براہ راست جنوبی بحر اوقیانوس میں واقع ایک جہیزے جارحیا پہنچایا گیا ہے اور اب بھی وہ وہیں ہے۔ وہاں کرانس کی کوئی خفیہ لیبارٹری ہے۔“..... فلیک نے کہا۔

”جارحیا تو گریٹ لینڈ کے قبضے میں تھا۔ وہاں کرانس کی لیبارٹری کیسے ہو سکتی ہے اور پھر جارحیا تو جنوبی اکیوریمیا کے قریب ہے جبکہ کرانس تو یورپ میں ہے۔“..... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ مجھے تو تفصیل معلوم نہیں۔ بہر حال جو اطلاع میں نے دی ہے وہ حتمی ہے کیونکہ یہ اطلاع آپرر کے پرسنل سیکرٹری سے حاصل کی گئی ہے۔ آپرر نے اپنے اسسٹنٹ کو یہی ہدایت کی تھی کہ ڈاکٹر سجاد کو براہ راست جارحیا پہنچا دیا جائے اور پھر یہ بات کنفرم کی

گئی اور تحریری رپورٹ بھی آرہر کے پاس پہنچ گئی جس کو اس پر سٹل سیکرٹری نے پڑھا تھا اس لئے یہ بات تو حتمی ہے۔ اب باقی تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے۔ اگر تم کہو تو میں مزید معلومات حاصل کروں۔“

فلک نے کہا۔

”نہیں۔ جو کچھ تم نے معلوم کیا ہے یہ بہت ہے۔ اگر مزید کچھ معلوم کرنے کی ضرورت پڑی تو میں خود معلوم کر لوں گا۔ تم اب اس سارے کھیل کو بھول جاؤ۔ گڈ بائی“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور اس نے سلیمان کو آواز دے کر اسے دروازہ بند کرنے کے لئے کہا اور خود وہ فلیٹ سے نیچے آگیا۔ اس نے گیراج سے کار نکالی اور سیدھا دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اب وہ مزید کارروائی وہاں بیٹھ کر کرنا چاہتا تھا۔

آرہر اپنے آفس میں موجود تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”ہی“..... آرہر نے کہا۔ وہ کرائس کی سرکاری مینجمنٹ وائٹ شیڈ کا چیف تھا اور جہاں وہ موجود تھا وہ اس کا آفس تھا۔

”رابرٹ بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے اس کے اسسٹنٹ رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

”کال کیوں کی ہے“..... آرہر نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”جناب۔ فون پر بات کرنے کی نہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں خود حاضر ہو جاؤں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ آجاؤ“..... آرہر نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سامنے پڑی ہوئی فائل کو بند کیا اور اسے اٹھا کر میز کی دراز میں رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور نوجوان رابرٹ اندر داخل ہوا۔

سیکرٹری ہے اور اسے معلوم ہے کہ میں آپ کا اسسٹنٹ ہوں۔ وہ آپ کو بھی جانتا ہے کیونکہ وہ کرائسی ہے۔ بہر حال اس نے مجھے اچانک کال کیا اور مجھے بتایا کہ پاکیشیا سے علی عمران کا فون فلیک آیا جس میں اس نے ڈاکٹر سجاد کے اغوا کے سلسلے میں بات کی اور اس کال میں وائٹ شیڈ، آپ کا اور میرا نام بھی لیا گیا تو میرا دوست چونک پڑا۔ فلیک کے اس فون پر ہونے والی کالز ٹیپ ہو جاتی ہیں لیکن یہ ٹیپس فلیک کی اپنی تحویل میں رہتی ہیں اس لئے میرا دوست اسے حاصل نہ کر سکتا تھا لیکن اس نے وہ کال سن لی اور اس سے مجھے معلوم ہوا اور میں نے آپ کو بتا دیا اور یہ معلومات فلیک نے عمران کو دی ہیں۔..... رابرٹ نے کہا۔

”ہونہ۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران کو کسی نہ کسی طرح اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ ڈاکٹر سجاد کو اغوا کیا گیا ہے۔ حالانکہ میں نے کوشش کی تھی کہ اس وقت اسے اغوا کیا جائے کہ عمران کا اس سے رابطہ نہ ہو۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ میں اب اعلیٰ حکام کو اس کی اطلاع دے دوں گا۔ وہ جارجیا میں خود ہی کوئی حفاظتی انتظامات کر لیں گے۔..... آپر نے کہا۔

”بس۔..... رابرٹ نے کہا اور اٹھ کر واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد آپر نے رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کافی

اس نے ادھیر عمر آہر کو سلام کیا اور پھر میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ہاں۔ اب بتاؤ کیا خاص بات ہے۔..... آپر نے کہا۔  
”باس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا عمران ڈاکٹر سجاد کو ٹریس کر رہا ہے اور اسے اطلاع مل گئی ہے کہ ڈاکٹر سجاد کو وائٹ شیڈ کے ایجنٹوں نے اغوا کیا ہے اور اسے پاکیشیا سے کافرستان اور کافرستان سے براہ راست جارجیا پہنچایا گیا ہے۔..... رابرٹ نے کہا تو آپر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرتے۔

”وہ کیوں اسے تلاش کر رہا ہے۔ اس کا اس سے کیا تعلق۔ اس نے اس سے فارمولے کی کاپی حاصل کر کے فلیک کو دے دی اور بس۔ ڈاکٹر سجاد نہ وہاں کسی لیبارٹری میں ملازم تھا اور نہ ہی اس حکومت سے کوئی تعلق تھا جبکہ سیکرٹ سروس بہر حال سرکارڈ ایجنسی ہے۔..... آپر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ بات تو مجھے معلوم نہیں ہو سکی لیکن یہ بات اب طے شد ہے کہ عمران ڈاکٹر سجاد کو واپس حاصل کرنے کی غرض سے لازماً جارجیا پہنچے گا۔..... رابرٹ نے کہا۔

”تمہیں کیسے اس بات کا علم ہوا۔..... آپر نے کہا۔

”فلیک سلاکیہ میں جوزفین کلب کا مالک ہے اور اس کی پرائیوٹ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر بھی جوزفین کلب میں ہی ہے۔ جوزفین کلب میں میرا ایک دوست کام کرتا ہے۔ وہ اس فلیک کا پرسنل



میں تم بھی جانتی ہو اور میں بھی کہ وہ کس قدر فعال اور خطرناک سروس ہے۔..... آرچر نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس اور جارجیا میں مشن۔ کیا مطلب۔ ان کا جارجیا سے کیا تعلق"..... ڈینی نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرانس نے سولر انرجی کے سلسلے میں ایک فارمولے پر کام کرنے کے لئے پاکیشیا سے ایک سائنس دان جس کا نام ڈاکٹر سجاد ہے، کو اغوا کرایا اور اسے جارجیا کی ایک لیبارٹری میں پہنچا دیا گیا۔ یہ مشن وائٹ شیڈو نے مکمل کیا۔ ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا عمران کو اس بارے میں معلوم نہ ہو سکے لیکن ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس عمران کو یہ اطلاع مل گئی ہے کہ سائنس دان ڈاکٹر سجاد کو پاکیشیا سے اغوا کر کے جارجیا پہنچایا گیا ہے۔ گو مجھے معلوم ہے کہ جارجیا میں موجود تمام لیبارٹریوں کی اپنی اپنی سیکورٹی موجود ہے اور یہ سیکورٹی بھی فول پروف ہے لیکن اس کے باوجود اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے خصوصی انتظامات کرنے بہر حال ضروری ہیں۔ تم جارجیا میں کام کر رہی ہو اس لئے میں نے سوچا کہ تم سے بات کر لی جائے۔ اگر جہارا سیٹ اپ وہاں ایسا ہے کہ تم انہیں روک سکو تو ٹھیک ورنہ میں وائٹ شیڈو کا سیٹ اپ وہاں قائم کروں۔" آرچر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

دیر تک وہ نمبر پرپس کرتا رہا اور پھر اس کا ہاتھ پیچھے ہٹا تو دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

"ہیں۔ گلیڈ پارک ہوٹل"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں کرانس سے بول رہا ہوں۔ فارگو میرا نام ہے۔ ڈینی سے بات کراؤ"..... آرچر نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 "ہیلو۔ ڈینی بول رہی ہوں"..... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کیا فون محفوظ ہے ڈینی۔ میں کرانس سے آرچر بول رہا ہوں۔" آرچر نے اس بار اپنا اصل نام لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ آپ۔ ایک منٹ"..... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی فون پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو آرچر۔ اب کھل کر بات کر سکتے ہیں آپ"..... چند لمحوں بعد ڈینی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈینی۔ جارجیا میں جہارا سیٹ اپ کیا ہے"..... آرچر نے کہا۔  
 "آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کوئی خاص بات"..... ڈینی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اس لئے پوچھ رہا ہوں ڈینی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس شاید جارجیا میں مشن مکمل کرے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے

”یہ عمران کون ہے جس کا آپ بار بار حوالہ دے رہے ہیں۔“  
 ذہنی نے کہا تو آرہر بے اختیار مسکرا دیا۔

”عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ گو یہ خود سیکرٹ سروس میں شامل نہیں ہے لیکن جب بھی سیکرٹ سروس کوئی مشن مکمل کرتی ہے تو سیکرٹ سروس کو لیڈ بھی عمران ہی کرتا ہے۔ بظاہر انتہائی سیدھا سادا، احمق اور مسخرہ سا نوجوان ہے لیکن اسے دنیا کا انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ تم نے اس عمران کا نام نہیں سنا اب تک۔“..... آرہر نے کہا۔

”میں تو اس کا نام پہلی بار سن رہی ہوں۔ بہر حال جو کچھ بھی ہے ذہنی اسے روکنے اور ہلاک کرنے کی طاقت رکھتی ہے اور آپ قطعی بے فکر رہیں۔ یہاں جارجیا میں بلیک ہارٹ کا کنٹرول اس قدر سخت ہے کہ یہاں بلیک ہارٹ کی اجازت کے بغیر مکھی بھی نہیں اڑ سکتی اور آپ کو تو معلوم ہے کہ بلیک ہارٹ قائم ہی اس لئے کی گئی ہے کہ جارجیا میں آزادی حاصل کرنے والا جو گروپ کام کر رہا ہے اس کا خاتمہ کیا جاسکے اور بلیک ہارٹ نے اب تک تین چوتھائی کام مکمل کر لیا ہے۔ اب صرف تھوڑا سا کام رہ گیا ہے۔ وہ بھی جلد مکمل ہو جائے گا اور یہی بلیک ہارٹ کی کارکردگی کا ثبوت ہے۔“..... ذہنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ پھر میں سیکرٹری صاحب کو اطلاع دے دیتا ہوں کہ وہ

سرکاری طور پر تمہیں یہ کام سونپ دیں۔“..... آرہر نے کہا۔  
 ”ہاں۔ ٹھیک ہے۔“..... دوسری طرف سے ذہنی نے کہا تو آرہر نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔  
 ”چیف آف وائٹ شیڈ آرہر بول رہا ہوں۔ سروانڈر سے بات کرائیں۔“..... آرہر نے کہا۔  
 ”ہولڈ کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 ”ہیلو۔“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”سر۔ میں آرہر بول رہا ہوں۔ آپ کو ایک اطلاع دینی تھی۔“..... آرہر نے کہا۔  
 ”کیسی اطلاع۔ کیا ہوا ہے۔“..... دوسری طرف سے خشک لہجے میں کہا گیا۔

”آپ کے حکم پر وائٹ شیڈ نے پاکیشیا سے ڈاکٹر سجاد کو اغوا کرایا تھا اور اسے جارجیا کی ایک لیبارٹری میں پہنچا دیا تھا۔“..... آرہر نے کہا۔

”ہاں۔ پھر کیا ہوا ہے۔“..... دوسری طرف سے اسی طرح خشک اور سرد لہجے میں کہا گیا۔

”مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے خطرناک ایجنٹ عمران نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ ڈاکٹر سجاد کو

سے طاقتور ملک بھی بنا دے گا"..... سیکرٹری نے کہا۔

"پھر تو ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم عمران تک یہ بات پہنچا دیں کہ جارحیا پہنچتے ہی ڈاکٹر سجاد نے خودکشی کر لی اور ہمیں کچھ حاصل نہیں ہو سکا۔ اس طرح وہ خاموش ہو جائے گا ورنہ وہ جارحیا پہنچ گیا تو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے"..... آرچر نے کہا۔

"وہ اتنی آسانی سے باز آنے والا نہیں ہے۔ ہمیں اس کے خلاف خصوصی انتظامات بہر حال کرنے پڑیں گے"..... سیکرٹری نے کہا۔

"وہاں بلیک ہارٹ کی مادام ڈینی موجود ہے اور اس نے وہاں مکمل سیٹ اپ کر رکھا ہے اور مری اس سے بات ہوئی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آسانی سے کور کر لے گی اور میرا خیال ہے کہ ایسا ہی ہو گا کیونکہ مادام ڈینی بے حد باصلاحیت بھی ہے اور انتہائی ذہین ایجنٹ بھی اور پھر طویل عرصے سے وہ جارحیا میں کام کر رہی ہے۔ نیا آدمی وہاں اس انداز میں کام نہ کر سکے گا جس انداز میں مادام ڈینی کر لے گی اس لئے آپ اسے الرٹ کر دیں۔ ادھر میں عمران تک یہ بات پہنچا دیتا ہوں کہ ڈاکٹر سجاد ہلاک ہو گیا ہے۔ اگر اس کے باوجود وہ وہاں پہنچا تو پھر مادام ڈینی اس سے نمٹ لے گی اور اگر اس کے باوجود بھی ضرورت پڑی تو پھر وائٹ شیڈ بھی وہاں کام کر سکتی ہے"..... آرچر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مادام ڈینی واقعی ایسے کاموں میں ماہر ہے۔ ٹھیک ہے میں اسے کہہ دیتا ہوں"..... دوسری طرف سے سیکرٹری نے کہا۔

جارحیا پہنچا گیا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ اب جارحیا میں ڈاکٹر سجاد کی برآمدگی کے لئے کام کرے گا"..... آرچر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس عمران کو کیسے معلوم ہو گیا۔ ویری بیڈ۔ یہ اتنا انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے۔ وہ تو ایکس لیبارٹری کو بھی تباہ کر دے گا"..... سیکرٹری نے اس بار قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر۔ اس کی دلچسپی لیبارٹری سے نہیں بلکہ سائنس دان ڈاکٹر سجاد کی برآمدگی سے ہے اس لئے وہ ڈاکٹر سجاد کی برآمدگی پر ہی توجہ دے گا"..... آرچر نے جواب دیا۔

"لیکن ڈاکٹر سجاد تو ہلاک ہو چکا ہے"..... سیکرٹری نے کہا تو ار بار آرچر بے اختیار ہنک پڑا۔

"ہلاک ہو گیا ہے۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس سے کام نہیں لیا جاسکا"..... آرچر نے کہا۔

"وہ تعاون نہیں کر رہا تھا اس لئے اس سے بنیادی فارمولے ساتھ ساتھ مزید جو کچھ اس نے اس سلسلے میں کام کیا تھا اس سب مشینی ذرائع سے معلوم کیا گیا اور پھر اسے ہلاک کر دیا گیا۔ ہمارے اپنے سائنس دان اس پر کام کر رہے ہیں اور مجھے ساتھ سا رپورٹ مل رہی ہے کہ اس فارمولے پر کام کامیابی سے آگے بڑھ رہا ہے لیکن ابھی اس پر کافی عرصہ لگے لگا۔ البتہ سائنس دانوں بہر حال یہ امید لگ گئی ہے کہ آخر کار انہیں کامیابی مل جائے گی یہ لہجہ کرانٹس کو دنیا کا نہ صرف سب سے امیر ترین ملک بلکہ

کرائس کی لیبارٹری ضائع ہو جائے۔..... آرہر نے کہا۔

”اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ مادام ڈینی ان کا مقابلہ نہ کر سکے گی حالانکہ اس کا ریکارڈ بے حد شاندار ہے۔..... رابرٹ نے چونک کر کہا۔

”مجھے بھی معلوم ہے کہ وہ انتہائی باصلاحیت اور ذہین اینجنٹ ہے لیکن جس شخص کا نام عمران ہے وہ دراصل کچھ اور ہی چیز ہے اس لئے تو میں نے جان بوجھ کر یہ معاملہ مادام ڈینی پر ڈال دیا ہے لیکن اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ وہ جارحیت تک نہ ہی پہنچے تو اچھا ہے۔“ آرہر نے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ میں اپنے آدمی تک یہ بات پہنچا دیتا ہوں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو آرہر نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آرہر نے رسیور رکھ دیا۔ پھر وہ کافی دیر تک بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پر ریس کر دیئے۔

”رابرٹ بول رہا ہوں۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”رابرٹ۔ میں نے سیکرٹری آف سائٹس سے بات کر لی ہے۔ وہاں جارحیا میں بلیک ہارٹ کی چیف مادام ڈینی کا مکمل سیٹ اپ موجود ہے اس لئے سیکرٹری صاحب مطمئن ہیں کہ مادام ڈینی وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کور کر لے گی۔ البتہ میری تجویز پر انہوں نے یہ اجازت بھی دے دی ہے کہ ہم اس عمران تک یہ بات پہنچا دیں کہ سائٹس وان ڈاکٹر سجاد بغیر کچھ بتائے ہلاک ہو چکا ہے۔ اگر طرح امید تو یہی ہے کہ وہ جارحیا جائے گا ہی نہیں۔ تم اس سلسلہ میں کسی طرح فلیک کے ذریعے یہ پیغام پہنچا دو۔..... آرہر نے کہا۔

”باس۔ فلیک سے میرا براہ راست تو کوئی رابطہ نہیں ہے اگر لئے میرا تو اس تک پیغام پہنچانے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا جبکہ معاملات کو اب بلیک ہارٹ ذیل کرے گی تو پھر ہمیں کیا ضرورت ہے اس معاملے میں دخل دینے کی۔..... رابرٹ نے جواب دے ہوئے کہا۔

”تم وہاں اپنے آدمی کے کان میں یہ بات ڈال دو۔ مجھے یقین کہ بات عمران تک پہنچ جائے گی۔ میں نہیں چاہتا کہ جارحیا

”یس“..... عمران نے کہا۔

”نمبرز نوٹ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ماتھے ہی دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔

”شکریہ“..... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے راس نے تیزی سے مسلسل نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ پہلی بار رابطہ قائم نہ ہو سکا تو عمران نے کریڈل دبا کر ایک بار پھر نمبر اہل کرنے شروع کر دیئے اور اس بار رابطہ قائم ہو گیا۔

”ہرسٹ کلب“..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں براعظم ایشیا کے ملک پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ مارشا ابھی ہرسٹ کلب کی مالکہ ہیں یا نہیں“..... عمران نے کہا۔

”یس سر۔ میڈم مارشا ہی کلب کی مالکہ ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ان سے بات کرائیں۔ میرا نام پرنس علی عمران ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ مارشا بول رہی ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

”ارے کیا مطلب۔ کیا ابھی تک تمہارے گلے کی خشک راریوں کی آئینگی نہیں ہوئی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے

یا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں اپنی مخصوص کرسی پر موجود سرخ ڈائری کے صفحات پلٹنے میں مصروف تھا۔ بلیک زیرو اس کے لئے چائے بنانے کچن میں گیا ہوا تھا۔ پھر ایک صفحے پر عمران کی نظریں رک گئیں۔ اس نے چند لمحے غور سے اس صفحے کو دیکھا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے انکو آری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

”انکو آری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”یہاں سے ارجنٹائن کا رابطہ نمبر اور پھر اس کے دارالحکومت بونس ایرز کا رابطہ نمبر دیں“..... عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں“..... کچھ دیر بعد انکو آری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

کہ بات تم سے ہو رہی ہے۔..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے مارشا کافی دیر ہنستی رہی۔

”یہ بتاؤ مارشا کہ جارجیا تک تمہارے حسن کا عکس پھیلا ہوا ہے یا نہیں“..... عمران نے کہا۔

”جارجیا۔ اوہ۔ جارجیا میں تمہیں کیا کام پڑ گیا۔ وہ تو پاکیشیا سے بہت دور ہے“..... مارشا نے ہلکتے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”ہمارے ایک سائنس دان کو اغوا کر کے پاکیشیا سے جارجیا لے جایا گیا ہے اور یہ کام کرانس کی سرکاری ایجنسی نے سرانجام دیا ہے حالانکہ جارجیا تو گرےٹ لینڈ کے قبضے میں ہے پھر نجانے کرانس کا وہاں کیا سلسلہ ہے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ یہ بات دو سال پہلے کی ہے۔ دو سال ہوئے کرانس نے گرےٹ لینڈ سے باقاعدہ جارجیا کو خرید لیا ہے اور اب یہ جزیرہ گرےٹ لینڈ کے نہیں بلکہ کرانس کے قبضے میں ہے لیکن کرانس کا قبضہ اس انداز میں ہے کہ کرانس کی فوجیں یہاں موجود نہیں اور نہ اس کی انتظامیہ۔ کرانس نے یہاں صرف ایک گورنر رکھا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہاں ایک بہت بڑا میزائل سٹیشن قائم کیا ہوا ہے۔ باقی جارجیا کی اپنی انتظامیہ ہے اور جارجیا کو ایک کھلا جزیرہ قرار دے دیا گیا ہے اس لئے ایک لحاظ سے جارجیا اس وقت سمگروں، بد معاشوں اور سیاحوں کی مشترکہ جنت ہے۔ پوری دنیا میں جو کام ناممکن ہو جاتا ہے وہ جارجیا میں ممکن ہو جاتا ہے اور اگر

”اوہ۔ اوہ۔ تم پرنس۔ پرنس تم۔ ارے کیا واقعی تم ہو۔“ سے بول رہے ہو“..... اس بار دوسری طرف سے تقریباً ہڈیانی میں بات کرتے ہوئے کہا گیا جیسے بولنے والی کو خود یقین نہ آرہا کہ وہ واقعی اس کی آواز سن رہی ہے جس سے بات ہو رہی ہے۔

”پاکیشیا سے بول رہا ہوں اور پاکیشیا میں سب کچھ سنا سوائے فون کال کے اور تمہیں تو معلوم ہے کہ میں صرف نا پرنس ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بس۔ بس۔ رہنے دو۔ تجھے معلوم ہے کہ تم اصل پرنس تم چاہو تو ارچنٹائن کی ساری فون کمپنیاں خرید لو۔ لیکن آج تم مارشا کیسے یاد آگئی۔ میرا خیال ہے چار سال پہلے تم سے بات تھی“..... مارشا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”چار نہیں ساڑھے چار سال۔ لیکن تمہاری آواز بتا رہی ہے تمہاری عمر ساڑھے چار سال کم ہو گئی ہے“..... عمران نے جو دیا تو اسی لمحے بلیک زیرو چائے کی دو پیالیاں اٹھائے وہاں پہنچا۔ نے ایک پیالی عمران کے سامنے اور دوسری پیالی اٹھائے وہ کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

”اور یقیناً تمہاری عمر چالیس سال کم ہو گئی ہوگی۔ تمہاری بتا رہی ہے کہ تم اسی طرح تروتازہ ہو جیسے آج سے چار سال تھے“..... مارشا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”میری آواز میں تمہیں جو کچھ محسوس ہو رہا ہے وہ صرف ار

واقعی پاکیشیا کے سائٹس دان کو کرائس نے جارحیہ پہنچایا ہے تو پھر یہاں انہوں نے خفیہ لیبارٹری بنائی ہوئی ہوگی۔" مارشانے کہا۔  
 "اسی لئے تو پوچھ رہا ہوں کہ تمہارے حسن کا عکس وہاں تک پھیلا ہوا ہے یا نہیں؟" عمران نے کہا۔

"بالکل ہے۔ مارشا کا نام جارحیہ میں بھی اسی طرح احترام سے لیا جاتا ہے جس طرح یہاں بونس ایرز میں لیا جاتا ہے ہر سٹ کلب کی طرح۔ پریٹا ہوٹل کو جارحیہ میں بے حد اہمیت دی جاتی ہے۔" مارشا نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 "وہاں کرائس کی کوئی سرکاری مہجیسی بھی ہے یا نہیں؟" عمران نے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں۔ البتہ معلوم کرایا جاسکتا ہے۔" مارشا نے کہا۔

"کتنے سال لگیں گے معلوم کرنے میں؟" عمران نے کہا تو دوسری طرف سے مارشا بے اختیار ہنس پڑی۔

"میں جانتی ہوں کہ تمہارے فطرت کیا ہے۔ زیادہ نہیں صرف چار گھنٹے۔" مارشانے کہا۔

"اوکے۔ پھر میں چار گھنٹوں بعد دوبارہ تمہاری خوبصورت آواز سننے کے لئے فون کروں گا۔ گڈ بائی۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب؟" بلیک زیرو نے کہا۔

"ڈاکٹر سجاد کو اغوا کر کے جارحیہ لے جایا گیا ہے اور یہ کام کرائس کی سرکاری مہجیسی نے کیا ہے۔" عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر سجاد۔ وہی سائٹس دان جس سے آپ نے فارمولے کی کاپی حاصل کر کے فلیک کو دی تھی؟" بلیک زیرو نے چونک کر کہا تو عمران نے اسے ڈاکٹر عالم کے فلیٹ پر آنے سے لے کر فلیک سے ہونے والی تمام بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

"تو آپ کو ڈاکٹر سجاد کی تلاش کے لئے باقاعدہ استعمال کیا گیا ہے؟" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ ڈاکٹر سجاد اس قسم کے فارمولے کا بھی موجد ہو گا اور نہ ڈاکٹر سجاد نے اس سلسلے میں کوئی بات کی ورنہ شاید میں اس سلسلے میں مزید کام کرتا۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ملادیا۔

"لیکن اب آپ کیا اس ڈاکٹر سجاد کو جارحیہ سے واپس لائیں گے؟" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ سولر انرجی کی مائیکرو چپ کی ایجاد کوئی معمولی بات نہیں ہے بلیک زیرو۔ صدیوں کی انقلابی دریافت ہے اور اس سے یوں سمجھو کہ پوری دنیا کا نقشہ ہی تبدیل ہو جائے گا۔" عمران نے کہا۔  
 "وہ کس طرح عمران صاحب۔ یہی ہو گا کہ جدید مائیکرو چپ سے سولر انرجی کو کام میں لایا جاسکے گا۔" بلیک زیرو نے کہا تو عمران

بے اختیار ہنس پڑا۔

”موجہ کہ پاکیشیا کو کتنا بڑا تاریخی کریڈٹ حاصل ہو گا“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”ابھی تو اس کا علم سر پاورز کو نہیں ہو سکا ورنہ شاید پوری دنیا اس کے پیچھے پاگل ہو جاتی“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ اسی طرح کافی در تک باتیں کرتے رہے کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”ایکسٹو“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔  
”سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب ہیں یہاں“..... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”کیا بات ہے سلیمان“..... عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔  
”سلاکیہ سے آپ کے دوست فلک کا فون آیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ آپ کو انتہائی اہم اطلاع دینی ہے اس لئے آپ تک پیغام پہنچا یا جائے۔ اس نے بتایا ہے کہ آپ اس کا نمبر جانتے ہیں اس لئے پ سے کہا جائے کہ آپ فون کر لیں“..... سلیمان نے تفصیل سے

واب دیتے ہوئے کہا۔  
”ٹھیک ہے۔ میں کر لیتا ہوں فون“..... عمران نے کہا اور ریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اسے چونکہ رابطہ نمبر اور جوزفین کلب کے نمبر یاد تھے اس لئے

اور جب اس مائیکروپ کی لہجہ کا سہرا پاکیشیا کے سر بندھے سے انکوائری آپریٹر سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑی تھی۔

”زندگی کے ہر شعبے میں اس کا استعمال ہو گا بلیک زیرو۔ انسانی سہولیات کے لئے بھی اور دفاعی مقاصد کے لئے بھی۔ توانائی کے تمام زمینی ذرائع اس کے سامنے کوئی حیثیت نہ رکھیں گے۔ پٹرول، گیس، بجلی سب کچھ ختم ہو جائے گا اور تم جانتے ہو کہ سورج ہی توانائی کا اصل منبع ہے اس لئے ٹرینیں، بحری جہاز، ہوائی جہاز، خلائی جہاز، کاریں اور موٹر سائیکل سب کچھ سورج کی توانائی سے حرکت میں آئیں گے اور یہ سب کچھ مفت ہو گا۔ سورج نے بل نہیں بھیجے گھروں میں استعمال ہونے والی بجلی اور گیس کی تمام اشیاء مفت کام کریں گے۔ آج تک اصل مسئلہ یہی تھا کہ سولر انرجی کو سٹور کرنے اور اس سے بجلی یا توانائی کو استعمال کرنے کے لئے بڑے بڑے سٹیشن قائم کرنے پڑتے تھے لیکن اگر یہ توانائی ماحس کی تیلی کے سرے کے اندر سٹور ہو جائے اور استعمال میں بھی آسکے تو تم خود سمجھ سکتے ہو کہ کیا ہو گا“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کی آنکھیں محاوراً نہیں بلکہ حقیقتاً پھیلی چلی گئیں۔

”اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب واقعی۔ اوہ۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی انسان کے لئے سب سے بڑی رحمت ہو گی۔ اوہ۔ یہ تو واقعی سب کچھ تبدیل کر کے رکھ دے گی۔ سب کچھ“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اور جب اس مائیکروپ کی لہجہ کا سہرا پاکیشیا کے سر بندھے سے انکوائری آپریٹر سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑی تھی۔



”جوزفین کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی سنائی دی۔

”فلک سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران ہوں“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ فلک بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد فلک کی سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ خیریت۔ کیسے فون کیا تھا پر“..... عمران نے کہا۔

”اوہ عمران صاحب۔ میں نے یہ بتانے کے لئے فون کیا؛ پاکیشیائی سائٹس دان ڈاکٹر سجاد جارحیا میں ہلاک ہو چکا۔ فلک نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ لاؤڈر پر فلک کی آواز؛ وجہ سے بلیک زیرو بھی چونک پڑا تھا۔

”ہلاک ہو چکا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا اسے اغوا کرنے والوں ہلاک کیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ جو اطلاع مجھے ملی ہے اس سے معلوم ہے کہ ڈاکٹر سجاد کسی ایسی بیماری میں مبتلا تھا کہ اس کا ذہن کے ذریعے چپک کیا جانے لگا تو اس کا برین ہیمیرج ہو گیا اور وہ ہو گیا“..... فلک نے جواب دیا۔

”تمہیں کیسے اتنی تفصیل سے اطلاع ملی ہے“..... عمران

ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میرے پرسنل سیکرٹری کا دوست کرائس کی سرکاری ایجنسی وائٹ شیڈو کا ڈپٹی چیف رابرٹ ہے۔ رابرٹ جارحیا آتا جاتا رہتا ہے۔ اس بار میرا پرسنل سیکرٹری بھی چھٹی لے کر اس کے ساتھ جارحیا چلا گیا کیونکہ جارحیا سیاحوں کی جنت کہلاتا ہے اور میرا پرسنل سیکرٹری فطری طور پر ایسے جیوروں کی سیر کرنے کا عادی ہے۔ وہاں اس رابرٹ نے کسی میڈم کو فون کر کے اس سے پوچھا کہ کیا اس سائٹس دان جسے وائٹ شیڈو نے پاکیشیا سے اغوا کر کے یہاں پہنچایا تھا اس سے تمام معلومات مل گئی ہیں یا نہیں تو اس نے جواب میں اسے یہ تفصیل بتائی تھی اور پھر رابرٹ نے اپنے پاس آرجر کو فون پر تفصیل بتائی۔ اس پر میرے پرسنل سیکرٹری کو تجسس ہوا تو اس نے ساری تفصیل معلوم کی تو اس رابرٹ نے اسے شاید غیر متعلقہ سمجھتے ہوئے تفصیلات بتا دیں لیکن میرا پرسنل سیکرٹری جانتا ہے کہ میں پاکیشیا آپ کے پاس گیا تھا اس لئے اس نے پاکیشیا کے حوالے کی وجہ سے مجھ سے بات کی جس پر میں نے اپنے طور پر وائٹ شیڈو میں اپنے خاص آدمی سے بات کی تو وہاں سے بھی یہ اطلاع کنفرم ہو گئی اور سلاکیہ کے اعلیٰ حکام کو بھی اس کی رپورٹ مل چکی ہے کہ ان کی ساری کارروائی نہ صرف فضول ثابت ہوئی ہے بلکہ ان کے مطابق انتہائی اہم فارمولا بھی ہمیشہ کے لئے ضائع ہو گیا ہے۔ میں نے کنفرمیشن کرنے کے بعد آپ کو کال کیا ہے تاکہ آپ کو بتا

دوں۔“ فلیک نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب قدرت کے کاموں میں کون دخل دے گا۔  
ہے۔ بہر حال جہارا شکریہ کہ تم نے اطلاع دی۔ گڈ بائی۔“ عمر  
نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ ساری کہانی مصنوعی لگتی ہے عمران صاحب“..... بلیک  
زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ میرا خیال ہے کہ فلیک کے ذریعے مجھ تک یہ بار  
باقاعدہ پہنچائی گئی ہے تاکہ میں ڈاکٹر سجاد کے پیچھے جارحیا  
جاؤں“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا  
پھر ساڑھے چار گھنٹے گزرنے کے بعد عمران نے ایک بار پھر مارشیا  
رابطہ کیا۔

”میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں پرنس۔ جارحیا میں کراؤ  
کی ایک سرکاری ایجنسی بلیک ہارٹ کا مکمل سیٹ اپ ہے اور  
کی چیف ایک عورت مادام ڈینی ہے اور سنا ہے کہ مادام ڈینی کراؤ  
کی معروف سیکرٹ ایجنٹ ہے“..... مارشانے کہا۔

”اس مادام ڈینی سے رابطہ کیسے ہو سکتا ہے“..... عمران  
کہا۔

”بلیک ہارٹ کلب جارحیا کا سب سے معروف کلب ہے اور ما  
ڈینی اس کی مالک ہے اور جنرل مینجر بھی“..... مارشانے جواب دیا  
”اوکے۔ اب ایک اور کام بھی تم نے کرنا ہے“..... عمران

کہا۔

”کون سا کام“..... مارشانے چونک کر پوچھا۔

”ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سے جس سائٹس دان  
اغوا کر کے جارحیا پہنچایا گیا تھا وہ ہلاک ہو گیا ہے۔ اگر ایسا ہے  
اس مادام ڈینی کو یقیناً اس کا علم ہو گا۔ کیا تم اس مادام ڈینی کے کمر  
آدمی کو کور کر سکتی ہو جو حتمی معلومات مہیا کر سکے“..... عمران  
کہا۔

”ہاں۔ کر تو سکتی ہوں لیکن“..... مارشانے قدرے ہچکچا۔  
ہوئے کہا۔

”رقم کی فکر مت کرو۔ اب پرنس اتنا بھی مفلس نہیں ہے  
معمولی سی رقم بھی ادا نہ کر سکے“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف  
مارشا بے اختیار ہنس پڑی۔

”معمولی رقم کی بات ہوتی تو میں خود ہی برداشت کر لیتی لیکن  
مجھے معلوم ہے کہ اس کام میں کم از کم ایک دو لاکھ ڈالر خرچ کر  
پڑیں گے“..... مارشانے کہا۔

”جتنے بھی خرچ ہو جائیں پرواہ مت کرو۔ تمہیں مل جائیں گے  
البتہ معلومات حتمی ہونی چاہئیں کہ اگر یہ سائٹس دان واقعی ہلاک  
ہو گیا ہے تو کیا وہ کچھ بتا کر ہلاک ہوا ہے یا نہیں“..... عمران  
کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر کل اس وقت مجھے کال کر لینا۔ میں معلوم

لوں گی۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اگر مارشالہ معلومات حاصل کر لیتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس لیبارٹری جہاں ڈاکٹر سجاد کو پہنچایا گیا ہوگا اس کا علم بھی مادام ڈینی کو ہوگا"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں اور مجھے یقین ہے کہ وہاں ہمارے مقابل بھی یہی مادام ڈینی ہی اترے گی۔ ویسے میں نے اس کی کارکردگی کی خصوصی تعریف سن رکھی ہے"..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

سیاہ رنگ کی کار جارحیا کی ایک سڑک پر دوڑتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان تھ جس کے جسم پر باقاعدہ ڈرائیور یونیفارم تھی جبکہ عقبی سیٹ پر ایک لمبے قد اور چھیرے بدن کی مالکہ نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی گردن اس کے جسم کی مناسبت سے قدرے لمبی دکھائی دیتی تھی جبکہ سر پر موجود اغردنی رنگ کے بال مردوں کی طرح تراشے ہوئے تھے۔ اس نے اسکرٹ اور اس کے اوپر بلیک لیدر کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے دونوں کانوں میں ہیروں کے ناپس تھے۔ چہرے پر معصومیت تھی۔ آنکھیں بڑی بڑی لیکن خوابناک سی تھیں۔ آنکھوں کا رنگ سیاہ تھا۔ سرخ و سفید رنگ پر سیاہ آنکھوں نے اس کی خوبصورتی میں خاصا اضافہ کر دیا تھا۔ بحیثیت مجموعی وہ ایسی لڑکی تھی جسے لوگ سرسری طور پر دیکھ کر لازماً مڑ کر دیکھنے پر مجبور ہو جاتے

”تشریف لے جائیے لارڈ صاحب موجود ہیں“..... مینجر نے ایک سائیڈ پر ہوتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ میڈم ڈینی اندر داخل ہوئی۔ یہ خاصا بڑا کمرہ تھا جسے شاندار انداز میں سجایا گیا تھا۔ سامنے صوفے پر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا ادھیر عمر لیکن صحت مند آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سر سے مکمل طور پر گنجا تھا۔ اس کے جسم پر ہلکے نیلے رنگ کا سوٹ تھا اور اس نے سرخ لکڑی والی ٹائی

تھے۔ وہ کار کی عقبی سیٹ پر بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھی ہوئی تھی کہ یکفکرت کار مین روڈ سے سائیڈ روڈ پر مڑی اور پھر تیزی سے آگے بڑھنے لگی تو لڑکی بے اختیار چونک کر تن کر بیٹھ گئی۔ سائیڈ روڈ آگے جا کر ایک کافی بڑے محل نما مکان کے جہازی سائز کے گیٹ کے سامنے ختم ہو گئی۔ گیٹ کے باہر دو باوردی دربان موجود تھے جن میں سے ایک تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔

”یس میڈم“..... دربان نے جھک کر اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ کارڈ لارڈ صاحب کو پہنچا دو“..... لڑکی نے ہلکے سے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ایک چھوٹا سا سنہری رنگ کا کارڈ دربان کی طرف بڑھا دیا۔ سنہری رنگ کے کارڈ پر سیاہ رنگ سے دل کا نشان بنا ہوا تھا۔

”یس میٹم“..... اس دربان نے کہا اور کارڈ لے کر وہ تیزی سے واپس گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گیٹ کے ساتھ ہی وہ ایک دروازے میں جا کر غائب ہو گیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد وہ کارڈ لئے واپس آ گیا۔

”آپ جا سکتی ہیں میڈم۔ لارڈ صاحب آپ کے منتظر ہیں۔“  
دربان نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں کہا اور کارڈ واپس اس لڑکی کو  
دے دیا۔ چند لمحوں بعد جہازی ساز کا چھانک میکا کی انداز میں کھلتا  
چلا گیا تو لڑکی کے کہنے پر ڈرائیور نے کار آگے بڑھادی۔ طویل راستہ

"شکریہ"..... ڈینی نے کہا اور پھر دونوں نے ہی شراب کے گھونٹ لئے اور گلاس واپس میز پر رکھ دیئے۔

"لارڈ صاحب۔ کیا آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے واقف ہیں؟" ڈینی نے کہا تو لارڈ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر اہتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہاں۔ بہت اچھی طرح واقف ہوں لیکن آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟"..... لارڈ نے کہا۔

"مجھے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ آپ ایکریمیا کی ایک سرکاری ۶بجنسی کے چیف ہیں اور آپ کی ۶بجنسی کئی بار پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرا چکی ہے اس لئے مجھے آپ سے ملنے کا بے حد اشتیاق تھا کیونکہ مجھے شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرانے کا پہلی بار موقع ملے"..... ڈینی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں جارجمیا میں آرہی ہے؟" لارڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ سنا تو یہی ہے۔ میری تو دعا ہے کہ وہ ضرور آئے۔" ڈینی نے کہا۔

"یہاں کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے وہ یہاں آرہی ہے؟"..... لارڈ نے کہا۔

"کرائس کی ایک ۶بجنسی نے پاکیشیا سے ایک سائنس دان کو اغوا کر کے یہاں پہنچایا تھا لیکن وہ سائنس دان کسی مخصوص ذہنی

باندھ رکھی تھی۔ جیب میں سرخ رومال بھی موجود تھا۔

"خوش آمدید مس ڈینی"..... لڑکی کے اندر داخل ہوتے ہی ادھیڑ عمر آدمی نے اٹھ کر بڑے گرمجوشانہ انداز میں لڑکی کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"لارڈ سوسیل۔ مجھے آپ سے ملاقات کا بڑا شوق تھا لیکن طویل عرصے سے آپ ایکریمیا میں تھے اس لئے ملاقات نہ ہو سکی۔ آج جیسے ہی مجھے اطلاع ملی کہ آپ جارجمیا تشریف لے آئے ہیں تو میں پہلی فرصت میں ہی ملنے آگئی ہوں"..... ڈینی نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ ویسے آپ کی کارکردگی کی تعریفیں تو میں ایکریمیا اور کرائس دونوں ممالک کے اعلیٰ حکام سے سنتا رہتا ہوں اور مجھے خوش ہے کہ اب مستقل طور پر جارجمیا میں موجود ہیں"..... لارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں آمنے سامنے صوفوں پر بیٹھ گئے اسی لمحے سائیڈ دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی جس نے اہتہائی مختصر سا لباس پہنا ہوا تھا منقش ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ ٹرے میں دو خوبصورت منقش گلاس موجود تھے جن میں شراب موجود تھی۔ اس نے ایک ایک گلاس دونوں کے سامنے رکھا اور پھر واپس چلی گئی۔

"لیجئے پرشین کی نایاب شراب ہے"..... لارڈ نے اپنے سامنے رکھا ہوا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

مرض میں مبتلا تھا اس لئے جب اس کے ذہن سے مشینری کی مدد سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی تو برین ہیمیرج کی وجہ سے وہ بغیر کچھ بتائے ہلاک ہو گیا لیکن ظاہر ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس بات پر یقین نہیں آئے گا اس لئے وہ لازماً یہاں اس سائنس دان کو برآمد کرنے آئیں گے اور میں بھی یہی چاہتی ہوں تاکہ یہ کارنامہ بھی ڈینی کے نام لکھا جائے کہ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دیا ہے۔..... ڈینی نے کہا تو لارڈ بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ کو یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خصوصی طور پر اس کے لئے کام کرنے والے علی عمران سے مل کر بے حد مسرت ہو گئی۔ یہ آدمی انتہائی درجے کا بااخلاق اور شگفتہ مزاج ہے۔..... لارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے بھی اس کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا ہے لیکن کیا آپ اس سے براہ راست ملے ہوئے ہیں۔..... ڈینی نے پوچھا۔

”صرف ایک بار اس سے ایک کلب میں ملاقات ہوئی تھی اور بس۔..... لارڈ نے جواب دیا۔ وہ ساتھ ساتھ شراب کے گھونٹ بھی لے رہا تھا۔

”کیا ایسا ممکن ہے کہ آپ میری بات اس عمران سے کرادیں۔ میں تو اسے باقاعدہ دوستانہ دعوت دینا چاہتی ہوں کہ وہ اس کے ساتھ ہر طرح کا ثبوت کر دوں گی کہ وہ سائنس دان واقعی ہلاک ہو چکا ہے۔ اس کے وادے اگر اس نے یقین نہ کیا تو پھر میں اسے بتا دوں گی کہ اس کی

”سوری مس ڈینی۔ یہ سرکاری معاملات ہیں اور آپ کرائس کی اسی میں ہے کہ وہ یہاں سے واپس چلا جائے۔..... ڈینی نے مناسدہ ہیں اور وہ پاکیشیا کا اس لئے میں اس سلسلے میں کوئی مداخلت

ہا کرنا چاہتا کیونکہ میں اکیمریما کی ایک سرکاری ہجمنی سے ملحق ہوں۔ جارجیا میں صرف آرام کرنے آیا ہوں اور میں صرف اہی کرنا چاہتا ہوں۔ ویسے میں آپ کو یہ ضرور بتانا پسند کروں گا فپ عمران کو آسان شکار نہ سمجھیں۔ وہ حد درجہ شاطر، انتہائی عیار کا یاں آدمی ہے۔ اسے ڈانج دینا تقریباً ناممکن ہے۔ بہر حال وہ بھی مان ہے۔ غلطی اس سے بھی ہو سکتی ہے مگر وہ اپنی غلطی کو مت کرنے کا فن بھی جانتا ہے اس لئے آپ اس مسئلے کو اتنا آسان

یہ۔ لارڈ نے کہا۔

”کیا آپ کو اس کی رہائش گاہ یا فون نمبر معلوم ہے۔..... ڈینی

”نہیں۔ مجھے تو معلوم نہیں۔ البتہ میری ہجمنی کے آفس کو معلوم ہو گا لیکن آپ کیا چاہتی ہیں۔ کیا آپ اسے یہ پیغام پہنچانا

تہیں کہ پاکیشیائی سائنس دان ہلاک ہو چکا ہے اور وہ جارجیا نہ

لارڈ نے کہا تو ڈینی بے اختیار ہنس پڑی۔

”میں آپ کو معلوم کر کے بتا دیتا ہوں“..... لارڈ نے کوٹ کی جیب سے اس نے ایک چھوٹا سا جدید ساخت کا کافون نکالا اور اس کو آن کر کے اس نے نمبر پریس کرنے دیئے۔

”اس سے ملاقات کروں گا“..... لارڈ نے کہا۔  
”اوکے۔ اب مجھے اجازت دیں۔ آپ سے ملاقات انتہائی خوشگوار“..... ڈینی نے کہا۔

”بے حد شکریہ مس ڈینی۔ میرے لائق کوئی بھی خدمت ہو تو تلف کہہ دیجئے گا“..... لارڈ نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ ڈینی اٹھی اور بار پھر انہوں نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا اور پھر ڈینی کو کمرے کے دروازے تک چھوڑنے آیا۔ تھوڑی دیر بعد ڈینی بار پھر اپنی سیاہ رنگ کی کار میں سوار واپس ہر سٹ کلب جا رہی اس کے لبوں پر پراسرار سی مسکراہٹ تھی۔ اسے معلوم تھا کہ

موسیٰ اب کسی صورت بھی عمران تک یہ پیغام پہنچانے سے یں آنے کا کہ سائنس دان ہلاک ہو چکا ہے اور اس کا لارڈ سے کا مقصد بھی یہی تھا اور اسی لئے اس نے اس پر دباؤ ڈالا تھا کہ کافون نمبر معلوم کر کے بتائے تاکہ فون نمبر معلوم ہو جانے

اس کے ذہن میں اگر کوئی ہچکچاہٹ ہو گی تو وہ بھی ختم ہو گی۔ ویسے اب اس کے ذہن میں واقعی یہ خیال آ رہا تھا کہ وہ ان سے براہ راست نگرانی کی صورت حال پیدا کرنے کی کیوں ناں دوستی کر لے۔ وہ کافی دیر تک اس پوائنٹ پر ہی۔ یہ پوائنٹ اس لارڈ سے ہونے والی گفتگو کی وجہ سے ذہن میں آیا تھا اور پھر جب کار کلب میں داخل ہو کر اس کے سامنے پہنچ کر رکی تو وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ وہ خود ہی فون

”لارڈ سمویل بول رہا ہوں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کرنے والے علی عمران کی رہائش گاہ کا فون نمبر چاہئے“..... تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”اوکے“..... تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد لارڈ نے کافون آف کر کے اس نے اسے واپس جیب میں رکھا اور ڈینی کو دیا۔

”بے حد شکریہ۔ ویسے اگر آپ کی موجودگی میں عمران اور سیکرٹ سروس یہاں آئی تو ہو سکتا ہے کہ میں انہیں آپ سے کرانے یہاں لے آؤں“..... ڈینی نے کہا۔

”تو آپ اس سے دوستی کرنے کا پلان بنا چکی ہیں“..... مسکراتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے۔ آپ نے بھی اس کے اخلاق کی تعریف کی ویسے بھی میں نے سنا ہے کہ وہ انتہائی بااخلاق اور وجہہ آدمی ایسے آدمی سے تو دوستی ہونی چاہئے“..... ڈینی نے کہا تو اختیار ہنس پڑا۔

”ہاں واقعی۔ بہر حال اگر وہ مجھ سے ملنے آیا تو میں انتہائی

ڈینی نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مادام ڈینی نے رسیور اٹھالیا۔  
 ”یس“..... ڈینی نے کہا۔

”میڈم۔ میری عمران کے باورچی سے بات ہوئی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ عمران صاحب کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ وہ اسے تلاش کر کے آپ کا پیغام پہنچا دے گا اور وہ خود ہی آپ سے بات کر لیں گے۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے“..... سوزی نے کہا۔

”ٹھیک ہے“..... ڈینی نے کہا اور رسیور کریڈل پر ہیچ دیا۔  
 ”اب خود ہی کرے گا فون“..... ڈینی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک فائل نکال کر سامنے رکھ لی۔ یہ فائل اس نے ایکریمیا کی ایک مخبرہ جنسی سے تیار کرائی تھی۔ اس فائل میں عمران کے بارے میں تفصیلات درج تھیں اور اس کی ایک تصویر بھی تھی۔ لارڈ سمویل کے پاس جانے سے پہلے وہ عمران کی تصویر دیکھ چکی تھی لیکن فائل میں عمران کی جو تصویر لگی ہوئی تھی اس سے وہ انتہائی احمق اور سادہ لوح سا آدمی دکھائی دے رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے خود جا کر لارڈ سے ملاقات کی تھی۔ لیکن جب لارڈ سمویل نے بھی اس کی تعریف کی تو اس نے ایک بار پھر فائل اٹھا کر سامنے رکھ لی تھی۔

کر کے عمران سے بات کرے گی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے آفسر کر بیٹھ گئی۔ اس نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بار کر دیئے۔

”یس۔ سوزی بول رہی ہوں میڈم“..... دوسری طرف ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔ یہ اس کی سیکرٹری تھی۔

”پاکیشیا کا ایک فون نمبر نوٹ کرو سوزی اور پاکیشیا کا معلوم کر کے اس نمبر پر ایک آدمی عمران سے میری بات کرانے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی منہ بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔  
 ”یس“..... ڈینی نے کہا۔

”مادام۔ عمران نام کا آدمی موجود نہیں ہے۔ اس سلیمان نے فون اینڈ کیا ہے اور میں نے اسے اپنا فون نہ ہے اور آپ کا نام بھی اس تک پہنچا دیا ہے۔ اس کا کہنا ہے بھی عمران صاحب آئے تو وہ انہیں پیغام پہنچا دے گا۔“  
 کہا۔

”نہیں۔ میں فوری طور پر اس سے بات کرنا چاہتی ہوں کہو کہ وہ جہاں بھی ہو اس سے میری بات کرائے“..... لہجہ میں کہا۔

”یس میڈم“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس۔



”کیا رپورٹ ہے مارشا۔ اس ڈینی کے بارے میں“..... عمران نے کہا۔

”میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں پرنس عمران۔ ڈینی نے بھی اس سائٹس دان کی موت کی تصدیق کر دی ہے اور یہ بھی تصدیق ہو گئی ہے کہ وہ بغیر کچھ بتائے ہلاک ہوا ہے“..... مارشا نے کہا۔

”کیا تم نے اس لیبارٹری کے بارے میں معلوم کیا ہے جہاں اسے پہنچایا گیا تھا“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے معلوم تھا کہ معلومات تمہیں مہیا کرنی ہیں اور میں تمہاری عادت جانتی ہوں کہ تم ہر معاملے کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہو اس لئے میں نے واقعی اس لیبارٹری کے بارے میں معلوم کیا ہے بلکہ اس لیبارٹری میں کام کرنے والے ایک سائٹس دان کا سراغ بھی لگایا ہے اور اس کو بھاری رقم دے کر اسے زبان کھولنے پر مجبور کر دیا۔ اس سائٹس دان نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے۔ وہ خود اس گروپ میں شامل تھا جو اس پاکیشیائی سائٹس دان سے معلومات حاصل کر رہا تھا۔ البتہ باوجود کوشش کے اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم نہیں ہو سکا کیونکہ اسے ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے۔ البتہ اس کا کوڈ نام معلوم ہو گیا ہے۔ اسے ایکس لیبارٹری کہا جاتا ہے اور یہ ہے بھی جارجیا میں اور اس سائٹس دان کا نام ڈاکٹر دلموٹ ہے اور وہ ہر سنڈے اپنی ایک دوست کو ملنے آتا ہے۔ اس کی دوست کا نام ویرا ہے اور وہ جارجیا میں ایک رہائشی

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیر حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو“..... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”آپ مارشا سے بات کرنے آئے ہوں گے۔ اس نے کل اڑ وقت کا کہا تھا“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ سرکاری فون پر بات کرنے کا مزہ ہی کچھ اور ہوتا ہے اور گفتگو کے ساتھ ساتھ دل دھڑکتا رہتا ہے اور آنکھوں کے سامنے غرغہ ہونے والے نوٹ بھراتے نظر آنے لگ جاتے ہیں“..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے رسیور اٹھا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد اس کا مارشا سے رابطہ ہو گیا۔

میں چلا گیا"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خوف سے خصوصی طور پر اس بات کو سامنے لایا گیا ہو"..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہو تو سکتا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ مارشانے جس انداز میں معلومات حاصل کی ہیں اس سے بات کنفرم ہو گئی ہے"..... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ایکسٹو"..... عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا کر کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں جناب۔ فلیٹ سے۔ صاحب ہیں یہاں"..... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے"..... عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"جارجیا سے کوئی میڈم ڈینی آپ سے بات کرنے کے لئے اہتائی بے چین ہو رہی ہے۔ اس کا فون نمبر نوٹ کر لیں"..... دوسری طرف سے جس انداز میں کہا گیا اس پر عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیا ڈینی نے خود فون کیا تھا"..... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ اس کی پرسنل سیکرٹری سوزی بات کر رہی تھی۔ اس کی ضد تھی کہ فوری بات ہونی چاہئے لیکن میں نے اسے کہہ دیا کہ اب

پلازہ کے فلیٹ میں رہتی ہے"..... مارشانے تفصیل بتاتے ہو۔ کہا۔

"اس کا فون نمبر اور پتہ بتاؤ"..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نہ صرف فون نمبر اور پتہ بتا دیا گیا بلکہ مارشانے یہ بھی بتا دیا یہ ویرا جارجیا کے ایک نائٹ کلب جس کا نام سلور نائٹ کلب۔ میں ملازم ہے۔

"اچھا۔ اب یہ بتا دو کہ کتنا معاوضہ بھجوا دوں اور بینک کا نام اکاؤنٹ نمبر بھی بتا دو"..... عمران نے کہا۔

"صرف وہ لاکھ ڈالر بھجوا دو"..... دوسری طرف سے کہا گیا اس کے ساتھ ہی اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام وغیرہ کی تفصیل بھی دی جو عمران کے اشارے پر ساتھ ساتھ بلیک زیرو نوٹ کرتا کیونکہ لاؤڈر کی وجہ سے وہ بھی مارشا کی آواز سن رہا تھا۔

"بے حد شکریہ۔ گڈ بائی"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا

"اے ایکریمیا کے اکاؤنٹ سے رقم بھجوا دینا۔ شاید آئندہ بھی اسے کام پڑ جائے"..... عمران نے کہا۔

"آئندہ سے کیا مطلب۔ اب یہ مشن تو ختم ہو گیا"..... بلا زیرو نے کہا۔

"کیسے ختم ہو گیا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب جب یہ بات کنفرم ہو گئی ہے کہ ڈاکٹر سجاد بغیر کچھ نہ ہلاک ہو گیا ہے تو اب ظاہر ہے یہ فارمولا بھی اس کے ساتھ؟

اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ ٹھنڈا کر کے کھانا چاہئے..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”مطلب ہے پھونکیں مار کر۔ ٹھیک ہے۔ اماں بی کو رپورٹ پہنچ جائے گی کہ سلیمان اب پھونکیں مارنے پر آگیا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ میں تو اس سوزی کے لئے کہہ رہا تھا۔ ویسے آواز تو اس کی بھی بے حد دلکش تھی لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جارحیا ہے بہت دور۔ بل بہت آجائے گا اور ایک مفلس کا ملازم ہوتے ہوئے بہر حال ہر طرف کا خیال رکھنا پڑتا ہے“..... دوسری طرف سے سلیمان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”سلیمان اب واقعی باتیں کرنے میں بے حد تیز ہو گیا ہے۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اماں بی اور ڈیڈی کا لاڈلا ہے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ یہ ڈینی آپ سے کیوں بات کرنا چاہتی ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ابھی تمہیں سمجھ نہیں آئی۔ وہ بھی مجھے یہی یقین دلائے گی کہ ڈاکٹر سجاد بغیر کچھ بتائے ہلاک ہو گیا ہے۔ ہر شخص اس بات کے لئے کوشش کر رہا ہے“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھانے

کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے رسیور اٹھالیا۔

”ایکسٹو“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سلیمان بول رہا ہوں صاحب۔ جارحیا سے لارڈ سموئیل کی کال ہے۔ میں اسے ڈائریکٹ کر رہا ہوں آپ سن لیں کیونکہ لارڈ صاحب بے حد بھڑکے ہیں کہ وہ فوراً آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“ سلیمان کی قدرے جھنجھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کراؤ بات“..... عمران نے کہا۔

”ہیلو۔ لارڈ سموئیل بول رہا ہوں“..... ایک بھاری سی خشک اور سرد سی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ ویسے آپ ہی وہ لارڈ سموئیل ہیں جو ایکریمیا کی ایجنسی وائٹ یارڈ کے چیف ہیں اور جن کا ایک شاہی محل جارحیا میں بھی ہے یا آپ کوئی اور لارڈ سموئیل ہیں“..... عمران نے کہا۔

”میں وہی لارڈ سموئیل ہوں لیکن آپ کو یہ سب کچھ کیسے معلوم ہے“..... اس بار لارڈ سموئیل کی آواز میں بے حد حیرت تھی اور لارڈ کی یہ بات سنتے ہی بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا کیونکہ وہ عمران کی عادت جانتا تھا۔ عمران نے اب ایسے ایسے حیرت انگیز انکشافات کرنے ہیں کہ لارڈ سموئیل کا حیرت کی شدت سے دماغ پھٹ جائے گا۔

”مجھے تو یہ بھی معلوم ہے لارڈ سموئیل کہ آپ کے بزنس اکاؤنٹ کس کس بینک میں ہیں اور کون کون محترمہ کو آپ سے دوستی کا دعویٰ ہے اور جارحیا میں آپ سے کون کون ملاقات کرنے آتا رہتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”یہ - یہ سب کیا ہے۔ کیا تم جادوگر ہو۔ کیا مطلب۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ڈینی مجھ سے ملاقات کرنے آئی تھی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے“..... لارڈ سموئیل واقعی حیرت کی شدت سے پاگل ہو رہا تھا لیکن اس کی بات سن کر عمران اور بلیک زیرو دونوں بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ یہ بات ان کے لئے نئی تھی کہ ڈینی لارڈ سموئیل سے ملنے گئی تھی حالانکہ ڈینی کرائس کی بجٹسی کی سربراہ تھی اور لارڈ سموئیل ایکریمین بجٹسی کا چیف تھا۔

”مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ ڈینی آپ کو کیا بتا کر گئی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”کیا بتا کر گئی ہے۔ چلیں آپ بتا دیں“..... لارڈ سموئیل نے چیلنج بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ آپ کو بتا کر گئی ہے کہ پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر سجاد بغیر کچھ بتائے ہلاک ہو چکا ہے“..... عمران نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

”اوہ - اوہ - تم واقعی جادوگر ہو۔ اب مجھے سو فیصد یقین ہو چکا ہے کہ تم جادوگر ہو۔ اس بات کا تو سوائے میرے اور ڈینی کے کسی

تئیرے کو علم ہی نہیں ہو سکتا۔ میرے سٹاف کو اس کا علم نہیں ہے اس لئے تم جو لاکھوں میل دور بیٹھے ہوئے ہو تمہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ تم جادوگر ہو۔ کوئی مانے یا نہ مانے۔ میں درست کہہ رہا ہوں کہ تم جادوگر ہو“..... لارڈ سموئیل کی حالت واقعی بے حد غراب ہو رہی تھی۔

”میں جادوگر نہیں ہوں لارڈ سموئیل۔ مسلمان ہوں اور مسلمان جادو کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں اس لئے آپ بار بار مجھے جادوگر نہ کہیں۔ یہ تو عام سی بات ہے۔ بہر حال آپ فرمائیں کہ آپ نے کس لئے فون کیا ہے“..... عمران نے یکھٹ سرد لہجے میں کہا۔

”میں نے بھی آپ کو یہی اطلاع دینے کے لئے فون کیا تھا۔ آئی ایم سوری۔ میں نے آپ کا اور اپنا وقت ضائع کیا“..... دوسری طرف سے یکھٹ پہلے کی طرح سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”ولیے عمران صاحب۔ آپ بات ہی اس انداز سے کرتے ہیں کہ دوسرا واقعی حیرت سے پاگل ہو جاتا ہے۔ اب لارڈ سموئیل کو تو نہیں معلوم ہو سکتا کہ آپ پہلے مارشا کے ذریعے معلومات حاصل کر چکے ہیں اور مارشا سے پہلے فلیک آپ کو اس بارے میں بتا چکا ہے اور آپ کو ڈینی کے بات کرنے کے بارے میں بھی پیغام مل چکا ہے اور اب لارڈ سموئیل کی طرف سے کال اور پھر اس سے ڈینی کی ہونے والی بات، آپ نے جادوگر تو بننا ہی تھا“..... بلیک زیرو نے کہا تو

سنائی دی۔

”میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ میرے نمبر پر کسی مادم ڈینی کی پرسنل سیکرٹری مس سوزی نے میرے ملازم کو یہ نمبر دیا ہے کہ میں اس نمبر پر میڈم ڈینی سے بات کر سکتا ہوں۔“ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یس سر۔ میں بات کراتی ہوں۔ ہولڈ کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ سوزی بول رہی ہوں۔“..... چند لمحوں بعد ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

”میرے ملازم سلیمان کو واقعی آوازوں کی درست پہچان ہے۔ میرا نام علی عمران ہے اور میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ آپ نے میرے ملازم سلیمان سے فون پر رابطہ کیا کہ میڈم ڈینی مجھ سے بات کرنا چاہتی ہیں اور میرا ملازم سلیمان آپ کی آواز کی بے حد تعریف کر رہا تھا بلکہ شاید وہ اس وقت بازار گیا ہے تاکہ وہاں شیلڈ کی تیاری کا آرڈر دے سکے۔ اس کا خیال ہے کہ اگر خوبصورت آوازوں کا عالمی مقابلہ حسن کرایا جائے تو وہ شیلڈ آپ کو ہی ملے گی اس لئے پیشگی شیلڈ تیار کرانے کے لئے گیا ہوا ہے۔“..... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور بلیک زیرو بیٹھا مسکراتا رہا۔

”آپ کا اور آپ کے ملازم سلیمان کا اس تعریف پر بے حد شکریہ۔ آپ دونوں واقعی قدر شناس ہیں۔ میڈم سے بات کیجئے۔“..... دوسری

عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”اصل بات یہ ہے کہ جتنا یہ مجھے یقین دلانے کی کوشش رہے ہیں اتنا ہی مجھے احساس ہوتا جا رہا ہے کہ ڈاکٹر سجاد چاہے نہ ہو تب بھی انہوں نے اس سے سولر انرجی کے مانیٹر وچ فارمولے کے بارے میں سب کچھ معلوم کر لیا ہے اور اب صرف ا لئے یہ سارا ڈرامہ کیا جا رہا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس دہار پہنچے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا انکوائری کے نمبر پر لیس کر دیئے۔

”انکوائری پلیز۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز۔

دی۔

”جارجیا آئی لینڈ کا رابطہ نمبر بتادیں۔“..... عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں۔“..... چند لمحوں کی خاموشی کے دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”جارجیا آئی لینڈ کا رابطہ نمبر نوٹ کریں۔“..... دوسری طرف

کہا گیا اور پھر رابطہ نمبر بتا دیا گیا۔

”شکریہ۔“..... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون

پر اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”بلیک ہارٹ کلب۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی

طرف سے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو۔ ڈینی بول رہی ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک اور اچے مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔

”آپ کی آواز سن کر اب مجھے بھی بازار چلا جانا چاہئے تاکہ سلیر جو شیلڈ آپ کی پرسنل سیکرٹری مس سوزی کے لئے تیار کر رہا۔ اسے روک کر دوسری شیلڈ تیار کرائی جائے جس پر آپ کا نام لکھا ہو“..... عمران نے کہا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا آپ علی عمران ہیں“..... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”صرف علی عمران نہیں بلکہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس آ (آکسن)۔ بات یہ ہے کہ میرے ملازم سلیمان کو آپ کی پرسنل سیکرٹری مس سوزی کی آواز بے حد پسند آئی ہے اور اس نے کہا ہے کہ اگر خوبصورت آوازوں کا عالمی مقابلہ منعقد کرایا جائے تو مس سوزی کی آواز پہلے انعام کی حقدار قرار پائے گی اس لئے وہ پیشگی شیلڈ تیار کرانے چلا گیا لیکن اب آپ کی آواز سننے کے بعد پہلے والا فیصلہ تبدیل کرنا پڑا ہے۔ اب شیلڈ تو آپ کو دینی پڑے گی“۔ عمران نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اس تعریف کا بے حد شکریہ۔ میں نے آپ کو اس لئے فون کیا تھا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت جارحیا آرہے ہیں جہاں آپ ڈاکٹر سجاد کو برآمد کرنے کی کوشش کریں گے

حکومت کرائس نے آپ کو اس کام سے روکنے کی ذمہ داری مجھے ہی ہے لیکن آپ ضرور جارحیا آئیں۔ میں اس وقت تک آپ کی منت رہوں گی اور آپ کو جارحیا کی سیر کراؤں گی جب تک مت کرائس کے مفادات کے لئے آپ خطرہ نہ بنیں گے۔ اس بعد ظاہر ہے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو سانس لینے مشکل ہو گئے۔ میں آپ کی منتظر رہوں گی“..... ڈینی نے کہا۔

”لیکن مجھے تو بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر سجاد بغیر کچھ بتائے ہلاک ہو گیا۔ اس صورت میں ہمارے وہاں آنے کا کیا سکوپ رہ جاتا..... عمران نے کہا۔

”یہ بات تو درست ہے لیکن ظاہر ہے آپ جیسے ایجنٹ اتنی جلدی بر اعتبار نہیں کریں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ آپ سوچیں کہ آپ فوجی ہو کر آپ کو گمراہ کیا جا رہا ہے اس لئے آپ آئیں اور یہاں ات کریں تاکہ آپ کو یقین آجائے اور آپ کرائس کے مت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کئے بغیر واپس چلے جائیں دوسری صورت میں پھر آپ کی زندہ واپسی ناممکن ہو جائے گی۔ ہا بلکہ ہارٹ کلب آپ کو جارحیا میں خوش آمدید کہے گا۔ گڈ..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے تل کرنے شروع کر دیئے۔

جولیا بول رہی ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز

سنائی دی۔

”ایکسٹو“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس باس“..... جو لیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”پاکیشیائی سائٹس دان ڈاکٹر سجاد اور اس کے

فارمولے کی برآمدگی کے لئے مشن ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ مشن

کی سربراہی میں جارحیہ آئی لینڈ میں مکمل کیا جائے گا۔ تم

کیپٹن شکیل اور تنویر کو الرٹ کر دو۔ عمران تم سے مل

سلسلے میں تمہیں بریف کرے گا۔“ عمران نے کہا اور رسیور

”تو آپ نے جارحیہ جانے کا فیصلہ کر ہی لیا۔“ بلیک زیرو۔

”ہاں۔ ڈینی سے ہونے والی بات سے میں کنفرم ہو گیا

ہمیں جو کچھ بتایا جا رہا ہے وہ سب باقاعدہ منصوبہ بندی سے

ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”لیکن آپ کو اس لیبارٹری کو تلاش کرنا پڑے گا کیونکہ ڈا

زندہ ہو گا تو اسی لیبارٹری میں ہو گا اور اگر نہیں ہو گا تو اس کا

بہر حال وہیں ہو گا۔“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”مارشال نے اس سائٹس دان اور اس کی دوست لڑکی کے

میں بتا دیا ہے اور ابھی سنڈے کو کافی دن پڑے ہیں اس۔

امید ہے کہ سنڈے تک ہم جارحیہ پہنچ جائیں گے۔“..... عمرا

اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر

احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی آرہر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“..... آرہر نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”سیکرٹری آف سائٹس سے بات کیجئے۔“..... دوسری طرف سے

کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”یس۔ آرہر بول رہا ہوں جناب۔“..... آرہر نے مؤدبانہ لہجے میں

”چیف آرہر۔ جارحیہ سے ہمارے خصوصی مخبروں نے اطلاع دی

کہ ایکریمین ہجمنسی کا چیف لارڈ سموئیل جارحیہ میں موجود ہے

ڈینی نے اس سے ملاقات کی ہے اور اس ملاقات کے بعد اس لارڈ

نیل نے پاکیشیائی عمران سے فون پر گفتگو کی ہے۔ اس کا

ب ہے کہ اس فارمولے کے سلسلے میں ایکریمین بھی دلچسپی لے رہا

اور شاید وہ اس لئے عمران کو آلہ کار بنا رہا ہو کہ عمران ہم سے

”ڈریک لائن پر ہے چیف“..... دوسری طرف سے پی اے نے  
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہیلو۔ ڈریک بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز  
سنائی دی۔

”ڈریک فوراً آفس آجاؤ۔ تمہیں اور تمہارے گروپ کو جارجیا  
میں اہتہائی اہم مشن پر کام کرنا ہے“..... آرہر نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھینک یو باس۔ میں اور میرے ساتھی تو فارغ رہ رہ کر مر  
جانے کی حد تک بور ہو چکے ہیں“..... دوسری طرف سے مسرت  
بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی تمام بوریت ختم ہو جائے گی  
کیونکہ مشن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ہے“..... آرہر نے  
کہا۔

”اوہ باس۔ پھر تو اور بھی زیادہ لطف آئے گا اور پھر اس سے تو  
میں نے کئی بدلے چکانے ہیں۔ ہمیں تو موقع ہی نہ مل رہا تھا“۔  
ڈریک نے اہتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔ اسی لئے تو میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ تم  
فوراً میرے آفس میں آجاؤ“..... آرہر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی  
اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان تھا کیونکہ اسے  
معلوم تھا کہ ڈریک اہتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہے اور ایگری میا کے  
ساتھ ساتھ کارمن اور گریٹ لینڈ کی انجنیسیوں میں بھی کام کر چکا ہے

فارمولا حاصل کر لے تو ایگری میا اس سے اس کی کافی لے۔  
کی لارڈ سمولیل سے ملاقات سے بھی معاملات مشکوک  
اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ اپنا گروپ ایکس لیبارٹری آ  
کے لئے اور جارجیا میں متبادل گروپ کی حیثیت سے بھجوا  
اگر کوئی بھی سازش ہونے لگے تو اس کا بروقت اور یقینی  
سکے“..... سیکرٹری آف سائٹس نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کے او  
مکمل تعمیل ہوگی“..... آرہر نے کہا۔

”ڈینی کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ آپ کا گروپ دبا  
رہا ہے تاکہ وہ اپنے طور پر کام کرتی رہے۔ اس طرح وہ ج  
چاہتی ہے وہ بھی سلمنے آجائے گا۔ گڈ بائی“..... دوسری  
کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آرہر نے۔  
ایک طویل سانس لیتے ہوئے کرڈل دبایا اور پھر ٹون آ  
نے کے بعد دیگرے دو نمبر پر یس کر دیئے۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آ  
دی۔

”ڈریک جہاں بھی ہو اس کی مجھ سے بات کراؤ“..... آ  
کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی نا  
آرہر نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“..... آرہر نے کہا۔



”یہ عمران جار جیا کیوں آرہا ہے باس“..... ڈریک نے سلام کے بعد میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو آہر نے شروع سے لے کر اب تک کی ساری کارروائی تفصیل سے بتادی۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن کیا وہ سائٹس دان واقعی ہلاک ہو چکا ہے یا صرف ایسا بتایا جا رہا ہے“..... ڈریک نے کہا۔

”وہ واقعی ہلاک ہو گیا ہے لیکن اس سے سب کچھ حاصل کر لیا گیا ہے اس لئے ویسے بھی اب اس کی ضرورت نہ تھی اور پھر وہ کسی صورت بھی تعاون کرنے پر تیار نہ ہو رہا تھا اس لئے اس کی ہلاکت سے ہمیں کوئی نقصان نہیں ہوا“..... آہر نے کہا۔

”تو اب آپ کیا چاہتے ہیں۔ کچھ تو بتائیں“..... ڈریک نے کہا۔  
 ”دیکھو ڈریک۔ تمہیں بھی معلوم ہے اور مجھے بھی کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس عام ایجنٹ نہیں ہیں اور نہ ہی عام انداز میں ان سے نمٹا جا سکتا ہے۔ جار جیا میں ڈینی کا اہتہائی طاقتور سیٹ اپ موجود ہے اور وہ اپنے سیٹ اپ کے ذریعے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نمٹنے کے لئے تیار ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ وہ اپنی فطرت کے مطابق عمران سے دوستی کرے گی اور پھر دوستی کی آڑ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرنے کی کوشش کرے گی لیکن مجھے امید کم ہے کہ وہ اس انداز میں کامیاب ہو سکے۔ دوسری بات یہ کہ عمران کو اگر یہ بتا دیا گیا ہے کہ پاکیشیائی سائٹس دان ہلاک ہو گیا ہے تو پھر وہ لازماً اس لیبارٹری پر انٹیک کرے گا اور اصل اہمیت

اور ہر جگہ اس کا ریکارڈ اہتہائی شاندار رہا ہے اور اب وہ وائٹ ڈ کے ایک سیکشن کا چیف تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اگر کوئی درست طور پر مقابلہ کر سکے گا تو ڈریک اور اس کا سیکشن ہی تھا۔ گو اس نے پہلے جان بوجھ کر سار بات ڈینی اور اس کے سیکشن پر ڈال دی تھی لیکن اب سیکرٹری آڈ سائٹس کی بات سن کر اسے یقین آ گیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ ڈینی اور اس کے سیکشن کے بس کا روگ نہیں ہے کیونکہ اسے یقین تھا کہ ڈینی اپنی فطرت کے مطابق عمران کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائے گی اور پھر اس سے دوستی کر کے کسی بھی وقت اچانک اس پر وار کر دے گی۔ اس طرح دوستی کی وجہ سے ہر طرح مطمئن عمران مار کھا جائے گا لیکن وہ عمران کی فطرت سے آگاہ تھا کہ عمران دشمنوں کی نسبت دوستوں کی طرف سے زہوشیار اور چوکنا رہتا ہے اور پھر اس کے پاس معلومات حاصل کر کے ناقابل یقین ذرائع موجود ہیں اس لئے وہ ساری بات پہلے کر کے ہی جار جیا پہنچے گا اس لئے اس کا راستہ روکا جانا ضروری ورنہ ایکس لیبارٹری کا خاتمہ یقینی نظر آنے لگ گیا تھا۔ تھوڑی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ وہ درمیانے قد و ورزشی جسم کا مالک تھا اور چہرے مہرے سے ہی ہالی ڈ کی ایک فلموں کا ہیرو نظر آ رہا تھا۔ اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا۔ یہ ڈریک آ وائٹ شیڈ کا نائب ایجنٹ۔

اس لیبارٹری کی ہے۔ اس کی حفاظت انتہائی ضروری ہے۔ سچانچہ م خیال ہے کہ تم اپنا تمام سیٹ اپ اس لیبارٹری اور اس کے گرد قائم کرو۔ عمران بہر حال وہاں پہنچنے کا اور تم نے نہ صرف لیبارٹری بچانا ہے بلکہ اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا بھی خاتمہ کر ہے۔..... آپر نے کہا۔

”لیکن یہ عمران کب تک وہاں پہنچے گا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ وہاں آہی نہ..... ڈریک نے کہا۔

”نہیں۔ وہ ضرور پہنچے گا۔ ویسے میں کوشش کروں گا کہ پاکیشیا میں ایسا سیٹ اپ کرا دوں کہ جب وہ لوگ وہاں سے روانہ ہوں مجھے اطلاع مل جائے اور میں تمہیں اطلاع دے دوں۔..... آپر۔ کہا۔

”اوکے۔ اب مجھے اجازت دیں اور آپ بے فکر رہیں۔ عمران اس کے ساتھی اگر لیبارٹری تک پہنچ گئے تو پھر زندہ سلامت واپس جا سکیں گے۔..... ڈریک نے کہا تو آپر نے اثبات میں سر ہلا دیا اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہوائی جہاز کی انتہائی آرام دہ نشست پر دھنسا ہوا بیٹھا تھا۔ انہیں پاکیشیا سے روانہ ہوئے اٹھارہ گھنٹے گزر چکے تھے اور فلائٹ اب دو گھنٹوں بعد جارچیا پہنچنے والی تھی۔ وہ پاکیشیا سے پہلے جنوبی افریقہ کے مشہور شہر کیپ ٹاؤن پہنچے تھے اور کیپ ٹاؤن سے انہیں دوسری فلائٹ کے ذریعے پہلے ارجنٹائن کے دارالحکومت بونس ایرز پہنچنا پڑا تھا اور پھر وہاں سے تیسری فلائٹ کے ذریعے وہ جارچیا جا رہے تھے اور انہیں جارچیا پہنچنے میں ابھی دو گھنٹے در تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی اصل چہروں میں موجود تھے۔

”عمران۔ کیا جارچیا میں چیف کا کوئی ایجنٹ ہے۔..... اچانک عمران کے ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو خلاف معمول سونے کی بجائے ایک رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔

"نہیں۔ البتہ اب اس نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم میں سے کم کسی کو وہاں فارن ایجنٹ مقرر کر دے۔"..... عمران نے رسا سے نظریں ہٹائے بغیر جواب دیا۔

"ہم میں سے۔ کیا مطلب"..... جولیا نے چونک کر جم بھرے لہجے میں کہا۔

"اللہ کا عذاب۔ چاہے یہ انسانی شکل میں ہو یا۔"..... عمران نے ی طرح شرارت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور تم اس عذاب کے ہی مستحق ہو ایسی تصویریں دیکھ کر انسٹنس"..... جولیا نے کہا اور رسالہ بند کر کے اس نے سائیڈ پر بی ہوئی ٹوکری میں اس طرح پھینک دیا جیسے انتہائی قابل نفرت چیز ہو۔ اس کا چہرہ غصے کی وجہ سے تممتا اٹھا تھا۔

"ارے۔ ارے۔ اتنا غصہ بھی کیا۔ آخر مقابلہ تو کرنا ہی ہوتا ہے۔ جب تک اندھیرے کو نہ دیکھا جائے روشنی کی اہمیت کیسے سمجھ میں آ سکتی ہے۔ رات کے بغیر دن۔ بد صورتی کے بغیر حسن۔ مقابلہ تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ تب ہی تو پتہ چلتا ہے کہ جہنمیں ان سالوں نے اس قدر اہمیت دی ہے وہ کیا حیثیت رکھتی ہیں۔"۔

عمران نے کہا تو جولیا کے چہرے پر یکفخت نرمی سی پھیلتی چلی گئی۔

"انسٹنس۔ تمہیں کیا ضرورت ہے مقابلہ کرنے کی۔ انسٹنس"۔ جولیا نے قدرے شرماتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہاتھ کرتیزی سے ہاتھ روم کی طرف بڑھ گئی اور عمران بے اختیار سکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا اپنی شرم چھپانے اور نارمل ہونے

"ہم میں سے۔ کیا مطلب"..... جولیا نے چونک کر جم بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم میں سے جسے جارجیا زیادہ پسند آجائے کیونکہ کہا جاتا ہے جارجیا کو دیکھ کر آدمی کو واقعی یہی لگتا ہے کہ وہ جنت میں آ ہے۔"..... عمران نے جواب دیا لیکن اس کی نظریں مسلسل رسا پر جمی ہوئی تھیں۔

"آخر تمہیں اس رسالے میں کیا نظر آ رہا ہے کہ تم نظریں نہیں ہٹا رہے۔"..... اچانک جولیا نے ایک خیال کے تحت کہا۔

"اس رسالے میں جارجیا کے بارے میں تفصیلات درج ہیں رسالے کو دیکھ کر ہی تو میں تمہیں کہہ رہا ہوں کہ جارجیا کو ب سمجھا جاتا ہے۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ دکھاؤ مجھے"..... جولیا نے اچانک جھپٹا مارتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ یہ طریقہ ہے رسالہ لینے کا۔ کیا کہیں گے لو کہ پاکیشیائی اس قدر ندیدے ہوتے ہیں۔"..... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو یہ ہے وہ جنت جو تم دیکھ رہے تھے۔ کیوں۔ جو نے یکفخت آنکھیں نکالتے ہوئے کہا کیونکہ رسالہ ماڈلز کی کیٹ واک تصویروں سے بھرا ہوا تھا۔

میں کہا۔

”جنت کا مطلب محاوراً خوبصورت کے ہوتے ہیں کیونکہ جنت کو مثالی طور پر خوبصورت کہا جاتا ہے اس لئے دنیا میں جو جگہ خوبصورت ہو گی اسے جنت سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ اس کا مطلب اصل جنت نہیں ہوتا“..... عمران نے سیٹ کی پشت سے سر نکاتے ہوئے کہا۔

”بہر حال جنت کی بجائے کوئی اور لفظ استعمال کیا کرو یا صرف خوبصورت کہہ دیا کرو“..... جولیا نے جواب دیا۔

”آپ میں سے علی عمران صاحب کون ہیں“..... اچانک ایک ایئر ہوسٹس نے قریب آکر کہا۔

”کیا بات ہے“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”آپ کی کال ہے“..... ایئر ہوسٹس نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ یہاں اس کے نام کی کال کا تصور بھی نہ کیا جاسکتا تھا۔ بہر حال وہ اٹھا اور تیز قدم اٹھاتا فون کبین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کبین میں داخل ہو کر اس نے رسیور اٹھالیا۔

”علی عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میرا نام کراؤن ہے اور میں ارجنٹائن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ ہوں۔ مجھے دو روز قبل چیف نے ہدایت کی تھی کہ میں جارجیا جا کر آپ اور آپ کے ساتھیوں کے لئے رہائش اور

کے لئے اٹھ گئی ہے۔

”عمران صاحب۔ مس جولیا غصے کی بجائے مسرت بھرے اند میں اٹھی ہیں۔ کیا ہوا ہے“..... عقبی سیٹ پر موجود صفدر نے کہا

”وہی پرانا حربہ کہ خواتین کی تعریف کر دو چاہے وہ کسی موڈم کیوں نہ ہوں۔ فوراً خوش ہو جائیں گی“..... عمران نے منہ بنا۔

ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ ہم سب اصل شکلوں میں جارجیا جا رہے ہیں کیا وہاں ہمیں کوئی نہیں پہچانے گا“..... صفدر نے کہا۔

”دیکھنے والے تو پاکیشیا تک فون کر رہے ہیں۔ اسی لئے تو اصل شکلوں میں وہاں جا رہے ہیں تاکہ وہ ہمیں پہچان کر ہماری درسد طور پر خاطر مدارت کر سکیں“..... عمران نے کہا تو صفدر بے اختہ مسکرا دیا۔ اسی لمحے جولیا واپس آکر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

”اس بار مشن کیا ہے۔ تم بتا رہے تھے کہ سائٹس دان ڈا“

سجاد ہلاک ہو چکا ہے۔ پھر ہم نے وہاں کیا کرنا ہے“..... جولیا۔

”تفریح کرنی ہے۔ سنا ہے کہ جارجیا سیاہوں کے لئے جہنم ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”مغربی ممالک کے لوگ جہنم کہتے ہیں وہ اصل جہنم بدترین سطح ہے اس لئے آئندہ ایسے الفاظ مت منہ سے نکالا کرو جنت تو انتہائی مقدس مقام ہے“..... جولیا نے قدرے غصیلے

بارٹ نامی تنظیم سے ہے جس کی سربراہ میڈم ڈینی کہلاتی ہے۔ یہ گروپ قاتلوں کا گروپ ہے اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو آگاہ کر دوں اور آپ کو بتا دوں کہ آپ پبلک لاؤنج میں داخل ہونے سے پہلے بائیں طرف ایک راہداری میں آجائیں۔ میں وہاں موجود ہوں گا۔ میں نے ایسے انتظامات کر لئے ہیں کہ آپ پبلک لاؤنج میں گئے بغیر میرے ساتھ ایئر پورٹ سے باہر پہنچ جائیں گے۔ میرا ایک آدمی پبلک لاؤنج میں بھی موجود ہے جو یہ معلوم کر کے مجھے رپورٹ دے گا کہ آپ لوگوں کے پبلک لاؤنج میں نہ جانے کا اس گروپ پر کیا اثر پڑا ہے۔..... کراؤن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا انتظام کیا ہے لیکن ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم یا تمہارا کوئی آدمی ان میں سے کسی کو پکڑ کر اس سے معلومات حاصل کرے۔..... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ یہاں میرا تو کوئی سیٹ اپ نہیں ہے۔ البتہ یہاں بونس ایرز کا ایک گروپ ہے۔ میں نے اس کی مدد سے تمام انتظامات کئے ہیں لیکن وہ لڑائی جھگڑے میں ملوث ہونے والا گروپ نہیں ہے۔..... کراؤن نے جواب دیا۔

"کیا انتظامات کئے ہیں تم نے۔ مجھے تفصیل بتاؤ تاکہ اگر کسی وجہ سے تم سے ملاقات نہ ہو سکے تو ہم براہ راست وہاں پہنچ جائیں۔" عمران نے کہا۔

"ماکرز کالونی کی کوٹھی نمبر سولہ اے بلاک۔ وہاں گیٹ پر

دیگر انتظامات کروں۔ چنانچہ میں یہاں آ گیا تھا۔ میرے آؤ؛ ارجنٹائن میں کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے مجھے اطلاع دی تھی کہ آپ بونس ایرز سے اس فلائٹ پر جارحیا کے لئے روانہ ہوئے ہیں اس لئے میں نے یہاں فون کیا ہے۔..... دوسری طرف سے وضاحت کرتے ہوئے کہا گیا تو عمران کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی کیونکہ جسے کراؤن اپنا تعارف کرا رہا تھا اسی نے اسے نہ صرف فارن ایجنٹ مقرر کیا تھا بلکہ اسے بطور ایکسٹوہدایات بھی دی تھیں کہ وہ جارحیا میں ان کے لئے رہائش اور دیگر انتظامات کرے کیونکہ عمران کو اندازہ تھا کہ جارحیا کے ہونٹوں میں یقیناً ایسے انتظامات مادام ڈینی نے کرا دیئے ہوں گے کہ وہاں ان کی نگرانی بھی کی جاسکے اور وہاں ان کی گفتگو وغیرہ بھی ٹیپ ہو سکے لیکن اسے خیال تھا کہ کراؤن سے ان کی ملاقات ایئر پورٹ پر ہوگی۔ اس بات کا اسے اندازہ نہ تھا کہ کراؤن اس طرح یہاں فون بھی کرے گا اس لئے وہ فون کی بات سن کر حیران ہوا تھا۔

"فون کیوں کیا ہے؟..... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہاں ایئر پورٹ پر ایک مقامی بد معاش گروپ موجود ہے۔ اس بد معاش گروپ کو جان گروپ کہا جاتا ہے اور اس گروپ کے چھ مسلح افراد یہاں اس انداز میں گھوم رہے ہیں جیسے انہیں کسی خاص آدمی کا انتظار ہو۔ میں نے اپنے طور پر یہاں جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق اس جان گروپ کا تعلق بلیک

ممبروں والا لاک موجود ہے جس کے ممبروں ٹو فائیو ہیں۔“ کراؤن نے جواب دیا۔

”وہاں کاروں اور اسلحہ کی کیا پوزیشن ہے؟“ عمران نے کہا۔  
”سب کچھ ڈیمانڈ کے مطابق پہنچ چکا ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس جان گروپ کا مرکز کہاں ہے؟“ عمران نے پوچھا۔  
”جان کلب ہاؤسز روڈ پر واقع ہے۔ جان کلب کا مالک جان ہیمل ہے۔ وہی اس کا کرتا دھرتا ہے۔ ویسے یہ کلب بے حد بدنام ہے یہاں آنے جانے والے لوگ جارحیا کی زیر زمین دنیا کے افراد ہوتے ہیں۔“ کراؤن نے جواب دیا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ہم راہداری میں پہنچ جائیں گے۔“ عمرا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر کہیں نکل کر وہ واپس اپنی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔

”کیا ہوا۔ کس کا فون تھا؟“ جولیا نے اس کے چہرے قدرے سنجیدگی دیکھتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا تو عمران اسے تفصیل بتا دی۔

”لیکن تم نے تو بتایا تھا کہ ڈینی نے تمہیں فون کیا تھا کہ وہ سے دوستی کرے گی۔ پھر کیا ہوا؟“ جولیا نے کہا۔

”ظاہر ہے اسے کسی نے تمہارے بارے میں بتا دیا ہو گا؟“ کے نتیجے میں وہ سمجھ گئی کہ تمہاری موجودگی میں اس کی والدہ

سکے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بکواس مت کرو۔ میں سنجیدگی سے بات کر رہی ہوں۔“ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ کراؤن کو غلط فہمی ہوئی ہو۔ یہ گروپ کسی اور کے لئے آیا ہو۔“ عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد جہاز جارحیا کے ایئر پورٹ پر لینڈ کر گیا۔ ضروری چیکنگ سے فارغ ہو کر عمران اپنے ساتھیوں سمیت پبلک لاونج میں جانے کی بجائے راہداری کی طرف مڑ گیا۔ وہاں ایک لمبے قد اور چمیرے بدن کا نوجوان موجود تھا۔ یہ کراؤن تھا۔ عمران چونکہ اسے پہچانتا تھا اس لئے وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا جبکہ کراؤن کی ملاقات اس سے پہلی بار ہو رہی تھی لیکن چونکہ عمران اور اس کے ساتھی اپنی اصل شکلوں میں تھے اور اسے ان کے بارے میں معلومات مل چکی تھیں اس لئے وہ بھی انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔ ”میرا نام کراؤن ہے۔“ نوجوان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ ”علی عمران۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کا تعارف بھی کرا دیا۔

”عمران صاحب۔ وہ لوگ اچانک واپس چلے گئے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کسی اور جگہ پکٹنگ کر رکھی ہو اس لئے ہم خصوصی راستے سے ہی باہر جائیں گے۔“ کراؤن نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ واقعی ایک علیحدہ

کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکواری پلیر"..... رابطہ "تم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جان کلب کا نمبر دیں"..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دیا یا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکواری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔

"جان کلب"..... ایک سمجھتی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی۔

"ذہنی بول رہی ہوں۔ جان سے بات کراؤ"..... عمران نے ذہنی کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"یس۔ یس میڈم۔ یس میڈم۔ ہولڈ کریں میڈم"..... دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز یککخت بھیک مانگنے والوں جیسی ہو گئی۔

"جان بول رہا ہوں میڈم"..... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مودبانہ تھا۔

"ایئر پورٹ پر کیا ہوا ہے"..... عمران نے کہا۔

"آپ کے حکم پر میں نے گروپ کو واپس بلوایا تھا۔ ویسے میرے آدمی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے ابھی ابھی رپورٹ دی ہے کہ جس گروپ نے آنا تھا وہ گروپ کسی اور رستے سے نکل گیا ہے۔" جان نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

رستے سے گزر کر ایئر پورٹ کی سائیڈ سے باہر آگئے تو وہاں ایک سٹیشن ویگن موجود تھی۔ کراؤن خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ عمران سائیڈ پر اور اس کے ساتھی عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد سٹیشن ویگن ایک متوسط درجے کی رہائشی کالونی میں داخل ہو کر ایک کوٹھی کے گیٹ کے سامنے رک گئی۔ گیٹ پر نمبروں والا لاک موجود تھا۔ کراؤن تیزی سے نیچے اترا اور اس نے خود ہی لاک کھول کر پھانٹاک کو دھکیلا اور پھر واپس آکر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے سٹیشن ویگن اندر لے جا کر پورچ میں روک دی اور نیچے اتر کر وہ تیزی سے مڑ کر گیٹ کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران اور اس کے ساتھی بھی ویگن سے نیچے اتر آئے۔

"عمران صاحب۔ اگر یہ جان گروپ ہمارے خلاف کام کر رہا ہے تو پھر ہمیں میک اپ کر لینے چاہیں"..... صفدر نے کہا۔

"دیکھو۔ پہلے معلوم تو کر لیں کہ اصل مسئلہ کیا ہے کیونکہ کراؤن کہہ رہا ہے کہ ہماری فلائٹ پہنچنے سے پہلے یہ گروپ واپس چلا گیا ہے"..... عمران نے کہا اور پھر کراؤن کی رہنمائی میں وہ ایک سٹنگ روم میں پہنچ گئے۔

"صفدر۔ تم کراؤن کے ساتھ جاؤ اور پوری کوٹھی کو چیک کر اور اسلحہ اور ضروری سامان کا بھی جائزہ لے لو۔ میں اس دوران فون کر لوں"..... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا کراؤن کے ساتھ سٹنگ روم سے باہر چلا گیا جبکہ عمران نے رسیور اٹھایا اور انکواری

ہے کہ اس کے خیال کے مطابق ہمارے ذہنوں میں بھی یہ بات نہ ہوگی کہ یہاں کوئی بد معاش گروپ ہمارے خلاف کام کر سکتا ہے اس لئے کم از کم اس جان کا خاتمہ ضروری ہے تاکہ یہ گروپ فوری طور پر بکھر جائے۔..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ اس بار اصل مشن پر توجہ دینے کی بجائے ادھر ادھر کیوں دیکھ رہے ہیں۔ ہمیں بجائے جان گروپ اور ڈینی کے پیچھے بھاگنے کے براہ راست اس لیبارٹری پر حملہ کرنا چاہئے ورنہ ہم خواخواہ کے مسائل میں لکھ کر رہ جائیں گے۔..... کیپٹن شکیل نے کہا۔ اسی لمحے صفدر واپس آگیا۔ اس کے ساتھ کراؤن بھی تھا۔

”کراؤن۔ تمہارے پاس یہاں کا تفصیلی نقشہ موجود ہے۔“

عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ میں لے آتا ہوں۔..... کراؤن نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک تہہ شدہ نقشہ موجود تھا۔ اس نے اسے عمران کے سامنے میز پر رکھ کر کھول دیا اور خود بھی وہ عمران کے اشارے پر ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران نقشے پر تھک گیا۔

”جہاں ہم لوگ موجود ہیں یہ جگہ کہاں ہے۔..... عمران نے کہا و کراؤن نے ایک جگہ انگلی رکھ دی۔ عمران نے جیب سے بال واٹ نکال کر وہاں ایک دائرہ لگا دیا۔

”اب جان کلب، بلیک ہارٹ کلب اور سلور نائٹ کلب کو

”اس کا مطلب ہے کہ ڈینی نے ہی اس گروپ کو وہاں بھیجا تو اور پھر کسی وجہ سے واپس بلایا۔..... عمران نے کہا۔

”لیکن اس نے پہلے انہیں بھیجا کیوں تھا اور پھر انہیں واپس کیوں بلایا ہے۔..... جولیاء نے کہا۔

”اصل میں ڈینی کو سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ ہمارے ساتھ کسلوک کرے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر ہمیں کیا لائحہ عمل اختیار کرنا ہے۔..... جولیاء نے کہا۔

”پہلے اس جان کا خاتمہ اور اس کے بعد اس ڈینی کا خاتمہ۔“ عمران نے کہا تو خاموش بیٹھا ہوا تنویر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

”کیا مطلب۔ کیا واقعی یہ تم کہہ رہے ہو۔..... تنویر نے اہتزاز حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں حیران ہو رہے ہو۔ اصل میں چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ یہاں ہم کسی قسم کا کوئی رسک نہیں لے سکتے ہم پر کسی بھی وقت کسی بھی طرف سے فائرنگ کی جاسکتی ہے اور کرائس نے یقیناً اپنی لیبارٹری کو بچانے کے لئے صرف ڈینی پر ہی غم نہیں کیا ہوگا۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر اس جان گروپ کے پیچھے جانے کی بجائے کیوں ناں برا راست اس ڈینی کا ہی خاتمہ کر دیا جائے۔..... جولیاء نے کہا۔

”ڈینی اس گروپ کو ہمارے خلاف اس لئے استعمال کرنا چاہتا



تلاش کرو۔..... عمران نے کہا تو پھر تھوڑی دیر بعد یہ تینوں سپاہ  
تلاش کر لئے گئے اور عمران نے ان کے گرد بھی دائرے ڈال دیئے  
اب یہ بتاؤ کہ یہاں اگر کوئی لیبارٹری بنائی جائے تو وہ کب  
بنائی جاسکتی ہے۔ کس علاقے میں۔..... عمران نے کہا۔

عمران صاحب۔ شمالی طرف گھنے جنگلات ہیں اور وہاں سوا  
کرائس کے فوجی عملے کے تمام شہریوں کا داخلہ ممنوع ہے۔  
علاقے کو یہاں گلین پارک کہا جاتا ہے۔ یہاں صرف کرائس  
خفیہ فوجی اڈے ہیں۔ اس گلین پارک کے علاوہ یہاں باقی تمام  
کھلا ہوا ہے۔ وہاں نائنٹ کلب اور گیم سنٹر ہیں اور ہر شخص وہاں آ  
سکتا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ کوئی خفیہ لیبارٹری ہوگی تو  
گلین پارک کے علاقے میں ہی ہوگی۔..... کراؤن نے جواب د  
ہوئے کہا۔

کہاں ہے گلین پارک۔..... عمران نے نقشے پر جھکتے ہوئے  
تو کراؤن نے ایک جگہ پر انگلی رکھ دی۔ عمران چند لمحے غور سے  
جگہ کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کافی بڑے ایریے میں بال پوائنٹ  
دائرہ لگا دیا۔

تم اس طرف گئے ہو۔..... عمران نے پوچھا۔  
میں گیا ضرور ہوں لیکن یہاں خاردار تار لگا کر راستہ بند کر  
گیا ہے اور یہاں باقاعدہ گیٹ اور چیک پوسٹ ہے جہاں فوجی  
ہوتے ہیں۔ یہ سارا علاقہ گھنے جنگلات پر مشتمل ہے اور مجھے یقین  
نہیں ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں یہاں رہ جاؤں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو کسی  
نیر کی اچانک ضرورت پڑ جائے۔..... کراؤن نے کہا۔  
نہیں۔ ہم نے یہاں انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا ہے اس لئے  
میں اب کسی چیز کی فوری ضرورت نہیں پڑے گی۔..... عمران نے  
کہا۔  
یہاں ہر چیز میں نے اپنے طور پر مہیا کر دی ہے۔ اس کے علاوہ  
ر آپ کو کسی چیز کی ضرورت پڑے تو ایک فون نمبر نوٹ کر لیں۔  
ن فون نمبر پر آپ کا رابطہ ایک آدمی فیلڈ سے ہو جائے گا۔ اسے آپ  
میرا حوالہ دے کر اپنی ڈیمانڈ بتائیں گے تو وہ آپ کو فوری طور پر ہر  
چیز مہیا کر دے گا۔..... کراؤن نے اٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی فون  
نمبر بتا دیا۔  
ٹھیک ہے۔ شکریہ۔..... عمران نے کہا تو کراؤن سلام کر کے  
مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے پیچھے صفدر بھی اٹھ کر چلا گیا۔  
سلور کلب میں کیا ہے جو تم نے اسے مارک کیا ہے۔..... جولیا  
نے کہا۔  
لیبارٹری میں موجود ایک سائنس دان جس کا نام ڈاکٹر دلموٹ

”یس..... عمران نے مقامی لہجے میں کہا۔

”عمران سے بات کرائیں۔ میں ڈینی بول رہی ہوں بلیک ہارٹ کلب سے..... دوسری طرف سے ڈینی کی آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ باقی سارے ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔

”اوہ یس۔ علی عمران بول رہا ہوں۔ ہم تو ابھی بلیک ہارٹ کلب آنے ہی والے تھے کیونکہ ہمارے ہاں بلیک ہارٹ کو منفی معنوں میں لیا جاتا ہے اس لئے ہم دیکھنا چاہتے تھے کہ جارجیا کا بلیک ہارٹ کیا ہوتا ہے..... عمران نے اس بار اصل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے یہ نہیں پوچھا کہ میں نے تمہارا سراغ کیسے لگا لیا ہے۔“ دوسری طرف سے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا گیا۔

”یہ پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ظاہر ہے یہ جارجیا ہے اور جارجیا پر ہولڈ میڈم ڈینی کا ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ہاں۔ تم ایئر پورٹ کے عام راستے کی بجائے دوسرے خصوصی راستے سے باہر آئے۔ میں نے اس کی چیکنگ کرائی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ تم سب ایک شیشین دیگن میں سوار ہو کر گئے ہو اور اس شیشین دیگن کو مارکر کالونی میں جاتے ہوئے چیک کر لیا گیا۔ اس کے بعد اس کو ٹھی کے بارے میں معلوم کرنا مشکل نہ رہا۔ لیکن تمہیں آخر اس کی کیا ضرورت پیش آگئی کہ تم خصوصی راستے سے

ہے اتوار کے روز اپنی ایک دوست دیرا سے ملنے جہاں آتا ہے۔ یہ سلور نائٹ کلب میں کام کرتی ہے اور اس کی رہائش کسی پلازہ فلیٹ میں ہے۔ اگر ہم اس ساتیس دان کو کور کر لیں تو اس لیبارٹری کے بارے میں خاصی اہم تفصیلات مل سکتی ہیں۔“ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو واقعی اہتہائی اہم کلیو ہے۔ اتوار تو کل ہے.....“ نے کہا۔

”ہاں۔ اس لئے میں آج دیرا سے اس کی رہائش گاہ کا پتہ معا کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یقیناً کل وہ کلب سے چھٹی پر ہوگی۔“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ ڈینی اور جان کے چکر سے نکلیں اور لیبارٹری کی طرف توجہ دیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں سب سے اگلیں پارک کا خود جائزہ لینا چاہئے۔ لیبارٹری یقیناً اس کے اندر گی..... کیپٹن شکیل نے کہا۔ اسی لمحے صفدر واپس آگیا اور خامو سے کرسی پر بیٹھ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فو کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران سمیت سب چونک پڑے کیونکہ جہاں بارے میں کراؤن کے علاوہ اور کسی کو بھی معلوم نہ تھا اور کراؤن ابھی واپس گیا تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا کیونکہ گم مسلسل بج رہی تھی۔ عمران نے رسیور اٹھانے کے ساتھ ساتھ لاڈ کاٹن بھی پریس کر دیا۔

باہر آئے ہو جبکہ میں نے کہہ دیا تھا کہ میں اس وقت تک تمہارے خلاف کوئی ایکشن نہیں لوں گی جب تک تم ہمارے لئے خطرہ نہیں بن جاؤ گے"..... ڈینی نے کہا۔

"اب یہ بھی بتا دو کہ میں تمہارے لئے کیسے خطرہ بن سکتا ہوں"..... عمران نے کہا تو دوسری طرف ڈینی بے اختیار ہنس پڑی۔

"بہتر ہے کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت بلیک ہارٹ کلب آ جاؤ۔ پھر یہ بات طے کر لیں گے کہ تم کس طرح ہمارے خلاف خطرہ بن سکتے ہو"..... ڈینی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ پہلے ہم جان کلب کا چکر لگا لیں تاکہ اپنے خلاف ہونے والے خطرے سے نمٹ لیں"..... عمران نے کہا۔

"جان کلب۔ کیا مطلب"..... ڈینی نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"یہاں ایک جان کلب ہے جس کا مالک جان ہیملپ ہے اور اس نے یہاں پیشہ ور قاتلوں کا باقاعدہ گروپ بنایا ہوا ہے اور یہ گروپ ایئر پورٹ پر ہمارا انتظار کر رہا تھا لیکن پھر اچانک وہ واپس چلا گیا اس لئے اس سے یہ بات پوچھنی ہے کہ اس نے ارادہ کیوں بدل دیا تھا"..... عمران نے جواب دیا۔

"ہو نہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں تمہارے آدمی پہلے سے موجود تھے جنہوں نے تمہیں باقاعدہ اس بارے میں اطلاع دی تو پھر سن لو۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ کسی نے جان گروپ کو تمہارے

خلاف ہائر کیا ہے اور جان گروپ تمہیں ایئر پورٹ پر ہی ہلاک کرنا چاہتا ہے جبکہ میں نے تم سے دوستی کا وعدہ کیا تھا اس لئے میں نے جان کو فون پر حکم دے دیا کہ وہ اپنے گروپ کو واپس بلا لے اور جب تک میری طرف سے اجازت نہ ملے وہ تمہارے خلاف انگلی بھی کھڑی نہ کرے اور ایسے ہی ہوا۔ تم بے فکر رہو۔ اب جان گروپ یا کوئی بھی گروپ تمہارے خلاف کوئی حرکت نہیں کرے گا"۔ ڈینی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کم از کم اس ذات شریف کے بارے میں تو معلوم ہونا چاہیے جس نے ہمارا استقبال تم سے زیادہ شاندار انداز میں کرنے کا پروگرام بنایا تھا"..... عمران نے کہا۔

"میں بتا دیتی ہوں۔ اس کا نام ڈریک ہے اور اس کا تعلق کرانس کی ایک سرکاری ایجنسی سے ہے اور کرانس کے سیکرٹری وزارت سائنس نے خصوصی طور پر اسے لیبارٹری میں بھجوایا ہے تاکہ اگر تم کسی طور پر لیبارٹری تک پہنچ جاؤ تو وہاں وہ تمہیں روک سکے اور ڈریک نے سوچا ہو گا کہ بجائے تمہارا انتظار کرنے کی وہ ایئر پورٹ پر ہی مشن مکمل کر لے لیکن میں نے جان کو کہہ دیا ہے کہ ڈریک کا فون آئے تو اسے میرا پیغام پہنچا دیا جائے کہ وہ صرف لیبارٹری تک ہی محدود رہے۔ اسے جارحانہ کے دوسرے علاقوں میں مداخلت کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یقیناً اس تک میرا پیغام پہنچ چکا ہو گا"۔ ڈینی نے کہا۔

”اوکے۔ پھر تو واقعی اب جارحیا میں ہمارے لئے کوئی خطرہ نہیں رہا۔ ٹھیک ہے۔ ہم بلیک ہارٹ کلب آرہے ہیں۔ گڈ بائی“۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ یہ ڈینی ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی کا شکار ہے“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ یہ چھوٹا سا جریرہ ہے اور یہاں یقیناً اس کا سیٹ اپ خام مضبوط ہو گا۔ اب دیکھو اس نے اس کو ٹھی کو بھی ٹریس کر لیا اور اس کا فون نمبر بھی جبکہ ہمیں معلوم تک نہیں ہو سکا۔ اگر وہ یہاں فون کرنے کی بجائے میزائل فائر کر دیتی تو ہم بڑے اطمینان سے راہی ملک عدم ہو جاتے اس لئے ایسی شخصیت کی قدر کرنی چاہئے۔ آؤ اب میک اپ کی ضرورت نہیں رہی۔ اب اس سے اصل حلیوں میں ہی ملاقات ہوگی“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور باقی ساتھی بھی ہٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

ڈریک ایک کمرے میں موجود آرام کرسی پر بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں شراب سے بھرا ہوا جام تھا اور وہ گھونٹ گھونٹ شراب پینے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جام کو میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ ڈریک بول رہا ہوں“..... ڈریک نے رسیور اٹھا کر کہا۔  
”براؤن بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو ڈریک بے اختیار چوٹک پڑا۔

”ہاں۔ کیا کوئی خاص رپورٹ ہے“..... ڈریک نے کہا۔  
”یس باس۔ پاکیشیائی ایجنٹ جن میں ایک سوئس خزانہ دار کی بھی شامل ہے ڈینی سے ملنے گئے ہیں اور ڈینی نے کلب کے کاؤنٹر پر خصوصی طور پر ان کے بارے میں ہدایات دے رکھی تھیں اس لئے

”باس۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں ڈینی ان پاکیشیائی ہجرتوں پر یہ ثابت کرنا چاہتی ہے کہ وہ انہیں کوئی اہمیت نہیں دیتی اور جس وقت چاہے اور جہاں چاہے ان کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے“..... براؤن نے کہا۔

”یہ اس کی حماقت ہے۔ یہ گروپ اتنا تر نوالہ نہیں ہے اور مجھے معلوم ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ڈینی سے صرف اس لئے ملنے آئے ہوں گے کہ اس سے لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ وہ صرف اپنے ٹارگٹ پر نظر رکھتی ہے“..... ڈریک نے کہا۔

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے باس کہ وہ انہیں یہ یقین دلانے میں کامیاب ہو جائے کہ ان کا سائنس دان کچھ بتائے بغیر ہلاک ہو گیا ہے اور وہ خاموشی سے واپس چلے جائیں“..... براؤن نے کہا۔

”وہ اتنی آسانی سے اعتبار نہیں کریں گے۔ جو لوگ پاکیشیا سے جہاں پہنچ گئے ہوں وہ صرف ڈینی کی بات پر اعتبار کر کے واپس نہیں جائیں گے اس لئے لازمی بات ہے کہ وہ لیبارٹری کے کسی سائنس دان سے اصل حالات معلوم کرنے کی کوشش کریں گے اور مجھے بتایا گیا تھا کہ لیبارٹری کے تقریباً سارے ہی سائنس دان ہر سنڈے جارجیا میں گھوم پھر کر اور تفریح میں گزارتے ہیں۔ میں نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا ہے کیونکہ کوئی بھی سائنس دان ان کے ہاتھ لگ سکتا ہے“..... ڈریک نے کہا۔

انہیں فوری طور پر ایک آفس میں پہنچا دیا گیا جہاں ڈینی نے ساتھیوں سمیت موجود ہے“..... براؤن نے کہا۔  
”اوہ۔ لیکن وہ ڈینی کے پاس براہ راست کیسے پہنچ گئے اور نے ان کے بارے میں پیشگی ہدایات کیسے دے دیں“..... ڈینی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ میں نے اس بارے میں جو معلومات حاصل کی ہیں کے مطابق ڈینی نے باقاعدہ ایک پاکیشیائی ایجنٹ عمران کو پا فون کر کے اسے جارجیا آنے کی دعوت دی۔ پھر اس نے بہار ایک بد معاش گروپ جسے جان گروپ کہا جاتا ہے کی ڈیوٹی لگا دی وہ ایرپورٹ پر ان پاکیشیائی ہجرتوں پر اچانک فائر کھول کر ا ہلاک کر دے لیکن ان کی فلائٹ پہنچنے سے پہلے اس نے اپنا بدل دیا اور گروپ کو واپس کال کر لیا جبکہ یہ پاکیشیا گروپ پورٹ کے کسی خفیہ راستے سے پہلے ہی باہر نکل گیا تھا۔ اس کے ڈینی کے آدمیوں نے انہیں ٹریس کیا تو انہیں علم ہو گیا کہ یہ گر مارکر زکالونی کی ایک کونٹری میں موجود ہے۔ اس پر ڈینی نے وہاں کر کے اس آدمی عمران سے بات کی اور انہیں بلیک ہارٹ کلب آنے کی باقاعدہ دعوت دی جس پر وہ لوگ جہاں آئے ہیں۔“..... ڈینی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ڈینی کا اس ساری کارروائی سے آخر مقصد کیا ہے“..... ڈریک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر جوزف - میں ڈریک بول رہا ہوں۔ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں جارحیا میں پہنچ چکے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ انہیں یہ یقین دلا دیا جائے کہ پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر سجاد کچھ بتائے بغیر ہلاک ہو گیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کسی ایسے سائنس دان کی نشاندہی کریں جو انہیں مکمل طور پر مطمئن کر سکے تاکہ اس کی ملاقات ان لوگوں سے کرا دی جائے۔ اس طرح یہ لوگ لیبارٹری کے خلاف کام کرنے کی بجائے واپس چلے جائیں گے۔" ڈریک نے کہا۔

"یہ ملاقات کہاں ہوگی؟" ڈاکٹر جوزف نے کہا۔  
 "یہاں جارحیا میں اور کہاں؟" ڈریک نے کہا۔  
 "تو پھر ڈاکٹر دلموٹ سب سے بہتر آدمی ہیں۔ وہ انہیں مطمئن کر لیں گے۔" ڈاکٹر جوزف نے کہا۔  
 "ٹھیک ہے۔ تو آپ ڈاکٹر دلموٹ سے کہیں کہ وہ گف اسکوائر

"پہنچ کر مجھ سے مل لے۔ ایون نمبر روم میں۔" ڈریک نے کہا۔  
 "اوکے۔ میں انہیں بھجوا دیتا ہوں۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈریک نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو ڈریک نے اٹھ کر دروازہ کھولا دروازے پر ایک نوجوان موجود تھا۔

"میرا نام دلموٹ ہے۔" اس نوجوان نے کہا۔  
 "آئیے تشریف لائیے۔ میرا نام ڈریک ہے۔" ڈریک نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر دلموٹ اندر آگیا۔

"باس۔ کیوں ناں انہیں کسی سائنس دان سے ملوایا جائے پھر تو وہ یقین کر لیں گے کہ جو کچھ انہیں بتایا جا رہا ہے وہ درحقیقت ہے۔" براؤن نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ویری گڈ۔ یہ اچھی تجویز ہے لیکن انہیں کیسے ملو جائے۔ یہ سوچنے کی بات ہے۔" ڈریک نے کہا۔

"باس۔ کسی بھی سائنس دان سے ان کی اتفاقی ملاقات کرائی جاسکتی ہے۔" براؤن نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تم نے ان کی نگرانی اس انداز میں کر رہے ہو کہ اب یہ گروپ تمہارے آدمیوں کی نظروں سے غائب نہ ہو سکے۔ میں اس تجویز پر عمل کرتا ہوں۔" ڈریک نے کہا اور کریڈٹ دبا کر اس نے ہاتھ اٹھایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر مارنے شروع کر دیئے۔

"ایکس لیبارٹری۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈریک بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر جوزف سے بات کرائیں۔" ڈریک نے کہا۔

"ہولڈ کریں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 "ہیلو۔ ڈاکٹر جوزف بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد مردانہ آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ ادھیڑ عمر خشک مزاج آدمی ہے۔

”بیٹھیں“..... ڈریک نے کہا تو ڈاکٹر دلموٹ کے کرسی پر کے بعد وہ خود بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ڈاکٹر دلموٹ۔ پاکستانی مہجنوں کا گروپ ڈاکٹر سجاد فارمولے کی برآمدگی کے لئے یہاں جارہا میں موجود ہے۔ اس وہ ڈینی کے کلب میں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے ان کی ملاقاتیہ طور پر ہو جائے اور آپ انہیں تفصیل بتا دیں کہ ڈاکٹر بغیر کچھ بتائے ہلاک ہو چکا ہے۔ آپ بتائیں کہ یہ سب کیسے ہے..... ڈریک نے کہا۔

”میں تو انہیں جانتا بھی نہیں اور دوسری بات یہ کہ میں انہیں تعارف کرانے سے رہا۔ البتہ آپ ان تک میرے بارے معلومات پہنچا دیں تو وہ لازماً مجھ سے ملیں گے اور میں انہیں یقیناً پر مطمئن کر دوں گا“..... ڈاکٹر دلموٹ نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ آپ کہاں موجود ہوں گے؟“ نے کہا۔

”پیراڈائز پلازہ میں میری دوست لڑکی کا فلیٹ ہے۔ فلیٹ میں وہاں موجود رہوں گا“..... ڈاکٹر دلموٹ نے کہا۔

”آپ کی دوست کا کیا نام ہے؟“..... ڈریک نے پوچھا۔

”ویرا“..... ڈاکٹر دلموٹ نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ وہاں جائیں۔ میں ان لوگوں تک آ بارے میں اطلاع پہنچا دوں گا۔ البتہ آپ کو ایک چھوٹا سا آٹا

ٹ کی جیب میں رکھنا ہو گا تاکہ آپ سے ہونے والی بات چیت ہم نہ پہنچتی رہے“..... ڈریک نے کہا۔

”سوری جناب۔ میں اپنی دوست لڑکی کے ساتھ ہوں گا اور میں میں چاہتا کہ اس سے ہونے والی گفتگو آپ تک پہنچ سکے“..... ڈاکٹر دلموٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ڈریک بے اختیار ہنس پڑا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ جب آپ آلہ آن کریں گے تو وہ کام لے گا۔ آپ اسے جیب میں رکھ لیں۔ جب ان لوگوں سے آپ کی بات ہو تو آپ جیب میں ہاتھ ڈال کر آلے کو آن کر دیں۔ پھر جب ملے جائیں تو آپ اسے دوبارہ آف کر دیں“..... ڈریک نے کھراتے ہوئے کہا۔

”پھر ٹھیک ہے“..... ڈاکٹر دلموٹ نے بھی اس بار مسکراتے ہوئے کہا تو ڈریک اٹھا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہاں آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کا چپٹا باکس تھا جس پر سرخ رنگ کا بٹن موجود تھا۔

”آپ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اس بٹن کو پریس کرنا ہے تو یہ ہو جائے گا اور جب آپ اسے دوبارہ پریس کریں گے تو یہ آف ہو جائے گا“..... ڈریک نے کہا اور وہ باکس ڈاکٹر دلموٹ کی طرف بڑھا دیا۔

”آپ کیسے وہاں کی باتیں سنیں گے؟“..... ڈاکٹر دلموٹ نے اس لے کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اس پتے پر ڈاکٹر دلموٹ موجود ہے۔ وہ وہاں جائیں گے تو پھر  
میں اصل کارروائی کرنے کا موقع مل جائے گا۔ اور“..... ڈریک  
نے کہا۔

”اصل کارروائی۔ کیا مطلب باس۔ اور“..... براؤن نے حیرت  
برے لہجے میں کہا۔

”میں نے ڈاکٹر دلموٹ سے کہہ دیا ہے کہ وہ انہیں مطمئن کرے  
کہ ڈاکٹر سجاد بغیر کچھ بتائے ہلاک ہو گیا ہے لیکن ساتھ ہی میں نے  
اسے زیرو ایکس یا کس دے دیا ہے جس کی مدد سے ان کے درمیان  
ہونے والی تمام گفتگو میں یہاں سننا رہوں گا۔ اگر میں نے محسوس کر  
لیا کہ یہ لوگ مطمئن ہو گئے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں اسے بلاسٹ  
کر دوں گا اور ایک چھوٹے سے فلیٹ میں زیرو ایکس کے بلاسٹ  
ہونے کا نتیجہ تم خود سمجھ سکتے ہو۔ اور“..... ڈریک نے کہا۔

”اوہ۔ یس باس۔ ٹھیک ہے۔ لیکن کیا وہاں بھی تجھے نگرانی  
کرنی ہوگی۔ اور“..... براؤن نے کہا۔

”ہاں۔ تم نے بہر حال اس وقت تک نگرانی کرتے رہنا ہے جب  
تک میں تمہیں دوسری ہدایات نہ دوں۔ اور“..... ڈریک نے کہا۔  
”اوکے باس۔ اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈریک نے  
اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اس کے بھرے پر گہرے  
اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

”اس کارسیونگ سیٹ یہاں موجود ہے۔ جب آپ بٹن پر  
کریں گے تو یہ سیٹ آن ہو جائے گا اور وہاں اس کمرے میں ہو۔  
والی تمام گفتگو یہاں نشر ہوتی رہے گی“..... ڈریک نے کہا تو ڈاکٹر  
دلموٹ نے سر ہلاتے ہوئے باکس کو جیب میں ڈال لیا اور اٹھ کر  
ہوا۔ پھر ڈریک اسے دروازے تک چھوڑنے اس کے ساتھ آیا اور  
کے باہر جانے کے بعد اس نے دروازہ بند کیا اور واپس آکر اس  
جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن کر دیا۔ یہ فکسڈ فریکوئنسی ٹرانز  
تھا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ڈریک کالنگ۔ اور“..... ڈریک نے بار بار  
دیتے ہوئے کہا۔

”یس۔ براؤن اینڈنگ یو باس۔ اور“..... چند لمحوں بعد  
ٹرانسمیٹر سے براؤن کی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیائی گروپ کہاں ہے۔ اور“..... ڈریک نے پوچھا۔  
”وہ ڈینی کے آفس میں ہے۔ اور“..... دوسری طرف سے  
گیا۔

”اچھا۔ جب وہ باہر نکلیں تو تم نے ان میں سے کسی ایک  
کارڈ پہنچا دینا ہے۔ اس کارڈ پر ایکس لیبارٹری اور ڈاکٹر دلموٹ  
لکھ کر نیچے پیراڈائن پلازہ فلیٹ نمبر آٹھ کے الفاظ لکھ دینا۔ اور  
ڈریک نے کہا۔

”اس سے کیا ہو گا باس۔ اور“..... براؤن نے کہا۔



کرانے کا۔ اگرچہ حیف کا مسئلہ درمیان میں نہ ہوتا تو میں سب سے پہلے اسے گولی مارتا اور پھر اس ڈینی اور اس کے ساتھیوں کو..... تنویر نے انتہائی خشک لہجے میں کہا لیکن عمران نے کسی کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ مسکراتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک ہال میں سے گزرتے ہوئے ایک نوجوان بجلی کی سی تیزی سے اس کے قریب آیا اور اس نے ایک کارڈ عمران کے ہاتھ میں دیا اور تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ عمران نے چونک کر کارڈ کی طرف دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے اسے جیب میں ڈال لیا۔

”یہ کیا دے گیا ہے“..... صفدر نے کہا۔  
 ”کارڈ“..... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور پھر وہ ہوٹل سے باہر آگئے۔

”اب کہاں جانا ہے۔ کیا واپس چلیں“..... صفدر نے کہا۔  
 ”ہاں۔ کیونکہ مجھے ڈینی کی باتوں پر یقین آگیا ہے کہ ڈاکٹر سجاد غیر کچھ بتائے ہلاک ہو گیا ہے اس لئے اب مزید کام کرنے کی رورت نہیں رہی۔ مشن ختم ہو گیا ہے اس لئے میں حیف سے بات کے واپسی کا پروگرام بناؤں گا“..... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو اس کے ساتھیوں کے چہروں پر حیرت کے ساتھ ساتھ تہائی الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”لیکن مجھے اس ڈینی پر ایک فیصد بھی یقین نہیں آیا“..... جو یا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت بلیک ہارٹ کلب کے سپیشل آفسر سے باہر آیا تو اس کے چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ تیر رہی تھی جبکہ اس کے ساتھیوں کے چہروں پر بیزاری اور اکتاہٹ کے تاثرات نمایاں تھے۔

”یہ سب آخر کیا ہو رہا ہے۔ کیا ہم یہاں مذاق کرنے آئے ہیں یا مشن مکمل کرنے“..... جو یا نے انتہائی غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ واقعی میری سمجھ میں آپ کا رویہ نہیں آ رہا۔ ڈینی جس انداز میں بڑھ چڑھ کر باتیں کر رہی تھی یوں لگتا تھا جیسے ہمیں اپنے مقابلے میں حقیر سمجھتی ہو“..... صفدر نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

”اسے شوق ہے اپنی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بے عزتی

نے لگت پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ اتنا غصہ۔ بزرگ درست کہتے ہیں کہ خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ ہوتی ہے"..... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس بار آپ بہت گہری چال چل رہے ہیں اور ہمیں افسوس اس بات پر ہے کہ آپ نے ہمیں اس قابل ہی نہیں کھا کہ کچھ بتا دیں"..... عقبی سیٹ پر موجود صفدر نے کہا۔

"آخر تمہیں کیوں یقین نہیں آ رہا کہ ڈینی درست کہہ رہی ہے۔ اسے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے اور پھر تمہیں معلوم ہے کہ کچھ سچ اور جھوٹ میں تمیز آتی ہے اس لئے میں نے دیکھ لیا ہے کہ وہ سچ بول رہی تھی"..... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا۔ اب اور کیا کہا جاسکتا ہے"۔ صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مارکرز کالونی میں اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے عمران نے وہاں پہنچ کر جیب سے وہ کارڈ نکالا جسے اس نے ایک نظر دیکھ کر جیب میں ڈالا تھا۔ اب اس نے اسے غور سے دیکھا اور پھر اس نے اسے دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔

"تم لوگوں کو چونکہ یقین نہیں آ رہا اور تم بہر حال میرے ساتھی ہو اور تمہیں یقین دلانا بھی میرے فرائض میں شامل ہے اس لئے اب آخری صورت یہ رہ گئی ہے کہ اس لیبارٹری کے سائنس دان سے اصل حالات معلوم کئے جائیں اور چونکہ مجھے یہاں آنے سے پہلے

"اسی لئے تو میں چیف کو فون کرنے کی بات کر رہا ہوں۔ اگر چیف نے تمہاری طرح بات کی تو پھر میں واپس چلا جاؤں گا۔ انہیں مشن مکمل کرتے رہنا"..... عمران نے کہا اور اس دوران پارکنگ میں پہنچ گئے جہاں ان کی دو کاریں موجود تھیں۔

"عمران صاحب۔ وہ کار ڈکیا تھا"..... صفدر نے کہا۔  
"کلبوں والے ایسے کار ڈانے جانے والوں کو دیتے ہی رہتے ہیں تاکہ گاہک پھنسا سکیں"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے سر سے لہجے میں کہا تو صفدر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں کار بلیک ہارٹ کلب سے نکل کر واپس مارکرز کالونی کی طرف بڑھی چلی رہی تھیں۔ پہلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ جولیا سا سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ عقبی سیٹ پر صفدر موجود تھا جبکہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا اور سائیڈ سیٹ پر کیپٹن شاموش موجود تھا۔ سوائے عمران کے باقی سب کے چہرے سستے ہوئے تھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہے ہیں لیکن منہ سے کچھ بول نہ پا رہے ہوں جبکہ عمران انتہائی مطمئن اس میں بیٹھا ہوا تھا۔

"ارے کیا ہوا ہے تمہیں۔ تم سب اس طرح بیٹھے ہو جیسے کی مرگ پر فاتحہ خوانی کرنے جا رہے ہوں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خاموش بیٹھو۔ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے".....

گا..... عمران نے کہا تو جو لیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کار ایک رہائشی پلازہ کی پارکنگ میں لے جا کر روک دی۔

”آؤ.....“ عمران نے نیچے اترتے ہوئے کہا تو جو لیا سر ہلاتی ہوئی نیچے اتر آئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک فلیٹ کے بند دروازے کے سامنے موجود تھے۔ دروازے کے ساتھ پلیٹ پر دروازے کا نام لکھا ہوا تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

”کون ہے.....“ ڈور فون سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔  
”یہاں ڈاکٹر دلموٹ صاحب ہوں گے۔ ہم نے ان سے ملنا ہے۔“  
”ہم پاکستانی ہیں۔ میرا نام علی عمران ہے میرے ساتھ میری ساتھی ہیں مس جو لیا نافرواٹر.....“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے.....“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز سنائی دی اور ڈور فون بند ہو گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور عمران آگے بڑھا۔ دروازے پر ایک نوجوان کھڑا تھا جس کے چہرے پر نظر کا چشمہ موجود تھا اور اپنے چہرے مہرے سے وہ سانس دان ہی دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے پیچھے ایک نوجوان لڑکی موجود تھی لیکن ان دونوں کے جسموں پر مکمل لباس تھے۔ عمران اندر داخل ہوا تو اس کے پیچھے جو لیا بھی اندر داخل ہو گئی۔

”میرا نام علی عمران ہے اور یہ میری ساتھی ہیں مس جو لیا نافرواٹر“

اطلاع مل چکی ہے کہ لیبارٹری میں کام کرنے والا ڈاکٹر دلموٹ اتوار کو اپنی دوست ویرا سے ملنے آتا رہتا ہے اور آج اتوار ہے اس وہ یقیناً اپنی دوست کے فلیٹ میں موجود ہو گا اس لئے اس تفصیلی بات ہو سکتی ہے۔ آؤ.....“ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔  
”ایسی بات تھی تو تم کلب سے سیدھے وہاں چلے جاتے۔ ہم آنے اور پھر یہاں سے وہاں جانے کا کیا تک بنتا ہے.....“ جو لیا اٹھتے ہوئے کہا۔

”رہتے ہیں تم لوگوں کے چہرے دیکھ کر میں نے فیصلہ کیا ورنہ میں تو اب بھی اپنی بات پر قائم ہوں کہ مشن ختم ہو گیا ہے ہم نے واپس جانا ہے.....“ عمران نے کہا۔

”کیا یہ ضروری ہے عمران صاحب کہ ہم سب وہاں جائیں۔ آ نے بات چیت ہی کرنی ہے۔ آپ مس جو لیا کو ساتھ لے جائیں۔ یہ مطمئن ہو جائیں گی تو پھر ہم بھی مطمئن ہو جائیں گے۔“ صاحب نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے.....“ عمران مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ جو لیا کے ساتھ کار سوار ایک بار پھر جارحیہ کی سڑکوں پر رواں دواں تھے۔  
”کیا واقعی تم درست کہہ رہے ہو کہ مشن ختم ہو گیا ہے.....“ جو لیا نے کہا۔

”ہاں۔ بہر حال ڈاکٹر دلموٹ سے بات ہونے پر حتمی فیصلہ

فارمولا بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا اور آپ چونکہ سائنس دان ہیں اس لئے آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ سولر انرجی کی مائیکرو چپ اگر واقعی بن جائے تو یہ ایسی انقلابی ایجاد ہوگی جو پوری دنیا کا نقشہ ہی بدل دے گی اس لئے پاکیشیا چاہتا تھا کہ اس ایجاد کا سہرا پاکیشیا کے سر پر لیکن ڈاکٹر سجاد کو اغوا کر لیا گیا۔ پھر یہ اطلاع ملی کہ ڈاکٹر سجاد سے یہاں مشینری کے ذریعے پوچھ گچھ کرنے اور فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اس کے ذہن میں کوئی ایسی بیماری تھی کہ اس کا برین ہیمرج ہو گیا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ گو اس بارے میں حکومت پاکیشیا کو کافی شواہد مل گئے لیکن اس کے باوجود حتمی معلومات حاصل کرنے کے لئے میری ڈیوٹی لگائی گئی اور میں اپنے ساتھیوں سمیت یہاں آ گیا۔ میں نے اپنے طور پر ایکس لیبارٹری میں کام کرنے والے کسی سائنس دان کا سراغ لگایا تو مجھے آپ کے بارے میں معلوم ہوا کہ آپ وہاں کام کرتے ہیں اور آپ ہر سٹڈے اپنی دوست مس ویرا کے فلیٹ پر آتے ہیں۔ اس طرح ہم یہاں آئے ہیں۔ آپ بے شک ہم سے معاوضہ لے لیں لیکن ہمیں درست معلومات مہیا کر دیں۔ ویسے ایک بات میں بتا دوں کہ اگر بعد میں آپ کی دی ہوئی معلومات غلط نکلیں تو معاملات آپ کے لئے خاصے سخت ہو جائیں گے۔ ویسے ہم نے آپ سے کچھ نہیں کہنا صرف درست معلومات حاصل کرنی ہیں۔ اس کا ہم آپ کو معاوضہ دینے کے لئے تیار ہیں۔..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے

واٹر..... عمران نے ڈاکٹر دلموٹ سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔  
 "میرا نام ڈاکٹر دلموٹ ہے اور یہ میری دوست ہے مس ویرا۔  
 فلیٹ ان کا ہی ہے"..... ڈاکٹر دلموٹ نے کہا اور پھر وہ چاروں ایک کمرے میں جا کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ عمران نے دیکھا کہ اندر جاہوئے ڈاکٹر دلموٹ نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور اس انداز میں ہاتھ کو حرکت دی جیسے وہ جیب کے اندر موجود کمبٹن کو خصوصی طور پر پریس کر رہا ہو۔  
 "آپ پاکیشیائی ہیں جبکہ آپ کی ساتھی سوئس نژاد ہیں۔" ڈاکٹر دلموٹ نے کہا۔

"ہم بین الاقوامی دوستی کے قائل ہیں"..... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔  
 "جی فرمائیے۔ آپ کیسے یہاں آئے ہیں اور آپ میرے بارے میں کیسے جانتے ہیں"..... ڈاکٹر دلموٹ نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم آپ کو اس انداز میں ڈسٹرب کرنے پر معذرت خواہ ہیں۔ اصل میں ہم نے واپس جا ہے۔ ہمارا تعلق پاکیشیائی حکومت سے ہے۔ پاکیشیائی نژاد ایک سائنس دان ڈاکٹر سجاد کو اغوا کر کے یہاں جارحانہ لایا گیا اور اسے ایک لیبارٹری میں لے جایا گیا۔ اس لیبارٹری کو ایکس لیبارٹری کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر سجاد سولر انرجی پر کام کرتا تھا اور اس نے سولر انرجی کی مائیکرو چپ کو ایجاد کرنے پر خاصا کام کیا تھا اور وہ اس کا بنیادی

کہا۔

”آپ کتنا معاوضہ دے سکتے ہیں“..... ڈاکٹر دلموٹ نے ؛  
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جو آپ مناسب سمجھیں طلب کر لیں“..... عمران نے جو  
دیا۔

”ایک لاکھ ڈالر دے دیں میں آپ کو درست معلومات مہر  
دیتا ہوں“..... ڈاکٹر دلموٹ نے کہا تو عمران نے خاموشی سے کو  
کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چٹیک بک نکالی، اس میں  
ایک چٹیک علیحدہ کر کے اس پر مخصوص دستخط کئے اور چٹیک ڈا  
دلموٹ کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ گارنڈ چٹیک ہے“..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر دلموٹ  
اسے غور سے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر مسرت  
تاثرات پھیلنے چلے گئے۔ اس نے چٹیک تہہ کر کے اپنی جیب  
ڈال لیا۔

”یہ سو فیصد درست ہے عمران صاحب کہ ڈاکٹر سجاد بغیر  
بتائے ہلاک ہو گیا ہے۔ میں اس ٹیم میں خود شامل تھا جس ٹیم  
اس سے پوچھ گچھ کی تھی“..... ڈاکٹر دلموٹ نے کہا اور پھر اس  
پوری تفصیل بتا دی۔ عمران نے اس سے کئی سوال کئے جن کے  
جواب ڈاکٹر دلموٹ نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں دیئے۔  
”اوکے۔ اب میری مکمل تسلی ہو گئی ہے کہ اطلاع درست ہے،

اب ہمیں اجازت دیجئے“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو جولیا،  
ڈاکٹر دلموٹ اور اس کی دوست لڑکی ویرا بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر  
عمران اور جولیا فلیٹ سے باہر آگئے۔

”اب کیا خیال ہے تمہارا“..... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو  
کر کہا۔ وہ دونوں کار میں سوار ہو کر پارکنگ سے باہر آ رہے تھے۔  
”اب مجھے بھی یقین آ گیا ہے کہ مشن ختم ہو گیا ہے“..... جولیا  
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکر ہے تمہیں یقین آ گیا“..... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر  
بعد وہ واپس رہائش گاہ پر پہنچ گئے جہاں پہنچ کر جولیا نے ساتھیوں کو  
مکمل تفصیلات بتا دیں اور پھر جولیا کے ساتھ ساتھ باقی سب کے  
چہروں پر بھی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ عمران نے رسیور  
اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا  
ہٹن بھی پریس کر دیا۔

”انکوائری پلزز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی  
دی۔

”یہاں سے براعظم ایشیا کے ملک پاکیشیا اور اس کے دارالحکومت  
ارابطہ نمبر دے دیں“..... عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو“..... چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”ہیں“..... عمران نے کہا۔

”نمبر نوٹ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر دونو نمبرز بتا دیئے گئے۔

”شکریہ“..... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آ۔ پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹو“..... رابطہ قائم ہوتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنا دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ جارحیا سے“..... عمران۔ کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈینی سے ہونے والی ملاقات اور اس کی تفصیل اور پھر جولیا کے ساتھ ڈاکٹر دلہوٹ سے ہونے والی ملاقات اور اس کی تفصیل بتا دی۔

”چیف۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ ڈاکٹر سجاد بغیر کچھ بتا۔ ہلاک ہو چکا ہے اس لئے اب وہ فارمولا اس کے ساتھ قبر میں چلا گیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر واپس آ جاؤ“..... دوسری طرف سے بختم لفظوں میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران۔ ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ اس بار آپ کو چیک نہر ملے گا“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ کیوں“..... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا ”اس لئے کہ کچھ ہوا ہی نہیں۔ اس لئے چیک کیسا“..... صفدر

نے جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”یہ بات تم نے پہلے کیوں نہیں کی تھی ورنہ میں اس لیبارٹری میں گھس کر ہی واپس جاتا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہمیں دراصل یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ ایسا ممکن ہے۔ بہر حال ب کیا ہو سکتا ہے۔ اب تو آپ نے چیف سے بات کر لی ہے۔“

مفدر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے لطف لے رہا ہو اور عمران کا چہرہ اس ہی طرح لٹک گیا جیسے واقعی اس کا بہت بڑا نقصان ہو گیا ہو۔

”مرد نہیں۔ تم مجھ سے لے لینا“..... جولیا نے کہا۔

”مم۔ مم۔ مگر۔ مگر وہ کیا کہتے ہیں کہ مرد ہو کر عورتوں کا کھاتا ہے“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

تھا اور جہاں جہاں بھی فلائٹس تبدیل ہوئی ہیں میں ان کے ساتھ ہی  
اترنا چڑھتا رہا ہوں اور پاکیشیا میں بھی ایئر پورٹ سے وہ سب علیحدہ  
علیحدہ ٹیکسیوں میں سوار ہو کر اپنی اپنی رہائش گاہوں پر گئے ہیں۔  
میں عمران کی نگرانی کرتا رہا ہوں۔ عمران بھی ایئر پورٹ سے سیدھا  
اپنے فلیٹ پر گیا اور اب بھی وہیں موجود ہے۔..... رابرٹ نے  
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب اس عفریت سے ہمارا بچھا  
چھوٹ گیا ہے۔ اوکے۔ ٹھیک ہے تم اب واپس آ جاؤ۔..... آہر  
نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے  
کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن  
پر پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پر پریس کرنے  
شروع کر دیئے۔

”لیں۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔  
”آہر بول رہا ہوں۔..... آہر نے کہا۔  
”اوہ۔ لیں باس۔ میں ڈریک بول رہا ہوں۔..... دوسری طرف  
سے ڈریک کی آواز سنائی دی۔

”اب تم اپنے سیکشن سمیت واپس آ جاؤ۔ عمران کے بارے میں  
حتیٰ رپورٹ مل گئی ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت پاکیشیا پہنچ گیا  
ہے۔..... آہر نے کہا۔

”لیں باس۔ ویسے میں نے آپ کو پہلے ہی تفصیل بتائی تھی کہ

آہر اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور آ  
نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔  
”لیں۔..... آہر نے کہا۔

”رابرٹ بول رہا ہوں باس۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
”اوہ لیں۔ کیا رپورٹ ہے۔..... آہر نے چونک کر پوچھا۔  
”عمران اور اس کے ساتھی پاکیشیا واپس پہنچ گئے ہیں۔۔  
پاکیشیا سے ہی کال کر رہا ہوں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
”تفصیل سے رپورٹ دو۔ راستے میں کیا باتیں ہوتی رہیں کیونکہ  
عمران جس ٹائپ کا آدمی ہے اس کے بارے میں کچھ یقین سے نہ  
کہا جاسکتا۔..... آہر نے کہا۔

”راستے میں صرف وہ ایک دوسرے سے مذاق کرتے رہے  
مشن کے بارے میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ میں ان کے ساتھ ہی

عمران مطمئن ہو کر واپس جا رہا ہے لیکن چونکہ میں اس کی فطرت سے بخوبی واقف ہوں اس لئے میں آخری منزل تک پہنچنا چاہتا تھا اس لئے میں نے رابرٹ اور اس کی بیوی کو ان کے ساتھ پاکیشیا بھجوا دیا تھا اور اب رابرٹ کی رپورٹ کے بعد معاملہ واقعی حتی طور پر منٹ گیا ہے..... آرچر نے کہا۔

"یس باس"..... دوسری طرف سے ڈریک نے کہا تو آرچر نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے منبر پر بیٹھ کر شروع کر دیئے۔

"یس"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نوائی آواز سنائی دی۔  
"آرچر بول رہا ہوں۔ سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں۔" آرچر نے کہا۔

"ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
"ہیلو"..... چند لمحوں بعد سیکرٹری سائٹس کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"آرچر بول رہا ہوں سر"..... آرچر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔  
"یس"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو آرچر نے عمران کی واپسی کی پوری تفصیل بتا دی۔

"گڈ شو۔ یہ تو بہت اچھا ہو گیا۔ اب کرائس اطمینان سے اس انقلابی فارمولے پر کام کرتا رہے گا۔ ویری گڈ۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے"..... سیکرٹری وزارت سائٹس نے تحسین آمیز لہجے

میں نے ڈاکٹر دلموٹ کی جیب میں زیر وایکس رکھوا دیا تھا جس کے سے ان کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو نہ صرف میں سنتا رہا وہ ٹیپ بھی ہوتی رہی اور پھر وہ ٹیپ میں نے آپ کو بھجوائی تھی اگر عمران اس کے باوجود بھی مطمئن نہ ہوتا تو آپ جانتے ہیں کہ ایکس کو بلاسٹ کر کے بھی اس کا خاتمہ کیا جاسکتا تھا لیکن جو خود ہی مطمئن ہو گیا تو ہمیں انتہائی قدم اٹھانے کی ضرورت نہ پڑی..... ڈریک نے جواب دیا۔

"ڈینی نے بھی تمہاری طرح کی ڈیوائس تیار کی تھی۔ اس جب کلب میں اپنے سپیشل آفس میں عمران اور اس کے ساتھ سے ملاقات کی تھی تو اس نے عمران کو یقین دلادیا کہ ڈاکٹر سجاد کچھ بتائے ہلاک ہو گیا ہے لیکن اس کی ریڈنگ تھی کہ عمران ساتھی مطمئن نہیں ہیں اس لئے اس نے سپیشل روم کے دروازہ کی چوکھٹ میں فائیو فائیو کا مخصوص بٹن رکھا ہوا تھا جو اس عمر کے جوتے کے تلے کے ساتھ چسپاں ہو گیا اور اس طرح عمران اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی تمام بات چیت وہ صرف سنتی رہی بلکہ اس نے اسے ٹیپ بھی کر لیا تھا۔ پھر عمران اس دوست لڑکی جو لیا کے ساتھ ڈاکٹر دلموٹ کے پاس گیا تو وہاں وہ والی بات چیت بھی وہ سنتی رہی حتیٰ کہ ایئر پورٹ تک ان کے درمیان ہونے والی گفتگو اس تک پہنچتی رہی۔ اس کے بعد ظاہر ہے اس کی ریج آؤٹ ہو گئی لیکن بہر حال یہ بات سو فیصد طے ہو گئی کہ



میں کہا۔

”تھینک یو سر“..... آپہر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 ”اوکے“..... سیکرٹری وزارت سائنس نے کہا اور اس کے ساتھ  
 ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آپہر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رہ  
 رکھ دیا۔

”یہ مشن تو ختم ہوا اور یقیناً اس میں ہماری کارکردگی عروج  
 رہی ہے کہ ہم نے عمران جیسے عفریت کو شکست دے دی ہے  
 آپہر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا  
 کیونکہ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے سر سے بہت بڑا بوجھ اتر  
 ہو اور وہ اب کسی نائٹ کلب جا کر باقاعدہ انجوائے کرنا چاہتا تھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو  
 احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو“..... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی وہ اپنی  
 مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”عمران صاحب۔ کیا یہ ضروری تھا کہ آپ اس انداز میں واپس  
 آتے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ دراصل وہاں سب ہماری طرف سے پوری طرح چوکنا  
 تھے اور دو سیکشن ہمارے خلاف کام کر رہے تھے۔ پھر میں نے محسوس  
 کیا کہ ذہنی کاسیٹ اپ وہاں کافی مضبوط ہے اس کے ساتھ ساتھ  
 جارحانہ چھوٹی سی جگہ ہے جہاں آسانی سے آدمی مارا ہو جاتا ہے۔ اس  
 کے علاوہ مسئلہ صرف لیبارٹری تباہ کرنا نہیں تھا بلکہ ہم نے وہاں سے  
 نارمولا بھی اس انداز میں حاصل کرنا ہے کہ کرائس حکومت کو بھی

بات پر اڑا رہا۔ پھر میں جویا کو ساتھ لے کر ڈاکٹر دلموٹ سے ملا اور میں نے چیک کر لیا کہ ڈاکٹر دلموٹ پہلے ہی ہم سے ملاقات کے لئے ذہنی طور پر تیار تھا اور اس نے بھی جیب میں کوئی ٹیپ ریکارڈر رکھا ہوا تھا جسے اس نے جیب میں باقاعدہ ہاتھ ڈال کر آن کیا تھا۔ بہر حال وہاں بھی جو گفتگو ہوئی اس سے میں نے یہی تاثر دیا۔ اس کے بعد ہم واپس آئے تو وہاں سے ایک جوڑا باقاعدہ ہمارے ساتھ رہا۔ وہ ہماری نگرانی بھی کر رہا تھا اور ہم سب کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی سن رہا تھا۔ وہ جوڑا ہمارے ساتھ ہی پاکیشیا پہنچا۔ میں نے ٹائیگر لو کال کر کے اس جوڑے کی نگرانی کے لئے کہہ دیا ہے۔ ٹائیگر نے رپورٹ دی ہے کہ اس جوڑے نے میری نگرانی کی اور باقاعدہ فلیٹ تک آیا اور پھر وہ فلیٹ کے قریب ہوٹل میں بھی رہا۔ اس کے بعد وہ ہوٹل لارڈ میں جا کر ٹھہر گئے۔ اس ہوٹل کے برآمدے میں موجود انٹرنیشنل پبلک کال بوتھ ہے۔ اس آدمی نے کرائس کال کر کے رپورٹ دی۔ وہ رپورٹ یہی تھی کہ ہم واقعی پاکیشیا پہنچ گئے ہیں اور کم پوری طرح مطمئن ہیں۔ اس کے بعد دوسرے روز وہ جوڑا واپس کرائس چلا گیا۔..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو اب وہ پوری طرح مطمئن ہو گئے ہیں۔ اب آپ کا کیا وگرام ہے؟....." بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب ہم نے نہ صرف وہ فارمولا حاصل کرنا ہے بلکہ اس ایکس بارڈی کو اس انداز میں تباہ کرنا ہے کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ

علم نہ ہو سکے کہ فارمولا ہم نے واپس حاصل کر لیا ہے اور یہ ہم نے تباہ کی ہے ورنہ وہ خود تو سامنے نہ آتے البتہ بہت سی سہ کو اس بارے میں آگاہ کر دیتے۔ پھر ہمارے لئے اس فارمولے کو ناممکن ہو جاتا۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن آپ کو کب یہ احساس ہوا کہ یہ سب کچھ مصنوعی۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ مسلسل اور ہر طرف سے ہمیں اطلاع باقاعدہ مہیا کی جا رہی تھیں۔ دوسری بات یہ کہ ذہنی واقعی غلط کر رہی تھی۔ اس کے علاوہ ذہنی نے ایک حماقت کی کہ اپنے کو کاغذ پر لکھ کر ہدایت دی۔ وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ جو کچھ وہ لکھ ہے وہ میں کسی صورت پڑھ نہیں سکتا اور واقعی بات ایسی تھی کہ ہمیں معلوم ہے کہ اگر قلم کی حرکت پر نظر رکھی جائے تو قلم حرکت سے تحریر کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے چیک کر لیا ذہنی اپنے ساتھی کو فائیو فائیو دروازے کی چوکھٹ میں رکھ کر ہدایت دے رہی تھی۔ چونکہ میں ہوشیار ہو گیا تھا اس لئے یہ چیک کر لیا کہ فائیو فائیو واقعی چوکھٹ میں رکھ دیا گیا ہے اور نے دانستہ اسے اپنے بوٹ کے تلے میں چسپاں کر لیا تاکہ ڈسلی ہو جائے۔ گو سب ساتھیوں نے مجھ پر چڑھائی کر دی لیکن معلوم تھا کہ ہمارے درمیان ہونے والی تمام گفتگو نہ صرف تک پہنچ رہی ہے بلکہ وہ اسے ٹیپ بھی کر رہی ہوگی اس لئے میں

”جناب۔ ہم سب تو عمران کو مسلسل کہتے رہے کہ ایسا ممکن نہیں ہے لیکن وہ اپنی ضد پر اڑا رہا اور چونکہ وہ لیڈر تھا اس لئے مجبوراً ہم خاموش رہے“..... جولیا نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ عمران کو اس کی سخت سزا دی جائے۔“

عمران کا لہجہ مزید سرد ہو گیا۔

”وہ۔ وہ جناب۔ اصل میں اس کا بھی قصور نہیں ہے۔ وہاں حالات ہی ایسے بن گئے تھے۔ ڈاکٹر دلموٹ سے ملاقات میں بات واقعی یہی نظر آرہی تھی اس لئے جناب عمران کو سزا نہ دیں۔“ جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ اسے بہر حال اس کو تاہی کو سزا بھگتنا ہوگی اور تم تیار ہو اور صفدر، کیپٹن تشکیل اور تنویر کو بھی الٹ کر دو۔ تمہیں ایک بار پھر جارحیا جانا ہو گا تاکہ مشن مکمل ہو سکے“..... عمران نے ہتھائی سرد لہجے میں کہا۔

”وہ۔ وہ عمران بھی تو ہمارے ساتھ جانے گا ناں سر“..... جولیا نے رک رک کر کہا۔

”وہ کیسے ساتھ جاسکتا ہے اور شاید اب کبھی اس قابل نہ ہو سکے کہ وہ دوبارہ دھوکہ کھائے۔ یہ مشن تم نے مکمل کرنا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”عمران نے پہلی بار دھوکہ کھایا ہے ہاس۔ آپ اسے معاف کر دیں“..... جولیا نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

یہ سب کچھ ہم نے کیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر آپ کب جا رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات اس ڈاکٹر دلموٹ سے ہی سکین کی اور یہ بات طے شدہ ہے کہ ڈاکٹر دلموٹ ہر اتوار کے اپنی دوست ویرا کے فلیٹ پر آتا ہے اس لئے ہم ہفتے کے روز جا پہنچیں گے اور پھر ڈاکٹر دلموٹ سے ساری تفصیلات حاصل کر مشن مکمل کریں گے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”جولیا بول رہی ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی سنائی دی۔

”ایکسٹو“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس ہاس“..... دوسری طرف سے جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”جارحیا سے میں نے جو اطلاعات حاصل کی ہیں ان کے وہاں باقاعدہ تم لوگوں کے ساتھ گیم کھیلی گئی ہے اور عمر انہوں نے مل کر احمق بنا کر واپس بھیج دیا ہے۔ ڈاکٹر سجا ضرور ہو گیا ہے لیکن اس سے انہوں نے مکمل فارمولا حاصل ہے۔ عمران کو تو اس کی سزا ملے گی لیکن تم بحیثیت ڈپٹی چیف تھیں۔ تم نے کیوں دھوکہ کھایا“..... عمران نے انتہائی میں کہا۔

درواہس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار اپنے فلیٹ کی طرف بڑھی  
 پٹی جا رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اب جو لیا اسے تلاش کر کے مجبور  
 لے گی کہ وہ ایکسٹو سے معافی مانگ لے اور پھر اس کا خیال  
 رست ثابت ہوا۔ وہ جیسے ہی فلیٹ میں پہنچا سلیمان نے اسے اطلاع  
 دی کہ جو لیا کا فون دو بار آچکا ہے۔ وہ آپ سے ضروری بات کرنا  
 چاہتی ہے۔

”اچھا۔ میں اسے فون کر لیتا ہوں“..... عمران نے کہا اور  
 سنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ سنگ روم میں پہنچ کر عمران نے  
 سیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔  
 ”جو لیا بول رہی ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف  
 سے جو لیا کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ  
 بہان خود بول رہا ہوں۔ ابھی واپس آیا ہوں تو سلیمان نے خوشخبری  
 سنائی کہ دو بار تمہارا فون آیا ہے۔ کیا واقعی میں اس قدر خوش قسمت  
 ہوں کہ تم مجھے دو بار فون کرو گی“..... عمران نے عاشقوں جیسے  
 لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”میرے فلیٹ پر آؤ۔ فوراً۔ ابھی اسی وقت۔ انتہائی اہم کام  
 ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو  
 گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”سلیمان“..... عمران نے رسیور رکھ کر اونچی آواز میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر وہ مجھ سے باقاعدہ معافی مانگے تو میں پہلی بار کا  
 لحاظ کرتے ہوئے اسے معاف کر سکتا ہوں ورنہ“..... عمران نے  
 انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔  
 ”اگر آپ مزید کچھ ایسی بات کرتے تو جو لیا باقاعدہ رو پڑتی۔“  
 بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جو لیا اب واقعی بے حد جذباتی ہوتی جا رہی ہے اور میری سمجھ  
 میں نہیں آرہا کہ اسے کیسے غیر جذباتی بنایا جائے“..... عمران نے  
 کہا۔

”یہ مسئلہ آپ نے ہی پیدا کیا ہے۔ آپ ہی اسے حل کریں۔“  
 بلیک زیرو نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اس مشن کے بعد بہر حال اس بارے میں کچھ  
 سوچوں گا“..... عمران نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ چھوہارے کھانے کو مل جائیں گے۔“  
 بلیک زیرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”دیکھو۔ میں سوچ رہا ہوں کہ جو لیا کو واپس سوئٹزر لینڈ بھجوا دیا  
 جائے۔ اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے“..... عمران نے بڑے  
 سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے  
 کہا۔

”اس کے علاوہ اور کوئی حل نظری نہیں آتا“..... عمران نے کہا۔

صرف مبلغ پانچ لاکھ پچاس ہزار روپے تو صرف سالگرہ کے تحفے کے غنایت کر دیجئے اور پھر میرا وہاں خرچہ، ٹی اے ڈی اے اور برادری کے تمام رشتہ داروں کے لئے کپڑوں کے جوڑے اور نقد رقم اس کے علاوہ ہوتی ہے کیونکہ بہر حال میں شہر میں کام کرتا ہوں اور ظاہر ہے بڑے صاحب جیسے جاگیردار کے اکلوتے بیٹے کا باورچی ہوں اس لئے ان سب اخراجات کے لئے کم از کم ساٹھ ستر لاکھ روپے تو خرچ ہو ہی جائیں گے۔ سلیمان نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو عمران کی آنکھیں پھیلی چلی گئیں۔

"تمہارا مطلب ہے کہ یہ سب اخراجات صرف سالگرہ کے لئے ہیں اور شادی میں کیا ہوتا ہو گا؟"..... عمران نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو اب تک کنوارہ پھر رہا ہوں؟"..... سلیمان نے جواب دیا تو عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"بادرچی سلیمان کا مفلس و قلاش مالک علی عمران بول رہا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"تمہیں زندہ زمین میں دفن کروانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور تم وہاں بیٹھے بکواس کر رہے ہو۔ جلدی آؤ میرے فلیٹ پر۔ فوراً"..... دوسری طرف سے جو یانے اہتائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جی صاحب"..... دوسرے لمحے سلیمان نے کمرے میں دائرہ ہوتے ہوئے کہا۔

"سلیمان۔ مجھے دوبارہ جارحیا جانا پڑ رہا ہے۔ تم کہہ رہے تھے تم نے کافی دنوں کے لئے گاؤں جانا ہے اس لئے تم چاہو تو دس با دن کی چھٹی کر لو"..... عمران نے کہا۔

"آپ کو یہ تو معلوم ہو گا کہ میں نے اتنے دن کا جو ایجنڈا آپ بتایا تھا اس کا کیا ہو گا؟"..... سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم نے بتایا تھا کہ چچیری بہن کے ماموں زاد بھائی کی سال کی پوتی کی پچاسویں سالگرہ ہے"..... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔ اس کے چہرے پر شرارت کے تاثرات پوری طرح نمایاں تھے

"اور ہمارے ہاں اصول ہے کہ چھتنے سال کی سالگرہ منائی جا رہی ہو اتنی تعداد میں ہزار روپے نقد دیئے جاتے ہیں اور جب آپ نے خود ہی پچاسویں سالگرہ کہا ہے تو اس لئے پچاس ہزار روپے تو اس کے ہوئے جس کی سالگرہ منائی جا رہی ہے اور پھر وہ رشتہ جس کا نام آپ نے لیا ہے اس سے ڈبل رقم ہر رشتے کے ہاتھ سے گزر کر سالگرہ منانے والی کے ہاتھ میں پہنچے گی اس لئے ایک لاکھ تو ہوئے میری چچیری بہن کے، ایک لاکھ ہوئے اس کے ماموں زاد بھائی کے اور ایک لاکھ ہوئے اس کی سالی کے اور ایک لاکھ ہوئے اسی کی بیٹی کے اور پھر سالگرہ منانے والے کا بیٹا بھی ہے۔ اس طرح اس مد میں

"ارے۔ ارے۔ کیا کسی میں جرأت ہے کہ وہ جولیا کی موجودگی میں میرے خلاف سوچ سکے"..... عمران نے کہا۔

"چیف نے تمہیں انتہائی عبرتناک سزا دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جلدی آؤ تاکہ ہم مل کر اس بارے میں سوچ کر تمہاری سزا ختم کرائیں"..... دوسری طرف سے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا آپ ابھی جا رہے ہیں جارجیا"..... سلیمان نے پیچھے آتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ ابھی نہیں۔ ایک دو روز بعد جاؤں گا"..... عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے اس رہائشی پلازہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جس میں جولیا کا فلیٹ تھا۔ فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"..... ڈور فون سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"سزائے موت کا منتظر"..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے بغیر کچھ کہے کلک کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو دروازے پر جولیا موجود تھی۔ اس کے چہرے پر حقیقی پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"آؤ"..... جولیا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"تم اب بہت خوفناک مذاق کرنے لگ گئی ہو جولیا"۔ عمران

نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کیسا مذاق"..... جولیا نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"یہی سزا والا۔ کس بات کی سزا۔ میں نے چیف کا نقاب اتار دیا ہے یا چیف کو اس کے بل سے باہر نکلنے پر مجبور کر دیا ہے۔ کیا کیا ہے میں نے"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آئیے عمران صاحب"..... عمران کے کمرے میں داخل ہوتے وہاں موجود صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ دونوں کے چہرے بھی سستے ہوئے تھے۔

"ارے۔ ارے۔ کیا ہوا۔ یہ تمہارے چہروں پر غم کے تاثرات مل رہے ہیں۔ مجھے تو تمہارے چہرے دیکھ کر ایسے لگتا ہے جیسے تمہیں ی بہت عزیز ہستی کو دفنانے کے لئے بلایا گیا ہو"..... عمران نے سی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہماری چیف سے بات ہوئی ہے عمران صاحب۔ لیکن چیف کو سزا دینے پر بضد ہے"..... صفدر نے پریشان سے لہجے میں

"سزا۔ کس بات کی سزا۔ کیا کیا ہے میں نے"..... عمران نے بناتے ہوئے کہا۔

"تو تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تم جارجیا والے مشن میں ناکام ہو"..... جولیا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار لپڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

حد تک کہا ہے کہ تم اس سے معافی مانگ لو تو وہ تمہیں سزا نہیں دے گا اس لئے تم بس اس سے معافی مانگو گے اور کچھ نہیں کرو گے۔ جو یانے کہا۔

”معافی۔ کس بات کی معافی“..... عمران نے حیرت بھرنے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب آپ تو بڑے دل کے مالک ہیں۔ آپ بس معافی مانگ لیں۔ اس میں آخر عرج ہی کیا ہے“..... صفدر نے کہا۔

”حیرت ہے۔ جب میں نے کچھ کیا ہی نہیں تو معافی کس بات کی مانگوں“..... عمران نے کہا۔

”اگر میں تمہیں کہوں تو کیا تم انکار کر دو گے“..... جو یانے ایسے لہجے میں کہا جیسے یقین کامل ہو کہ عمران انکار نہیں کرے گا۔

”میں انکار کیوں کروں گا۔ تم کہہ کر تو دیکھو۔ ایک بار نہیں تین بار میں کہوں گا“..... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار مسکرا دیئے۔

”میں سنجیدگی سے بات کر رہی ہوں اور تم مذاق میں لے جا رہے ہو۔ تمہاری جان حقیقی خطرے میں ہے“..... جو یانے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو چیف اب اس حد تک گر گیا ہے تو پھر سنو۔ اب یہ چیف ہی نہیں رہے گا۔ اگر اسے چیف رہنا ہے تو پھر اسے تم سے معافی مانگنا ہو گی“..... عمران نے یقیناً انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا لیکن اس سے

”جار جیا والے مشن میں ناکام۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ کیا تم لوگوں نے کوئی زہریلی چیز تو نہیں کھالی جس نے تمہارے ذہن کو ماؤف کر دیا ہے“..... عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ چیف نے اپنے ذرائع سے معلوم کر لیا ہے کہ آپ کو اور ہم سب کو باقاعدہ پلاننگ کے تحت بیوقوف بنایا گیا ہے۔ ڈاکٹر سجاد واقعی ہلاک ہو گیا ہے لیکن اس سے فارمولا حاصل کر لیا گیا ہے اور اب جار جیا کی ایکس لیبارٹری میں اس فارمولے پر کام ہو رہا ہے اور ہم یہ سمجھ کر واپس آ گئے کہ ڈاکٹر سجاد انہیں کچھ بتائے بغیر ہلاک ہو گیا ہے اور چونکہ آپ لیڈر تھے اور آپ کی وجہ سے یہ ناکامی سیکرٹ سروس کو دیکھنا پڑی ہے اس لئے چیف نے آپ کو انتہائی سخت سزا دینے کا فیصلہ کیا ہے“..... صفدر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیف کے ذرائع کون سے ہیں۔ نہیں یہ سب غلط ہے۔ اگر چیف نے کہا ہے تو پھر چیف کا دماغ خراب ہو چکا ہے۔ مجھے سر سلطان سے بات کرنا ہو گی“..... عمران نے بھی غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

”رک جاؤ۔ کیا کر رہے ہو نائنسنس۔ سنو۔ جو کچھ چیف نے کہا ہے وہ درست ہے۔ تم ان لوگوں کے ہاتھوں بیوقوف بنے ہو اور اپنی ناکامی کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کرو۔ ویسے میں نے چیف سے درخواست کی ہے کہ وہ تمہیں معاف کر دے۔ اس پر اس نے اس

لیکن اب تم نے اس ناکامی کو اس انداز میں کامیابی میں تبدیل کرنا ہے کہ فارمولا بھی واپس آجائے اور ساتھ ہی لیبارٹری بھی تباہ کرنی ہے تاکہ کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکے کہ فارمولا واپس پاکیشیا پہنچ چکا ہے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”دیکھا۔ خود ہی بھاگ گیا۔..... عمران نے بڑے فاتحانہ انداز میں جولیا اور دوسرے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”چیف بے حد عظیم آدمی ہے۔ سمجھے۔ اب بتاؤ کیا کرنا ہے۔“ جولیا نے اتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اے دیکھ کر یہی اندازہ ہو رہا تھا کہ عمران کو معافی ملنے پر اسے حقیقتاً بے حد مسرت ہوئی ہے۔

”کرنا کیا ہے جا کر لیبارٹری تباہ کرنی ہے لیکن یہ کام تو میں اکیلا بھی کر سکتا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ پوری ٹیم جائے گی۔..... جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”پوری ٹیم۔ کیا ہم نے وہاں فٹ بال میچ کھیلنا ہے۔“ عمران نے چونک کر کہا۔

”پوری ٹیم سے میرا مطلب ہے کہ ہم چاروں جو پہلے گئے تھے۔..... جولیا نے جواب دیا۔

پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور جولیا نے ہا بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”جولیا بول رہی ہوں۔..... جولیا نے کہا۔

”ایکسٹو۔ عمران موجود ہے یہاں۔..... دوسری طرف سے گیا۔

”یس سر۔ موجود ہے لیکن وہ بقصد ہے کہ اس نے دانستہ کو غلطی نہیں کی۔..... جولیا نے اپنی طرف سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اسے رسیور دو۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو جولیا۔

رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بچھ پریس کر دیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلا بدہان خود بول رہا ہوں۔..... عمران کی زبان اپنے مخصوص انداز میں رواں ہو گئی۔

”کیا تمہیں بتا دیا گیا ہے کہ اس بار تم اپنے مشن میں ناکام رہے ہو۔..... چیف نے اتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ بتا دیا گیا ہے۔ لیکن مجھے یقین نہیں آیا کیونکہ میں نے اپنے طور پر تمام امور کو چیک کر لیا تھا۔..... عمران نے جواب دیا۔

”ہاں۔ جولیا نے مجھے جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق واقعی تم نے اپنے طور پر پوری تسلی کی تھی اس لئے میں نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا ہے۔ اب تمہیں اس ناکامی کی کوئی سزا نہیں دی جائے گی



کے مطابق اس نے تمہیں احمق بنایا ہے اور ساتھ ہی اس نے تمہارے جوتے کے تلے میں فائیو فائیو لگا دیا اور اس کی وجہ سے وہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو سنتی رہی بلکہ اس نے اسے ٹیپ بھی کر لیا اور وہ ٹیپ بھی وائٹ شیڈو کے چیف آرچر کے پاس پہنچا دیا گیا۔ آرچر نے ایک اور ایجنٹ کو بھی اس کام پر مامور کیا ہوا تھا اور اس ایجنٹ کا نام ڈریک تھا۔ اس نے آرچر کو رپورٹ دی اور اس رپورٹ کے مطابق اس نے لیبارٹری کے سائنس دان ڈاکٹر دلموٹ کو خصوصی طور پر اس کی دوست لڑکی میرا کے پاس اس کے فلیٹ میں بھجوایا اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے اپنے ایک آدمی کو کہا کہ وہ تمہیں کارڈ پر رہائشی پلازہ کا نام، فلیٹ کا نمبر اور ڈاکٹر دلموٹ اور ایکس لیبارٹری کے بارے میں لکھ کر دے دے۔ وہ کارڈ تمہیں کلب میں دیا گیا تھا۔ اس کے بعد تم جو لیا کے ساتھ اس جگہ پہنچے۔ کارڈ تمہارے پاس موجود تھا۔ ڈاکٹر دلموٹ کی جیب میں ایک ٹیپ ریکارڈ موجود تھا جس کا بن اس نے پریس کر دیا اور اس طرح تمہارے اور اس ڈاکٹر کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو ڈریک تک پہنچ گئی اور آخری بات یہ کہ آرچر نے ایک مرد اور ایک عورت کو خصوصی طور پر جارجیا سے پاکیشیا تمہارے ساتھ بھجوایا جو راستے میں تمہارے ساتھ ساتھ رہے اور انہوں نے جہاں آکر ہوٹل لارڈ کے انٹرنیشنل پبلک بوتھ سے کرائس کال کر کے آرچر کو رپورٹ دی کہ تم سب واپس پاکیشیا پہنچ

لیکن اس طرح تو ڈینی کو پھر اطلاع مل جائے گی جبکہ ار مطمئن ہوگی۔..... عمران نے کہا۔

لیکن عمران صاحب۔ آپ اس معاملے میں سنجیدہ نہیں ہو اس کی بھی کوئی وجہ ہے۔..... کیپٹن شکیل نے پہلی بار ہونے کہا۔

میرا خیال ہے کہ چیف کو غلط رپورٹ دی گئی ہے یا پھر صرف عادی ہو گیا ہے لیبارٹریاں تباہ کرانے کا۔ اس بار چونکہ لیبارٹری تباہ کئے بغیر واپس آگئے ہیں اس لئے اس نے یہ چکر ہے۔..... عمران نے منہ بنا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور اگر چیف کی اطلاع درست ثابت ہوئی تب..... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

یہ تو واقعی سوچنے کی بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ مجھے پہلے چیکنگ کر لینی چاہئے۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

ایکسٹو..... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی ایکسٹو کا نام سن کر جو لیا سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا یہ بات حتمی ہے کہ ڈاکٹر سجاد فارمولا حاصل کر لیا گیا ہے اور مجھے واقعی احمق بنایا گیا ہے۔ عمران نے کہا۔

ہاں۔ ڈینی نے جو رپورٹ وائٹ شیڈو کے چیف کو دی ہے

ہیں۔ دیری گڈ۔ واقعی یہ بہترین آئیڈیا ہے۔ لیکن چیف۔ ڈاکٹر دلموٹ کا قد و قامت ہم میں سے کسی سے بھی نہیں ملتا۔..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ پھر وہی ٹیم تمہارے ساتھ جائے گی جو پہلے گئی تھی۔“  
دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”حیرت ہے۔ چیف نے شاید کوئی جحات قابو میں کر رکھے ہیں کہ اسے یہاں بیٹھے بیٹھے سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔“..... عمران نے ریسور رکھتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ چیف نے ڈاکٹر دلموٹ والی بات سوچی تو خوب ہے۔ اگر ڈاکٹر دلموٹ کا قد و قامت ہم میں سے کسی سے ملتا ہوتا تو واقعی یہ مشن بڑی آسانی سے مکمل ہو جاتا۔“..... صفدر نے کہا۔

”چیف واقعی چیف ہے۔“..... جولیا نے اس انداز میں کہا جیسے چیف کی نہیں بلکہ اپنی تعریف کر رہی ہو۔

”تنویر یہاں نہیں آیا۔ کیا اسے نہیں بلایا تھا تم نے۔“ عمران نے کہا۔

”میں نے اس کے فلیٹ پر فون کیا تھا لیکن وہ موجود نہیں تھا۔ میں نے پیغام ریکارڈ کر دیا تھا۔“..... جولیا نے کہا اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔

”بزرگ کہتے ہیں کہ شیطان کو یاد کرو تو شیطان پہنچ جاتا ہے۔ یہ لازماً تنویر ہو گا۔“..... عمران نے کہا تو سب ہنس پڑے۔

چلے ہو اور پھر یہ سب ٹیمیں اس آرچر کے پرسنل سیکرٹری سے حاضری کر لی گئی ہیں اور میرے پاس پہنچ چکی ہیں۔ اس کے بعد آرچر۔ کرانس کے سیکرٹری وزارت سائنس کو فون پر اطلاع دی کہ تمہارے بیوقوف بنا کر واپس بھجوا دیا گیا ہے جس پر وزارت سائنس۔ سیکرٹری نے بھی اطمینان کا سانس لیا اور کہا کہ اب اس فارمولے اطمینان سے ایکس لیبارٹری میں کام ہوتا رہے گا اور اس گفتگو ٹیپ بھی میرے پاس پہنچ چکی ہے۔..... دوسری طرف سے چیف۔ پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے انتہائی حیرت کے تاثرات پھیلنے لگے۔

”اوہ۔ دیری بیڈ۔ یہ تو باقاعدہ پلاننگ کے ساتھ ہمیں احمق بنا گیا ہے۔ اگر آپ اپنے مخصوص ذرائع سے چیکنگ نہ کراتے تو ہمارا ہوتا۔“..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تمہارے ہر مشن کے بعد میں جولیا کی طرف سے دی گئی رپورٹ کی باقاعدہ اپنے ذرائع سے چیکنگ کراتا ہوں۔“..... چیف نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے چیف۔ بہر حال اب کیا حکم ہے۔ اس ری مشن پر کس کو میرے ساتھ جانا ہو گا۔“..... عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر دلموٹ کا قد و قامت کس سے ملتا ہے۔“..... دوسری طرف سے چیف نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا کہ آپ کس انداز میں کام کرانا چاہتے

”آپ بیٹھیں۔ میں دروازہ کھولتا ہوں“..... صفدر نے جویا اٹھتے دیکھ کر کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے قدم بڑھاتا بیرونی دروازہ کی طرف بڑھ گیا۔

ڈینی بلیک ہارٹ کلب کے آفس میں موجود تھی کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔  
”یس۔ ڈینی بول رہی ہوں“..... ڈینی نے کہا۔

”ایڈورڈ بول رہا ہوں میڈم۔ کیپ ٹاؤن سے“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ ہچہ بے حد مودبانہ تھا۔

”ہاں۔ کیا رپورٹ ہے مشن کے بارے میں“..... ڈینی نے کہا۔  
”مشن مکمل کر لیا گیا ہے میڈم۔ جو پروفیسر بونس ایرز پہنچ رہا تھا اسے اغوا کر کے ہلاک کر دیا گیا ہے اور اب میسنگ میں اس کی جگہ ہمارا آدمی لے گا“..... ایڈورڈ نے کہا۔

”اوہ گڈ۔ ویری گڈ“..... میڈم ڈینی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”البتہ ایک اطلاع ہے میڈم آپ کے لئے“..... چند لمحوں کی

خاموشی کے بعد ایڈورڈ نے کہا۔

"کیا..... ڈینی نے چونک کر پوچھا۔

"عمران اپنے ساتھیوں سمیت کیپ ٹاؤن میں موجود ہے اور لوگ وہی ہیں جو پہلے بھی اس کے ساتھ آپ کے آفس میں آتھے..... ایڈورڈ نے کہا۔

"وہ پاکیشیا کے ایجنٹ ہیں۔ اپنے کسی مشن کے سلسلے میں آئے ہوں گے اس میں میرے لئے کیا اطلاع ہے..... ڈینی نے بناتے ہوئے کہا۔

"میڈم۔ انہوں نے میرے سامنے ایئرپورٹ سے معلومات حاصل کی ہیں کہ کیپ ٹاؤن سے اور ارجنٹائن کے دارالحکومت بونس ایرز اور وہاں سے جارجیا پہنچنے کے لئے انہیں کسٹ کنٹریکٹنگ فلائٹس مل سکتی ہیں..... ایڈورڈ نے کہا تو ڈینی چون پڑی۔

"اوہ۔ وہ پھر جارجیا آرہے ہیں۔ مگر کیوں..... ڈینی نے چون کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں میڈم میں چونکہ اس وقت میک اپ ہوں اس لئے وہ مجھے پہچان نہیں سکے کیونکہ آپ کے آفس میں ان سے ملاقات ہوئی تھی تو میں اصل بھرے میں تھا۔ وہ لوگ ابھی اصل چہروں میں ہیں اس لئے میں نے انہیں پہچان لیا اور انہوں نے جارجیا کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو میں چون

پڑا۔ ایئرپورٹ سے معلومات حاصل کرنے کے بعد انہوں نے باقاعدہ نکلیں بھی حاصل کی ہیں..... ایڈورڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اب وہ کہاں ہیں..... ڈینی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ہوٹل برٹن میں ٹھہرے ہوئے ہیں..... ایڈورڈ نے جواب دیا۔

"تم ان کی نگرانی کرو اور جب وہ بونس ایرز سے جارجیا کے لئے روانہ ہوں تو تم نے وہاں سے مجھے رپورٹ دینی ہے..... ڈینی نے کہا۔

"یس میڈم..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈینی نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"یہ دوبارہ کیوں آرہے ہیں..... ڈینی نے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگا ہوا این پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے وائٹ شیڈو کے چیف آرچر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"ڈینی بول رہی ہوں باس۔ جارجیا سے..... ڈینی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس..... آرچر نے جواب دیا۔

”پورے شہر میں اپنے آدمیوں کو الرٹ کر دو اور ان پر پے در پے حملے کراؤ۔ انہیں کسی صورت بچ کر نہیں جانا چاہئے اور نہ ہی آگے بڑھنے کا انہیں موقع ملنا چاہئے۔ ویسے میں ڈریک کو فوری طور پر جارحیا بھجوا رہا ہوں۔ وہ بھی تم سے علیحدہ رہ کر ان کے خاتمے کے لئے کام کرے گا تاکہ ان کے بچ نکلنے کا سرے سے کوئی سکوپ ہی باقی نہ رہے“..... آرچر نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں باس۔ یہ لوگ ڈینی سے بچ کر جارحیا میں داخل ہی نہ ہو سکیں گے“..... ڈینی نے کہا۔

”ٹھیک ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈینی نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد یڈورڈ کا فون آگیا۔

”یس۔ کیا رپورٹ ہے ایڈورڈ“..... ڈینی نے کہا۔

”مادام۔ عمران اور اس کے ساتھی ایکریمین میک اپ میں کیپ اڈن ایرپورٹ پر پہنچے ہیں۔ میں نے ان کے ہوٹل میں ان کے ساتھ کی کرہ لے لیا تھا اس لئے مجھے معلوم ہو گیا ورنہ شاید میں بھی انہیں نہ پہچان سکتا اور اب میں ایرپورٹ سے آپ کو کال کر رہا ہوں۔“ یڈورڈ نے کہا۔

”بونس ایرز سے انہیں کون سی فلائٹ ملے گی“..... ڈینی نے دھما تو دوسری طرف سے فلائٹ کا نمبر بتا دیا گیا۔

”تم ان کے ساتھ ہی سفر کر رہے ہوناں“..... ڈینی نے کہا۔

”باس۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت دوبارہ جارحیا آ رہا ہے ڈینی نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہی ہو۔ کیوں“..... دوسری طرف سے اس طرچونکے ہوئے لہجے میں کہا گیا جیسے آرچر کے ذہن میں یہ فقرہ ہم بن پھٹا ہو۔

”یہ تو معلوم نہیں ہے باس۔ لیکن اس کے ساتھ وہ ٹیم بھی جو پہلے آئی تھی“..... ڈینی نے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا“..... آرچر نے پوچھا تو ڈینی نے ایڈورڈ سے ہونے والی گفتگو دوہرا دی۔

”اس کا مطلب ہے کہ عمران کو اصل بات کا علم ہو گیا ہے اور دانستہ ہمیں دھوکہ دینے کے لئے واپس چلا گیا تھا“..... آرچر۔ کہا۔

”باس۔ اگر وہ اپنے اصل چہروں میں یہاں آتے ہیں تو پھر تو شاید کوئی اور مسئلہ ہو لیکن اگر وہ میک اپ کے یہاں آتے ہیں تو؛ لازماً وہ ایکس لیبارٹری کے پیچھے ہی آئے ہیں“..... ڈینی نے کہا۔

”سنو۔ اب انہیں معمولی سی ڈھیل دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے اس لئے جارحیا کو ان کے لئے جہنم بنا دو۔ مجھے اب ہر صورت میں ان کی لاشیں چاہئیں“..... آرچر نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ میں بھی یہی چاہتی ہوں۔ ایرپورٹ پر ہی ان کا خاتمہ کر دیا جائے گا“..... ڈینی نے کہا۔

ایئرپورٹ پر ہی کرنا ہے اور سنو۔ مجھے ہر صورت میں ان کا خاتمہ کرانا ہے چاہے اس کے لئے تمہیں ایئرپورٹ پر موجود ہر آدمی کو کیوں نہ ہلاک کرنا پڑے۔..... ڈینی نے کہا۔

”یس میڈم۔ کس فلائٹ سے وہ آرہے ہیں۔..... ماسٹر نے کہا۔“  
”اب سے چھ گھنٹے بعد وہ فلائٹ جارہا ہے۔ اس کا نمبر میں بتا دیتی ہوں۔“..... ڈینی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فلائٹ نمبر بتا دیا۔

”یس میڈم۔..... ماسٹر نے کہا۔

”ان کی تعداد پانچ ہے۔ چار مرد اور ایک عورت۔ حلیے تمہیں بتا دیے جائیں گے اور یہ تو کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ اتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں اس لئے تم نے ہر لحاظ سے ہوشیار رہنا ہے۔ معمولی سی غفلت بھی تمہیں اور تمہارے گروپ کو ناکامی سے دوچار کر سکتی ہے اور ناکامی کا مطلب تم جانتے ہو۔“..... ڈینی نے تیز لہجے میں کہا۔

”آپ بے خبر رہیں میڈم۔ وہ کسی صورت بھی ایئرپورٹ سے زندہ باہر نہ جاسکیں گے۔..... ماسٹر نے جواب دیا۔

”اوکے۔“..... ڈینی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ چند لمحے بیٹھی سوچتی رہی پھر اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”سائن بول رہا ہوں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”یس میڈم۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔..... ڈینی نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آ۔ اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔  
”فلائٹس مینجر بول رہا ہوں۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی اُ مردانہ آواز سنائی دی۔

”ارجنٹائن کے دارالحکومت بونس ایرز سے ایک فلائٹ جارہی ہے۔ وہ یہاں کس وقت پہنچے گی۔“..... ڈینی نے فلائٹ بتاتے ہوئے کہا۔

”اب سے چھ گھنٹے بعد میڈم۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔“  
”اوکے۔“..... ڈینی نے کہا اور ایک بار پھر اس نے کریڈل اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔  
”ماسٹر بول رہا ہوں۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ سنائی دی۔

”ڈینی بول رہی ہوں ماسٹر۔..... ڈینی نے کہا۔

”اوہ۔ یس مادام۔ حکم فرمائیں۔..... دوسری طرف سے اس مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”پاکیشیائی ایجنٹ دوبارہ جارہا ہے۔“..... ڈینی نے کہا اور اس بار ایکریمین میک اپ میں ہیں اور ایڈورڈان کے ساتھ آ رہا ہے۔ اپنے گروپ کو لے کر ایئرپورٹ پہنچ جاؤ۔ ٹرانسمیٹر ساتھ لے لو۔ میں تمہیں کال کر کے ان کے حلیے بتا دوں گی۔ تم نے ان کا

”ڈینی بول رہی ہوں“..... ڈینی نے کہا۔

”یس مادام“..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدب

ہو گیا۔

”پاکیشیائی ایجنٹ جن کی تعداد پانچ ہے ان میں ایک عورت اچار مرد شامل ہیں اور یہ سب ایکریمین میک اپ میں ہیں، ہمارے خلاف کام کرنے اب سے چھ گھنٹے بعد جارحیہ ایئرپورٹ پر پہنچ رہے ہیں۔ میں نے ماسٹر اور اس کے گروپ کی ڈیوٹی ایئرپورٹ پر لگا دی ہے کہ وہ انہیں کسی صورت زندہ ایئرپورٹ سے باہر نہ آنے دیں لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ کسی طرح بچ جائیں تو پھر تم نے ان کے خلاف جارحیہ میں کام کرنا ہے۔ انہیں ہر صورت میں ہلاک ہو چاہئے۔ ہر صورت میں“..... ڈینی نے کہا۔

”یس مادام۔ لیکن ان کے حلیئے“..... سامن نے کہا۔

”تم اپنے ساتھ ٹرانسمیٹر رکھنا۔ میں ان کے حلیئے تمہیں بعد میں بتا دوں گی“..... ڈینی نے کہا۔

”یس مادام“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس بار ڈینی نے اطمینان بھرے انداز میں رسیور رکھ دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ارجنٹائن کے دارالحکومت بونس ایز کے ایئرپورٹ کے لاؤنج میں موجود تھا۔ وہ سب ایکریمین میک اپ میں تھے اور انہوں نے یہاں سے دوسری فلائٹ پر جارحیہ پہنچنا تھا۔ اس فلائٹ کی روانگی میں ابھی ایک گھنٹہ دیر تھی اس لئے وہ لاؤنج میں بیٹھے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

”عمران صاحب ہماری نگرانی ہو رہی ہے“..... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

”میرا نام مائیکل ہے“..... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔  
”سوری مسٹر مائیکل“..... کیپٹن شکیل نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

”کس طرح احساس ہوا ہے تمہیں“..... عمران نے کہا۔  
”ہمارے دائیں ہاتھ پر تیسرے صوفے پر جو آدمی بیٹھا ہوا ہے

"آپ بے فکر رہیں"..... صفدر نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس صوفے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ آدمی موجود تھا۔ پھر اس نے جھک کر اس سے کوئی بات کی تو وہ آدمی چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اسی لمحے تنویر بھی اس کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ تینوں اکٹھے چلتے ہوئے لاؤنج کے اس حصے کی طرف بڑھ گئے جہاں ہاتھ رومز کی قطار تھی۔ یہ ہاتھ روم چونکہ ایک سائیڈ پر تھے اس لئے اب وہ انہیں نظر نہ آ رہے تھے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد صفدر اور تنویر واپس آتے دکھائی دیئے لیکن وہ آدمی ان کے ساتھ نہ تھا۔

"کیا ہوا اس کا"..... عمران نے ان کے قریب پہنچنے پر کہا۔ "وہ ہاتھ روم کے عقب میں اس حصے میں بے ہوش پڑا ہوا ہے جہاں ہاتھ روم کی صفائی کا سامان رکھا جاتا ہے۔ اس کا تعلق جارجیا کی ڈینی سے ہے اور اس نے ہمارے بارے میں پوری تفصیل ڈینی کو بتا دی ہے۔ ہمارے حلیئے اور نام بھی"..... صفدر نے عمران کے ساتھ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ - ویری بیڈ - پھر تو ہمیں اس انداز میں نہیں جانا چاہئے۔"..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ عمران نے کاؤنٹر پر جا کر اپنی روانگی کو کینسل کرایا اور پھر وہ سب خاموشی سے ایئر پورٹ سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دو ٹیکسیوں میں سوار ہو کر بونس ایرز کی سڑکوں پر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ عمران نے دونوں ٹیکسی ڈرائیوروں کو یار کا کلب کا پتہ

لبے قد اور نیلے لائن سوٹ میں ملبوس، اس کا انداز بتا رہا ہے کہ ہماری باتیں سننے کی کوشش کر رہا ہے اور یہ آدمی ہمارے ساتھ کیپ ٹاؤن سے یہاں پہنچا ہے اور سب سے اہم بات یہ کہ اس - ہاتھ روم میں جا کر کافی دیر لگائی ہے۔ اس کے کوٹ کی جیب - یقیناً ٹرانسمیٹر موجود ہے"..... کیپٹن شکیل نے آہستہ سے بار کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کون ہو سکتا ہے اور ہمارے بارے میں کسی کو معلوم"..... جو لیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ "عمران صاحب - کیپٹن شکیل کی ریڈنگ درست ہے۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ جب ہم ایئر پورٹ سے معلومات حاصل کر رہے تھے یہ آدمی وہاں کاؤنٹر پر موجود تھا اور ہم اس وقت اصل شکوک تھے"..... صفدر نے کہا۔

"ہونہہ - پھر تو اسے گھیرنا پڑے گا"..... عمران نے کہا۔ "گھیر کر کیا کرنا ہے۔ یہ بھی بتا دیں"..... صفدر نے کہا۔ "اس سے پوچھنا پڑے گا کہ یہ کس سے متعلق ہے"..... عمران نے کہا۔

"آؤ تنویر"..... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا تو تنویر ایک جھٹکے اٹھ کھڑا ہوا۔ "سنو - کوئی ہنگامہ نہیں کرنا ورنہ پولیس نے ہمیں آگے جانے دینا"..... عمران نے کہا۔



مردوں پر مشتمل گروپ یہاں کاؤنٹر پر موجود ہے۔ ان میں سے ایک صاحب کا کہنا ہے کہ آپ کو بتا دیا جائے کہ پاکیشیا سے علی عمران آیا ہے۔ ویسے وہ اکیڑیمین ہیں۔..... نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔  
 ”یس سر۔ یس سر۔ یس سر۔.....“ نوجوان نے یکھت بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے سے سنول سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”بب۔ بب۔ بب۔ باس خود آپ کے استقبال کے لئے آ رہے ہیں۔.....“ نوجوان نے ایسے لہجے میں کہا جیسے یہ بات اس کے نزدیک انھوں نے عجوبے کے طور پر پیش آرہی ہو۔ چند لمحوں بعد لفٹ کا دروازہ کھلا اور ایک دیوہیکل آدمی تیزی سے باہر آ گیا۔ اس کا چہرہ بڑا اور زخموں کے مندمل نشانات سے بھرا ہوا تھا۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ سر پر بال اس انداز کے تھے جیسے اس نے بالوں سے بھرا ہوا ٹوکروہ سر پر رکھا ہو۔ اس کے جسم پر براؤن رنگ کا سوٹ تھا۔ اس کے انداز میں بے پناہ پھرتی اور تیزی تھی۔

”کہاں ہے۔ کہاں ہے گریٹ عمران۔.....“ آنے والے نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

”تمہارے مقابلے میں وہ بے چارہ کیسے گریٹ ہو سکتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو آنے والا بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم گریٹ عمران تم۔ اوہ۔ اوہ۔.....“ اس

بتا دیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد دونوں ٹیکسیاں ایک دو منزلہ کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئیں۔ اس عمارت پر یار کا کا بورڈ موجود تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی نیچے اترے۔ صفد دونوں ٹیکسی ڈرائیوروں کو کرایہ اور ٹپ دی اور پھر وہ سب کی سربراہی میں کلب میں داخل ہو گئے۔ کلب میں زیر زمین دنیا افراد کی کثرت تھی۔ البتہ اکا دکا باچانی اور دیگر ممالک کے سیاح نظر آ رہے تھے۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک مرد اور لڑکیاں موجود تھیں۔ لڑکیاں ویٹرز کو سروس دینے میں مصروف تھیں جبکہ مرد اپنے سامنے فون رکھے سنول پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نظریں عمران اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں۔

”یار کا سے کہو کہ پاکیشیا سے علی عمران آیا ہے۔.....“ عمران کاؤنٹر پر موجود اس نوجوان سے کہا تو نوجوان بے اختیار چونک پڑا اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”پاکیشیا۔ وہ کہاں ہے۔.....“ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”برا عظم ایشیا کا ملک ہے۔ تمہارا باس یار کا اسے تم سے بہتر ہے۔.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو نوجوان سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر ریس کرنے شروع دینے۔

”کاؤنٹر سے ریمنڈ بول رہا ہوں باس۔ ایک عورت اور

واقعی اپنے بچ جانے پر بے حد مسرت ہو رہی ہو اور سب مسکرا دیئے  
تھوڑی دیر بعد وہ دوسری منزل پر ایک بہت بڑے آفس میں موجود  
تھے۔ یارکا واقعی عمران سے پروانہ وار پیش آ رہا تھا۔

”مسٹر یارکا۔ آخر عمران صاحب نے آپ کے ساتھ کیا کیا ہے کہ  
آپ اس حد تک ان سے ملاقات پر خوش ہو رہے ہیں جبکہ ہم عمران  
صاحب کے ساتھی ہیں لیکن ہماری ملاقات آپ سے پہلی بار ہو رہی  
ہے“..... صفدر سے نہ رہا گیا تو اس نے پوچھ ہی لیا۔

”یہ طویل کہانی ہے۔ بہر حال آج میں زندہ آپ کو نظر آ رہا ہوں  
اور جس حیثیت میں نظر آ رہا ہوں یہ صرف گریٹ عمران کی وجہ سے  
ہے ورنہ میری لاش کسی گٹر کے کیدوں نے کھالی ہوتی“۔ یارکا نے  
کہا تو صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے اس انداز میں سر ہلادئے جیسے  
وہ اب اصل بات سمجھ گئے ہوں۔

”یارکا اب کچھ باتیں سنجیدگی سے ہو جائیں“..... عمران نے  
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”پہلے آپ بتائیں کہ کیا پتہ پسند کریں گے اور کب یہاں آئے  
ہیں“..... یارکا نے کہا۔

”پینے پلانے کی بات چھوڑو۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے اور ہم  
شاید ایرپورٹ سے ہی جارہا چلے جاتے لیکن مجبوراً ہمیں شہر میں  
داخل ہونا پڑا ہے جبکہ ہم نے جلد از جلد جارہا ہوتا ہے“..... عمران  
نے کہا تو یارکا کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

دیوہیکل آدمی نے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس قدر تیزی سے عمر  
کی طرف بڑھا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس طرح پھیلائے ہو۔  
تھے جیسے ابھی وہ عمران کو اپنے دونوں بازوؤں میں جکڑ کر ہوا میں  
جائے گا۔

”ارے۔ ارے۔ میں سنگل پسلی آدمی ہوں۔ پردیس میں ما  
جاؤں گا“..... عمران نے خوفزدہ سے انداز میں پیچھے ہٹنے کی کوشش  
کرتے ہوئے کہا لیکن آنے والا آدمی کسی بھوکے عقاب کی طرح امر  
پر چھپٹ پڑا اور دوسرے لمحے عمران اس کے بازوؤں میں جکڑا ہوا امر  
کے سینے سے لگا ہوا تھا۔

”گریٹ عمران۔ گریٹ عمران۔ کاش یہ لمحات امر ہو جائیں،  
یارکا نے بچوں جیسے انداز میں پیچ پیچ کر کہنا شروع کیا۔

”ارے۔ ارے۔ ہال میں یہاں خواتین بھی ہیں“..... عمران  
نے بھنجے بھنجے لہجے میں کہا تو یارکا نے اسے چھوڑ دیا۔

”آئی ایم سوری۔ گریٹ عمران سے اس طرح اچانک ملاقات  
میرے لئے اس قدر مسرت آمیز تھی کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔  
آئیے میرے ساتھ۔ پلیز“..... یارکا نے مڑ کر جولیا اور دوسرے  
ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر  
تیزی سے مڑ کر لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

”آج واقعی بال بال بچا ہوں ورنہ گریٹ عمران آج گریٹ لاش  
میں تبدیل ہو چکا تھا“..... عمران نے ایسے انداز میں کہا جیسے اسے

ہیلی کا پٹر کرائے پر دیتی ہیں..... یارکانے کہا۔

”تو پھر تم ایسا کرو کہ ایک ہیلی کا پٹر کا فوری بندوبست کرو۔ یہ

ہیلی کا پٹر ہمیں جارحیہ کے قریب کسی چھوٹے جہیز پر ڈراپ کرے

گا۔ وہاں سے ہم لانچ کے ذریعے جارحیہ پہنچ جائیں گے۔ اس طرح ہم

جلد از جلد وہاں پہنچ سکتے ہیں ورنہ بحری جہاز کے ذریعے کافی وقت بھی

لگ سکتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”آپ کو ہیلی کا پٹر براہ راست جارحیہ بھی ڈراپ کر سکتا ہے۔“

یارکانے کہا۔

”لیکن وہ مارک بھی تو ہو سکتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”ایک منٹ۔ مجھے اب خیال آ رہا ہے۔ وہاں ایک سینڈ کیٹ کی

پنی ہیلی کا پٹر سروس ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں“..... یارکانے کہا

ور سیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے

ور آخر میں اس نے خود ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”ڈیڈ بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز

سنائی دی۔

”یارکا بول رہا ہوں ڈیڈ۔ کیا تمہارے ہیلی کا پٹر جارحیہ جاتے

رہتے ہیں“..... یارکانے کہا۔

”ہاں۔ کیوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میرے پانچ مہمانوں نے جارحیہ اس انداز میں پہنچنا ہے کہ

وہاں کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ کیا تم انہیں ہیلی کا پٹر پر لے جا سکتے

”حکم دیں پرنس اور بس۔ حکم کی تعمیل ہوگی“..... یارکانے  
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جارحیہ میں کرائس کی ایک سرکاری ایجنسی وائٹ شیڈو کی ایک

ایجنٹ میڈم ڈینی رہتی ہے جس نے وہاں اپنا علیحدہ نام بلیک ہارن

رکھا ہوا ہے۔ اس کے پاس ہمارے بارے میں تفصیل پہنچ چکی تم

اور فلائٹ کے بارے میں بھی لیکن اب چونکہ ہم وہاں اس فلائٹ

نہیں پہنچیں گے اس لئے لامحالہ اب وہ جارحیہ میں داخل ہونے کے

بحری اور فضائی دونوں راستوں پر لازماً پوری نظر رکھے گی اور

جارحیہ میں اس انداز میں داخل ہونا چاہتے ہیں کہ اس کے آدمیوں کو

کوشش کے باوجود ہمارے وہاں داخلے کا علم نہ ہو سکے۔ کیا تم ایہ

بندوبست کر سکتے ہو“۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں نہیں۔ جارحیہ جہیز ہے اور وہاں ایسے سپاٹ موبو

ہیں جن کے بارے میں کم ہی لوگ جانتے ہیں۔ یہاں سے آپ کو

بحری جہاز پر اور جارحیہ کے قریب لانچ کے ذریعے ان سپاٹس پر پہنچا د

جائے گا۔ اس کے بعد آگے بھی اگر آپ چاہیں تو آپ کی بھرپور مدد ک

جا سکتی ہے“..... یارکانے کہا۔

”یہاں سے جارحیہ کے لئے ہیلی کا پٹر سروس ہے یا نہیں“۔ عمران

نے کہا۔

”نہیں جناب۔ ہیلی کا پٹر سروس تو نہیں ہے البتہ اگر آپ چاہیں

تو ہیلی کا پٹر کا بندوبست کیا جا سکتا ہے۔ یہاں ایسی کمپنیاں ہیں؟

ہو..... یارکانے کہا۔

"کب جانا ہے انہوں نے"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو یا  
نے عمران کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔  
"ابھی"..... عمران نے کہا۔

"ابھی۔ اور یہ سن لو کہ یہ میرے مہمان ہیں۔ انہیں بہر حال  
صورت میں محفوظ انداز میں پہنچانا ہے"..... یارکانے کہا۔  
"تم سے تو انکار نہیں کیا جاسکتا یارکا۔ تم اپنے مہمانوں کو گر  
ہاؤس پہنچا دو۔ تمہارے مہمانوں کے پہنچنے سے پہلے وہاں ہیلی کاپر  
تیار کھڑا ہو گا۔ پائلٹ ہمزی ہے اسے بتا دیا جائے گا۔ تمہارے  
مہمان تمہارا نام لیں گے اور بس"..... ڈیڈ نے کہا۔

"میں خود ساتھ ہوں گا۔ وہ میرے معزز مہمان ہیں"..... یارکا  
نے کہا۔  
"اوہ۔ پھر تو مجھے بھی وہاں خود پہنچنا ہو گا"..... دوسری طرف سے  
کہا گیا۔

"اس کی ضرورت نہیں۔ ہم پہنچ رہے ہیں"..... یارکانے  
سکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"بے حد شکریہ یارکا۔ اب یہ بتا دو کہ جارحیہ میں کوئی ایسا  
گروپ جو ڈینی وغیرہ سے ہٹ کر کام کرتا ہو کہ وہاں ہمیں رہائش گاہ،  
کاریں اور اسلحہ وغیرہ مل سکے"..... عمران نے کہا تو یارکانے اثبات  
میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر نمبر پر سر کرنے

شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر  
دیا۔

"روجر بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز  
سنائی دی۔

"یارکا بول رہا ہوں۔ بونس ایرز سے"..... یارکانے کہا۔  
"اوہ تم۔ حکم کرو یارکا۔ کیسے فون کیا ہے"..... روجر نے  
قدے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
"جارحیہ میں بلیک ہارٹ کی ڈینی سے تمہارا کوئی تعلق ہے۔"  
یارکانے پوچھا۔

"نہیں۔ کیوں"..... روجر نے کہا۔  
"میرے محسن پانچ افراد کا گروپ وہاں ڈینی کے خلاف کام کرنے  
پہنچ رہا ہے۔ تم نے انہیں رہائش گاہ، کاریں اور اسلحہ وغیرہ سپلائی  
کرنا ہے۔ کیا ایسا کر لو گے۔ معاوضہ تمہیں مل جائے گا"..... یارکا  
نے کہا۔

"معاوضے کی بات چھوڑو یارکا۔ تم نے لفظ محسن کہہ دیا ہے بس  
یہی کافی ہے"..... روجر نے کہا۔

"بہر حال ٹھیک ہے۔ وہ تم سے مل لیں گے اور میرا حوالہ دے،  
دیں گے"..... یارکانے کہا۔

"ٹھیک ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو یارکانے اوکے  
کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”جارجیا میں گریٹ گیم کلب کا ملک روجر ہے۔ خاصی مس پارٹی ہے۔ آپ اس سے میرے حوالے سے مل سکتے ہیں“..... نے کہا۔

”اوکے۔ اب ہمیں میک اپ کا سامان اور نئے لباس چاہئیں“..... عمران نے کہا۔

”ابھی سب بندوبست ہو جاتا ہے“..... یارکانے کہا اور ابا بار پھر رسیور اٹھا لیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد عمران اپنے ساتھی سمیت نئے میک اپ اور نئے کاغذات کے ساتھ ایک بڑے سے کاپٹر میں سوار جارجیا کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھی ہوئی ڈینی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ ڈینی بول رہی ہوں“..... ڈینی نے تیز لہجے میں کہا۔

”ڈریک بول رہا ہوں ڈینی“..... دوسری طرف سے ڈریک کی

وازشنائی دی تو ڈینی بے اختیار چونک پڑی۔

”اوہ تم۔ کب آئے ہو“..... ڈینی نے کہا۔

”ابھی آدھا گھنٹہ پہلے پہنچا ہوں۔ تم بتاؤ کہ عمران اور اس کے

ساتھیوں کا کیا ہوا“..... ڈریک نے کہا۔

”وہ بونس ایرز میں میرے آدھی کو بے ہوش کر کے غائب ہو گئے

ہیں اور جس فلائٹ میں انہوں نے آنا تھا اس پر وہ نہیں آئے۔ اب

ہاں میرے آدمی ہر اس جگہ کی نگرانی کر رہے ہیں جہاں سے وہ

جارجیا میں داخل ہو سکتے ہیں اور جیسے ہی وہ یہاں پہنچے میں ان پر

”عمران صاحب۔ وہاں آپ نے کام کے لئے کیا پلاننگ ہے“..... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں فوری طور پر اس ڈینی کا بندوبست کرنا پڑے گا تاکہ ہمارے خلاف وہاں ہونے والی کارروائی ختم ہو سکے اس لئے ہم پہلے روجر سے مل کر رہائش گاہ، اسلحہ اور کاریں حاصل کریں گے اور اس کے بعد ڈینی کا بندوبست ہو گا اور پھر لیبارٹری کے بارے میں پلاننگ کریں گے“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”انسنس۔ وہ سمجھ رہا ہے کہ ڈینی یہاں ڈر کر بیٹھی ہوئی ہے۔“ ڈینی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کچھ دیر بعد ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈینی نے رسیور اٹھالیا۔

”یس۔ ڈینی بول رہی ہوں۔“ ڈینی نے کہا۔  
 ”سامن بول رہا ہوں میڈم۔ بونس ایرز سے۔“ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔  
 ”اوہ یس۔ کیا رپورٹ ہے۔“ ڈینی نے چونک کر کہا۔

”میں نے ان کا سراغ لگایا ہے میڈم۔ یہ گروپ ایر پورٹ سے نکل کر سیدھا یارکا کلب پہنچا اور یارکا ان کا انتہائی پرانا دوست نکلا۔ اس نے خود کلب کے ہال میں آکر نہ صرف ان کا استقبال کیا بلکہ ان سے اس طرح ملا جیسے پرانے پنکھڑے ہوئے ملتے ہیں۔ پھر وہ سب کافی دیر تک اس کے آفس میں رہے۔ اس کے بعد یارکا نے یہاں جارجیا میں گریٹ گیم کلب کے مالک روجر کو کال کر کے کہا کہ اس کے مہمان اس کے پاس پہنچ رہے ہیں۔ وہ ان کے لئے رہائش گاہ، کاریں اور اسلحے کا انتظام کرے تو روجر نے حامی بھری۔ حوالے کے لئے یارکا کا نام استعمال کیا جائے گا۔ اس کے بعد یارکا نے ایک سینڈکیٹ جے ریڈ فلیگ سینڈکیٹ کہا جاتا ہے اور جو اسلحے کی اسمگلنگ میں ملوث ہے اور جس کے اڈے یہاں جارجیا میں موجود ہیں، کے چیف ڈیڑے سے رابطہ کیا۔ اس سینڈکیٹ کے ہیلی کاپٹر بونس ایرز سے جارجیا آتے جاتے رہتے ہیں۔ یارکا نے ڈیڑے سے کہا کہ وہ اس کے ہمانوں کو

قیامت بن کر ٹوٹ پڑوں گی۔“ ڈینی نے کہا۔

”جارجیا جزیرہ ہے ڈینی۔ اس لئے تم کس کس جگہ کی نگرانی گی۔ دوسری بات یہ کہ عمران نے تمہارے آدمی سے تمہارے بار میں تمام معلومات حاصل کر لی ہوں گی اس لئے اب وہ پوری طرح تیار ہو کر یہاں آئے گا اس لئے تم ایسا کرو کہ اپنا کلب چھوڑ کر گراؤنڈ ہو جاؤ۔ میں اپنے سیکشن سمیت یہاں پہنچ گیا ہوں۔ میں انہیں خود ٹریس کر کے ختم کر دوں گا۔“ ڈریک نے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے ڈریک کہ میں ان کے خوف سے چچاؤں یہاں جارجیا میں میرا سیٹ اپ ایسا ہے کہ یہاں اڑنے، مکھی بھی میری نظروں سے نہیں بچ سکتی۔ تم بے فکر رہو۔ وہ چا مکھی بن کر یہاں پہنچیں بہر حال مجھ تک اطلاع پہنچ جائے گی اور میں انہیں دوسرا سانس نہ لینے دوں گی اور چونکہ چیف نے تم یہاں بھیجا ہے اس لئے تم صرف لیبارٹری تک ہی محدود رہو۔“ نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوکے ٹھیک ہے۔ تم بہر حال یہاں کی مستقل انچارج ہو لئے تمہاری بات مانتا ہی پڑے گی لیکن پھر بھی تم نے پوری محتاط رہنا ہے۔“ ڈریک نے کہا۔

”میں محتاط ہوں۔ تم بے فکر رہو۔“ ڈینی نے کہا تو دوسری طرف سے گڈ بائی کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا تو ڈینی نے منہ بہ ہوئے رسیور رکھ دیا۔

ہائش گاہ، کاریں اور اسلحہ مہیا کرنا ہے۔ تم فوری طور پر روجر کے لب پہنچ جاؤ پھر جیسے ہی یہ لوگ وہاں پہنچیں انہیں گولیوں سے اڑا دو..... ڈینی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آپ کو رپورٹ دوں گا۔ یہ کام تو اتہائی آسانی سے ہو جائے گا..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہ اصل چہروں کی بجائے یقیناً میک اپ میں ہوں گے اور یہ می ہو سکتا ہے کہ وہ سب اکٹھے روجر سے نہ ملیں۔ بس حوالہ یار کا کا یا جائے گا اور تم نے بھی اس حوالے پر ہی کام کرنا ہے اور دوسری ات بھی سن لو کہ جب تک یہ سب اکٹھے ٹارگٹ میں نہ آئیں تم نے ان پر ہاتھ نہیں ڈالنا..... ڈینی نے کہا۔

”یس مادم۔ میں سمجھ گیا ہوں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا۔ میں اب سپیشل نمبر پر ملوں گا..... ڈینی نے کہا۔

”یس مادم..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈینی نے کریڈل دبا یا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”اسٹون بول رہا ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ واژ سنائی دی۔

”ڈینی بول رہی ہوں..... ڈینی نے کہا۔

”یس میڈم۔ حکم..... دوسری طرف سے اتہائی مودبانہ لہجے

اپنے ہیلی کاپٹر میں جار جیا پہنچا دے اور اس نے حامی بھر لی۔“ دوسری طرف سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا۔

”اوہ اچھا۔ میں جانتی ہوں ریڈ فلگ سینڈیکیٹ کو۔ یہ ا وہاں سے روانہ ہو رہے ہیں..... ڈینی نے کہا۔

”وہ وہاں سے روانہ بھی ہو چکے ہیں میڈم..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ۔ کب۔ کتنی دیر ہوئی ہے..... ڈینی نے چونک کر پوچھا۔

”چار گھنٹے پہلے کی بات ہے اور میں نے معلوم کر لیا ہے ہیلی چار گھنٹے ہی لیتا ہے بونس ایرز سے جار جیا پہنچنے میں..... سامن جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میں خود ہی ان کا بندوبست کر لوں گی۔“

نے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ماسٹر بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے مردانہ آواز دی۔

”ڈینی بول رہی ہوں ماسٹر..... ڈینی نے کہا۔

”اوہ۔ یس مادم۔ حکم..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہمارے مطلوبہ افراد ریڈ فلگ سینڈیکیٹ کے ہیلی کاپٹر بونس ایرز سے جار جیا پہنچ چکے ہیں یا پہنچنے والے ہیں اور پھر انہوں نے گرینٹ گیم کلب کے مالک روجر سے ملنا ہے اور روجر نے ا

میں کہا گیا۔

"میں اب کلب کی بجائے سپیشل آفس میں رہوں گی اس  
اب تم نے مجھ سے رابطہ سپیشل نمبروں پر کرنا ہے"..... ڈینی  
کہا۔

"اوکے مادام"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور دوسری بات سنو۔ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ  
تلاش میں یہاں کلب میں آئیں۔ انہیں کسی صورت یہ معلوم  
ہونا چاہئے کہ میں سپیشل آفس میں ہوں"..... ڈینی نے کہا۔  
"یس مادام۔ لیکن ان کے ساتھ سلوک کیسا کرنا ہے"۔  
نے کہا۔

"تم نے کچھ نہیں کرنا۔ میں کلب میں کسی قسم کی گلوبڈ  
چاہتی۔ جو کچھ ہو گا باہر ہو جائے گا"..... ڈینی نے کہا۔

"یس مادام"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈینی نے  
رکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تا  
نمایاں تھے کیونکہ اسے یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی  
کلب تک پہنچنے سے پہلے ہی ماسٹر کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے  
پھر بھی حفظ ماتقدم کے طور پر وہ خود سامنے نہیں آنا چاہتی تھی۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت جارحیہ کے ایک ہوٹل میں موجود  
تھا۔ ہیلی کاپٹر نے انہیں شہر کے قریب ہی ساحل پر ڈراپ کر دیا تھا  
اور وہ وہاں سے پیدل چل کر شہر میں داخل ہوئے تھے اور پھر یہی  
ہوٹل انہیں سب سے پہلے نظر آیا تو عمران بجائے آگے بڑھنے کے اس  
ہوٹل کی طرف بڑھ گیا اور اب وہ ہوٹل کے ہال میں بیٹھے کھانا  
کھانے میں مصروف تھے۔

"میں سمجھا تھا کہ آپ پہلے روبر کے پاس جائیں گے"..... صفدر  
نے کہا۔

"ہاں سب کو جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں سے فون کر  
کے بھی کام کرایا جاسکتا ہے"..... عمران نے کہا۔

"تم ضرورت سے زیادہ ہی محتاط نظر آ رہے ہو"..... جولیانے  
کہا۔



زوج کر دیئے۔

”روجر بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز نائی دی۔

”مائیکل بول رہا ہوں یار کا کا مہمان“..... عمران نے کہا۔  
 ”اوہ۔ آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں“..... دوسری طرف سے  
 ناک کر کہا گیا۔

”جارجیا سے ہی بات کر رہا ہوں۔ کیوں“..... عمران نے اس  
 لہجے پر قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہاں ڈینی کے خاص آدمی ماسٹر کا گروپ موجود ہے۔ ان کا انداز  
 اہا ہے کہ انہیں کسی کی آمد کا انتظار ہے اور یار کا نے بھی چونکہ  
 بنی کی بات کی تھی اس لئے میرا خیال ہے کہ شاید انہیں آپ کا ہی  
 ظاہر ہے۔ آپ نے اچھا کیا کہ خود آنے کی بجائے فون کر لیا۔ آپ  
 ان نہ آئیں کیونکہ وہ ماسٹر اور اس کا گروپ بے حد خطرناک ہے  
 رہیں نہیں چاہتا کہ وہ یہاں گیم کلب میں کوئی گزربز کریں۔ میں  
 نے آپ کا کام پہلے ہی کر دیا ہے۔ جارجیا میں ایک رہائشی کالونی ہے  
 بے لگ کالونی کہا جاتا ہے۔ مشہور کالونی ہے۔ اس کی کوٹھی نمبر  
 ۱۸ ہنڈرڈ الیون پر آپ پہنچ جائیں۔ وہاں دو کاریں اور اسلحہ موجود

ہے۔ وہاں میرا آدمی کارل موجود ہے۔ میں اسے آپ کا نام بتا دیتا  
 ہوں وہ آپ سے ہر ممکن تعاون کرے گا۔ آپ کو اگر مزید کچھ  
 رازت ہو تو آپ فون پر مجھ سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ کارل انتہائی

”ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ ڈینی باقاعدہ تربیت یافتہ ایجنٹ  
 اس لئے ہمیں ہر لحاظ سے چوکنا رہنا ہو گا۔ تم نے دیکھا نہیں  
 ہمارے بارے میں اسے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا حالانکہ اسے  
 ہونے کا کوئی امکان ہی نہ تھا“..... عمران نے جواب دیا۔  
 کھانے کے بعد وہ اب چائے پینے میں مصروف تھے۔  
 ”تو پھر پہلے اس ڈینی تک چلو۔ پہلے اس سے دو دو ہاتھ آ  
 ہیں“..... تنویر نے کہا۔

”پہلے رہائش گاہ۔ اسلحہ اور کاریں لے لیں۔ پھر یہ کام  
 جائے گا“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے  
 طرف موجود ویٹر کو اشارہ کیا۔

”یس سر“..... ویٹر نے قریب آکر کہا۔  
 ”فون پیس یہاں لے آؤ“..... عمران نے کہا۔  
 ”یس سر“..... ویٹر نے کہا اور پھر اس نے کوٹ کی جیب  
 فون پیس نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا اور خود واپس  
 عمران نے فون پیس آن کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کر دیئے  
 ”انکوآری پلزز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آوا  
 دی۔

”گرمیٹ گیم کلب کے روجر کا نمبر چاہئے“..... عمران نے  
 دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے فون آف کر دیا  
 دوبارہ آن کیا اور پھر انکوآری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پر

بالاعتماد آدمی ہے"..... روجر نے کہا۔

"ہماری طرف سے مایوس ہو کر یہ ماسٹر کہیں تم پر نہ؟  
دوڑے"..... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں اس سے نمٹ  
ہوں۔ میں صرف اپنے کلب کی وجہ سے چاہتا ہوں کہ یہاں کوئی  
نہ ہو۔ باقی آپ بے فکر رہیں"..... روجر نے کہا۔

"اس ماسٹر کا حلیہ کیا ہے"..... عمران نے کہا۔

"آپ کیوں پوچھنا چاہتے ہیں"..... روجر نے چونک کر پوچھا  
"اس لئے کہ ہم نے یہاں کام کرنا ہے اور ماسٹر سے کہیں  
نکراؤ ہو سکتا ہے۔ اس طرح ہم محتاط رہیں گے"..... عمران نے  
"اوہ اچھا۔ ویسے ماسٹر کلب کا وہ مالک ہے اور جنرل میجر؟  
ماسٹر کلب جارجیا کا سب سے بدنام کلب ہے۔ حلیہ اور قد و قامت  
میں بتا دیتا ہوں"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ  
حلیہ اور قد و قامت کی تفصیل بتا دی گئی۔

"اوکے۔ شکریہ"..... عمران نے کہا اور فون آف کر کے  
نے ایک طرف رکھ دیا۔

"کیا ہوا ہے"..... جولیا نے چونک کر پوچھا کیونکہ وہ  
طرف سے آنے والی آواز نہ سن سکتے تھے اور عمران نے انہیں  
بتا دی۔

"تمہارا خدشہ درست ثابت ہوا ہے"..... جولیا نے

مانس لیتے ہوئے کہا۔

"اب یہاں سے ہم نے سیدھے رہائش گاہ پر پہنچنا ہے اور پھر وہاں  
سے سیدھے ماسٹر کلب پہنچیں گے کیونکہ ماسٹر کا خاتمہ ڈینی سے بھی  
بہ ضروری ہے"..... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ ماسٹر تو وہاں موجود نہیں ہوگا۔ وہ تو گرینٹ گیم کلب  
میں ہمارا انتظار کر رہا ہوگا"..... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ ماسٹر جیسے لوگ خود ایسے کاموں میں ملوث نہیں ہوا  
رتے۔ ویسے بھی اس روجر نے کہا ہے کہ ماسٹر گروپ وہاں موجود  
ہے۔ ماسٹر خود نہیں ہے"..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں  
سر ہلا دیئے۔ عمران نے ویٹر کو بلا کر اسے نہ صرف بل کی رقم دی بلکہ  
خاصی بڑی ٹپ بھی دے دی اور پھر وہ ٹیکسیوں میں سوار ہو کر کنگ  
بالونی پہنچ گئے۔ البتہ عمران نے کالونی کے آغاز میں ہی ٹیکسیوں کو  
بارغ کر دیا اور پھر وہ پیدل چلتے ہوئے اپنی مطلوبہ کو بھی تک پہنچ گئے  
بہاں ایک مقامی نوجوان موجود تھا۔ اس نے ان سے مکمل تعاون  
کیا۔

"یہاں جارجیا کا نقشہ تو ہو گا کارل"..... عمران نے کوٹھی کا  
راؤنڈ لگانے کے بعد نوجوان سے کہا۔

"یس سر"..... کارل نے جواب دیا۔

"لے آؤ"..... عمران نے کہا تو کارل سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔  
تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک تہہ شدہ نقشہ

جولیا اور عقبی سیٹ پر صفدر موجود تھا جبکہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر اور سائیڈ سیٹ پر کیپٹن شکیل موجود تھا۔ عمران چونکہ نقشے پر راستوں کو چیک کر چکا تھا اس لئے وہ اطمینان سے کار چلاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک منزلہ عمارت کے کپاؤنڈ گیٹ میں مڑ گئے۔ یہ ماسٹر کلب تھا۔ وہاں آنے جانے والے واقعی زیر زمین دنیا کے افراد دکھائی دے رہے تھے۔ دونوں کاریں پارکنگ میں جا کر روک دی گئیں اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔

"صرف میں تنویر اور جولیا ماسٹر کے پاس جائیں گے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں ہال میں بیٹھیں گے"..... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ وجہ"..... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"ہم نے اس ماسٹر سے پوچھ گچھ کرنی ہے اور ہمیں بہر حال کورنگ کی ضرورت پڑے گی۔ اس کا گروپ کسی بھی وقت واپس آ سکتا ہے"..... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ہال میں داخل ہوئے تو صفدر اور کیپٹن شکیل ایک طرف کونے میں موجود خالی میز کی طرف بڑھ گئے جبکہ عمران، جولیا اور تنویر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

"یس سر"..... کاؤنٹر پر موجود ایک غنڈہ بنا نوجوان نے عمران کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر سے کہو کہ ایکریمیا سے رافٹ سینڈیکیٹ کا پلومر آیا ہے۔ ایک بڑا کام ہے ہمارے پاس"..... عمران نے کہا۔

موجود تھا۔ عمران نے نقشہ کھول کر میز پر بچھا دیا۔

"یہ کنگ کالونی کہاں ہے جہاں ہم موجود ہیں"..... عمران نے کہا تو کارل نے ایک جگہ انگلی رکھ دی۔ عمران نے جیب سے ہار پوائنٹ نکالا اور اس جگہ پر دائرہ ڈال دیا۔

"اب بتاؤ کہ ماسٹر کلب کہاں ہے"..... عمران نے کہا تو کارل نے اس کی بھی نشاندہی کر دی۔ عمران نے وہاں بھی دائرہ لگا دیا۔

"اور بلیک ہارٹ کلب"..... عمران نے کہا تو کارل نے اس کی بھی نشاندہی کر دی تو عمران نے وہاں بھی دائرہ لگا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ اور ہمارے لئے کافی بنا کر لاؤ"..... عمران نے کہا تو کارل سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ عمران نے کنگ کالونی سے ماسٹر کلب اور پھر ماسٹر کلب سے بلیک ہارٹ کلب کے راستوں کو غور سے چیک کیا اور پھر نقشہ تہہ کر کے رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ ضروری تو نہیں کہ صرف ڈینی ہی یہاں موجود ہو۔ وہ ڈریک بھی تو ہو سکتا ہے جس نے پہلے اس ڈاکٹر دلموٹ کے ذریعے ہمیں ڈاج دیا تھا"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر دلموٹ سے معلوم ہو سکے گا یا؟ اس ڈینی سے"..... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں ہنسا دیا۔ کافی پینے کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں نے ضرور اسلحہ جیبوں میں ڈالا اور پھر وہ دو کاروں میں سوار ہو کر وہاں سے نکل پڑے۔ پہلی کار میں عمران ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر

نے والا واپس مڑ گیا۔

"آپ کے پاس اسلحہ ہو تو مجھے دے دیں۔ واپسی میں مل جائے..... ایک دربان نے کہا۔"

"ہم یہاں بزنس کے لئے آئے ہیں۔ سمجھے تم؟..... عمران نے رے سرد لہجے میں کہا۔"

"اوکے۔ جانیے"..... اس دربان نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو

نمران نے آگے بڑھ کر بند دروازے کو دھکیلا اور اندر داخل ہو گیا۔

اس کے پیچھے جولیا اور پھر تنویر اندر داخل ہوا۔ یہ خاصا بڑا کمرہ تھا جسے

مدید اور خوبصورت آفس فرنیچر سے سجایا گیا تھا۔ دروازے کی

ماشت بتا رہی تھی کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ عمران نے آگے بڑھتے

وئے مڑ کر تنویر کو آنکھ سے مخصوص اشارہ کیا تو تنویر نے بھاری

دروازہ بند کر کے چٹختی لگا دی۔ سلمنے میز کے پیچھے ایک بھاری جسم

در درمیانے قد کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر پر بال نام کی کوئی چیز

نہ تھی بالکل انڈے کے پھلکے کی طرح صاف و شفاف سر تھا جبکہ اس

کی موٹھیں خاصی بڑی اور سائیڈوں میں تیر کی طرح سیدھی کھڑی نظر

آ رہی تھیں۔ چہرے پر زخموں کے کئی مندمل نشانات تھے۔ چہرے

سے وہ کوئی بڑا بد معاش اور غنڈہ نظر آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سختی

اور سفاکی کے تاثرات جیسے جمند سے نظر آ رہے تھے۔ آنکھوں میں

سانپ کی آنکھوں جیسی چمک اور تیزی تھی۔ اس کی نظریں عمران

اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ اسے شاید یہ معلوم ہی نہ ہوا

"اوہ اچھا"..... نوجوان نے کہا اور سلمنے پڑے ہوئے رسیور اٹھایا اور اس نے تیزی سے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پر

دیکھے۔ "کاؤنٹر سے ٹونی بول رہا ہوں باس۔ ایک عورت اور دو

مرد کاؤنٹر پر موجود ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا ہے کہ آپ

دیا جائے کہ ایکریما کے رافٹ سینڈیکٹ کا پلو مریا ہے اور ا

پاس آپ کے لئے کوئی بڑا کام ہے"..... نوجوان نے بڑے

لہجے میں کہا۔ "لیس سر"..... دوسری طرف سے بات سن کر اس نوجوا

ر رسیور رکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک سائیڈ پر کھڑے آد

بلا یا۔ "انہیں باس کے آفس پہنچا دو"..... کاؤنٹر مین نے اس آد

کہا۔ "آئیے سر"..... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ

ہاتھ پر مڑ گیا۔ عمران، جولیا اور تنویر تینوں اس کے پیچھے چل پڑ

بائیں ہاتھ پر ایک راہداری تھی جس کے آخر میں ایک دروازے

سلمنے دو مسلح دربان موجود تھے۔

"انہیں باس نے بلایا ہے"..... انہیں لے آنے والے نے

افراد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے"..... ان میں سے ایک آدمی نے کہا اور انہیں

سے بے اختیار چنچ نکلی اور اس کے ہاتھ میں موجود مشین پشٹل اڑتا ہوا پیچھے دیوار سے ٹکرا کر نیچے جا گرا جبکہ ماسٹر لاشعوری طور پر اس طرح ہاتھ جھٹک رہا تھا جیسے اس کے ہاتھ سے کوئی چیز چٹ گئی ہو اور وہ اسے جھٹکے دے کر علیحدہ کرنا چاہتا ہو۔

”اب اگر تمہارے اس مونے دماغ پر پڑی ہوئی گرد جھڑ گئی ہو تو میری بات اطمینان سے سن لو“..... عمران نے اسی طرح نرم لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پشٹل موجود تھا جس سے اس نے فائرنگ کی تھی۔

”تم۔ تم نے۔ یہ۔ یہ۔“..... ماسٹر کی حالت یکثت بدل گئی تھی اور اس کے چہرے پر ہلکے سے خوف کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید اس کے ذہن میں یہ بات کسی طرح فٹ نہ ہو رہی تھی کہ عمران نے اس قدر تیزی سے جیب سے مشین پشٹل نکال بھی لیا اور اس کا نشانہ اس قدر درست بھی ہو سکتا ہے کہ گولیاں صرف اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پشٹل پر پڑیں اور اس کا ہاتھ زخمی ہی نہ ہوا ہو۔ وہ اسے لاشعوری طور پر اس لئے جھٹکنے پر مجبور ہوا تھا کہ اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پشٹل جھٹکا کھا کر اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا اور ظاہر ہے اسے یہی محسوس ہو رہا ہو گا کہ اس کے ہاتھ کی انگلیوں کے سارے جوڑ ٹوٹ گئے ہیں۔

”اب تفصیل سے بات ہوگی۔ ہم وہی ہیں جن کے خلاف تم نے گریٹ گیم کلب میں اپنا گروپ تعینات کیا ہوا ہے۔ میرا مطلب ہے

تھا کہ تنویر نے باقاعدہ چٹخنی لگا دی ہے کیونکہ تنویر اور ادرمیان عمران اور جولی تھے۔

”میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں“..... عمران میز کے قریب جا کر بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔

”یہ لڑکی تو بڑی جاندار اور تروتازہ ہے۔ کیا یہ بھی ایک ہے“..... ماسٹر نے خالص اوباشانہ لہجے میں کہا تو جولیہ کے چہرے یکثت ناگواری کے تاثرات تک ابھر آئے جبکہ تنویر کا چہرہ یکثت ہلکا تھا۔

”یہ لڑکی اس لئے تروتازہ نظر آرہی ہے کہ یہ اپنی طرف ٹیڑھ سے دیکھنے والوں کی آنکھیں نکال لیتی ہے اس لئے ہوش میں رہنا بات کرو ورنہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہاری یہ شیطانی آنکھیں بے کر دی جائیں“..... عمران نے کہا۔ اس کے الفاظ بے حد سخت لیکن اس کا لہجہ اس قدر نرم تھا جیسے یہ بڑے ہی دوستانہ موڈ میں بات کر رہا ہو۔

”تم۔ تم مجھے۔ ماسٹر کو اس کے آفس میں دھمکیاں دے رہو۔ تمہاری یہ جرات۔ اب یہ لڑکی میری کنیز بن کر رہے گی اور دونوں کی لاشیں گڑ میں تیرتی نظر آئیں گی“..... ماسٹر نے یکثت غصے سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اس کو اٹھا لیکن دوسرے لمحے تھڑا ہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ماسٹر کے

حالت میں پڑا ہوا تھا حالانکہ وہ جسمانی طور پر خاصا مضبوط اور چہرے ہرے سے اچھا لڑکا نظر آ رہا تھا لیکن اس وقت اس کی حالت اس طرح دگرگوں نظر آرہی تھی جیسے وہ کبھی لڑائی بھڑائی کے قریب ہی نہ گیا ہو۔

”اسے اٹھا کر بٹھا دو اور اس کا کوٹ اس کی پشت پر نیچے کر دو“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر اسے دوسرے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے سیدھا بٹھا دیا جبکہ تنویر نے صوفے کے عقب میں جا کر اس کا کوٹ اس کی پشت پر کافی نیچے کر دیا۔

”اب اسے ٹھیک بھی کر دو“..... عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ تنویر نے اس کی گردن کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اس کے اعصاب کو جامد کر دیا ہے۔ تنویر نے ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا اس کے کاندھے پر رکھ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو ماسٹر اس طرح تڑپا جیسے اس کے جسم میں لاکھوں ویلیج کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن تنویر نے اس کے دونوں کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے اٹھنے نہ دیا۔

”تم۔ تم۔ تم یہ کیا کر دیتے ہو۔ تم نے یہ کیا کر دیا ہے“..... ماسٹر کے منہ سے رک رک کر الفاظ نکلنے لگے۔

”سنو ماسٹر۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو بتاؤ کہ تمہارا کون سا آدمی فیلڈ میں انچارج ہے“..... عمران نے کہا۔

پاکیشیائی ایجنٹ ”..... عمران نے کہا تو اس بار ماسٹر بے اذہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

”تم۔ تم۔ تم۔ پاکیشیائی ایجنٹ۔ مم۔ مگر“..... ماسٹر نے اہتر حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے تڑتاہٹ کی آواز ایک پھر ابھری اور ماسٹر چیختا ہوا اچھل کر ایک دھماکے سے دوبارہ کمرے گرا اور پھر گھوم کر پہلے پہلو کے بل میز سے ٹکرایا اور پھر لہراتا ہوا قالین پر جا گرا۔

”تنویر۔ اسے اٹھا کر یہاں بٹھاؤ“..... عمران نے کہا تو تنویر کی سی تیزی سے اٹھ کر میز کی سائیڈ کی طرف دوڑ پڑا۔ اسی لمحے ما۔ اٹھ کر کھڑا ہونے کی کوشش کر رہا تھا کہ تنویر نے اسے گردن سے پکڑا اور اسے انتہائی بے دردی سے گھسیٹتا ہوا میز کی سائیڈ سے ٹکا کر سامنے کے رخ پر لایا اور دوسرے لمحے اس نے اسے اسی طرح گردن سے پکڑا اور اچھال کر صوفے پر پھینک دیا۔ ماسٹر کے منہ سے بھنجی بھنجی سی آوازیں نکل رہی تھیں۔ اس کا ایک بازو زخمی ہو چکا جبکہ اس کا جسم گردن پر پڑنے والے بے پناہ دباؤ سے مفلوج ہو گیا تھا اور وہ بالکل اس طرح ساکت پڑا ہوا تھا جیسے اس کے جسم پر زندگی کی کوئی رمت باقی نہ رہی ہو۔

”اس کے کوٹ کی جیب سے وہ مشین پشٹل نکال لو جسے نکال کر یہ ہم پر فائر کھولنا چاہتا تھا“..... عمران نے کہا تو تنویر نے دوسرے لمحے اس کی ہدایت کی تکمیل کر دی۔ ماسٹر صوفے پر اسی طرح مفلوج

”ہوپ۔ ہوپ انچارج ہے“..... ماسٹر نے کہا۔

”تم اس سے رابطہ فون پر کرتے ہو یا ٹرانسمیٹر پر“..... عمران نے پوچھا۔

”ٹرانسمیٹر پر رابطہ ہو سکتا ہے۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو“۔ ماسٹر نے کہا۔

”سنو ماسٹر۔ تم ٹرانسمیٹر پر اپنے آدمی ہوپ سے بات کرو گے اور اسے کہو گے کہ تمہیں اطلاع مل چکی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ بونس ایرز سے ہی واپس چلے گئے ہیں اس لئے اب ان کی تلاش اور ان کے خاتمے کا مشن ختم کر دیا گیا ہے۔ اگر تم ایسا کر دو گے تو ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے۔ اس کے بعد تم جو چاہے کرتے رہنا۔ ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہوگی لیکن اس طرح تم زندہ بچ جاؤ گے ورنہ دوسری صورت میں ہم تمہیں ہلاک کر کے یہاں سے چلے جائیں گے اور تم خود سمجھ سکتے ہو کہ ہمیں اس میک اپ میں اگر تم نہیں پہچان سکتے تو تمہارے آدمی بھی نہیں پہچان سکیں گے اس لئے ہمارا تو کچھ نہیں بگڑے گا لیکن تم اس دنیا کی رنگینوں سے محروم ہو جاؤ گے۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”لیکن میں میڈم ڈینی کو کیا جواب دوں گا۔ وہ تو مجھے ہلاک کر دے گی“..... ماسٹر نے کہا۔

”اسے تم کوئی بھی کہانی سناسکتے ہو۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ہوپ کو کہہ دیتا ہوں۔ میری میز کی دراز میں فگنڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر موجود ہے۔ وہ نکال کر مجھے دو اور میرا کوٹ اوپر کر دو“..... ماسٹر نے کہا تو عمران تیزی سے مڑا اور اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ وہ واقعی فگنڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر تھا۔ عمران نے اسے آن کیا اور پھر لا کر ماسٹر کے منہ کے قریب کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ماسٹر کالنگ۔ اور“..... ماسٹر نے کہا تو اس کے اوپر کہنے پر عمران نے بٹن پریس کر دیا۔

”ہیں۔ ہوپ اینڈنگ یو۔ اور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ہوپ۔ اپنے تمام ساتھیوں سمیت واپس چلے جاؤ۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں حتیٰ اطلاع مل چلی ہے کہ وہ بونس ایرز سے ہی واپس چلے گئے ہیں۔ اب انہیں تلاش کرنے یا ہلاک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور“..... ماسٹر نے کہا۔

”ییس باس۔ اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اور اینڈ آل“..... ماسٹر نے کہا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس میز پر رکھا ہی تھا کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دو“..... عمران نے مڑ کر تنویر سے کہا تو تنویر نے جو ماسٹر کی پشت پر موجود تھا اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

کہا۔

”یس میڈم“..... عمران نے کہا۔

”جلدی مجھے کامیابی کی رپورٹ دو اور سنو۔ اب تم نے مجھے سپیشل نمبرز پر فون کرنا ہے۔ سمجھ گئے ہو“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس میڈم“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا۔

”ڈینی کے سپیشل نمبرز کیا ہیں“..... عمران نے رسیور رکھ کر واپس ماسٹر کی طرف مڑتے ہوئے کہا تو تنویر نے اس کے منہ پر رکھا ہوا ہاتھ ہٹا لیا۔

”تم کیا چیز ہو۔ تم تو جادوگر ہو“..... ماسٹر کے منہ سے رک رک کر الفاظ نکلے۔

”جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ۔ وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے“..... عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

”مادام سپیشل آفس میں چلی گئی ہیں جہاں وہ کسی سے نہیں ملتی اس لئے اس نے سپیشل فون نمبر کی بات کی ہے“..... ماسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر بتا دیئے۔

”یہ سپیشل آفس کہاں ہے۔ کیا یہ بھی بلیک ہارٹ کلب میں ہی ہے یا علیحدہ“..... عمران نے کہا۔

”یہ کلب کے اندر نہیں ہے۔ اس کا سوائے کلب کے مینجر اور

عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ ماسٹر بول رہا ہوں“..... عمران کے منہ سے ماسٹر کی آواز اس کے لہجے میں نکلی تو ماسٹر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

”ڈینی بول رہی ہوں ماسٹر۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کیا رپورٹ ہے“..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی لہجے بے حد تحکمانہ تھا۔

”میڈم۔ ہوپ اور اس کا گروپ انہیں تلاش کر رہا ہے۔ اگر گیسٹ گیم کلب میں بھی نہیں پہنچے اور شہر میں بھی ان کا کہیں سرا نہیں مل سکا۔ البتہ چند ایسے شواہد ملے ہیں جن کے بارے میں فو پر بات نہیں ہو سکتی۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں خود آکر ا شواہد کے بارے میں تفصیل بتا سکتا ہوں“..... عمران نے ماسٹر آواز میں کہا۔

”کیا مطلب۔ کیسے شواہد“..... ڈینی نے انتہائی حیرت بھر لہجے میں کہا۔

”میڈم۔ اشارہ دے سکتا ہوں کہ ڈریک کا گروپ ان کے مل چکا ہے۔ تفصیل فون پر نہیں بتا سکتا“..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ جس نے یہ اطلاع دی وہ احمق ہے۔ تم ان باتوں کو چھوڑو اور انہیں تلاش کر کے ا خاتمہ کرو۔ فوراً۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ تم اپنے گروپ سمیت زمین میں دفن کیے جا سکتے ہو“..... ڈینی نے انتہائی عصبیلی لہجے



میڈم ڈینی کے نمبر نو اسٹون کے کسی کو معلوم نہیں ہو گا۔" ماسٹر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ بری گڈ۔ تم تو اب واقعی بالغ ہوتے جا رہے ہو۔" ران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 "یکو اس مت کیا کرو۔ کسی کی ذہانت کا اعتراف بھی کر لیا و۔" جو لیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران کا فقرہ سن تنویر کا بگڑا ہوا چہرہ یکھت کھل اٹھا۔

"اس کے باوجود تم اس کی حمایت کر رہی ہو۔ میرا مطلب ہے فلسفندی کی حمایت۔" عمران نے دروازے کی چٹخنی کھولتے ہوئے کہا تو جو لیا بے اختیار مسکرا دی۔ عمران نے دروازہ کھولا اور ہر آگیا۔ اس کے پیچھے جو لیا باہر آئی اور پھر تنویر آگیا۔ دونوں دربان طمن انداز میں کھڑے تھے کہ یکھت تنویر کا ہاتھ کوٹ کی جیب سے ہر آیا اور دوسرے لمحے ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی دونوں دربان اچھل کر ہلکی سی چیخ مار کر دھماکے سے نیچے گرے اور چند لمحے چپنے کے بعد ساکت ہو گئے کیونکہ گولیاں ٹھیک ان کے دلوں پر اتار گئی تھیں۔

"آؤ انہیں گھسیٹ کر اندر ڈال دیں۔" عمران نے کہا اور پھر لران اور تنویر نے انہیں گھسیٹ کر دروازے کے اندر پھینکا اور پھر دروازہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس ہال میں پہنچ چکے تھے۔ عمران نے سر پر مخصوص انداز میں ہاتھ پھیرا اور مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا لہ۔ کیپٹن شکیل اور صفدر جو ہال میں ایک سائیڈ پر میز کے گرد بیٹھے

"جولیا۔ اس نے تم پر بری نظر ڈالی ہے اس لئے اب تم اس کے ساتھ جو سلوک چاہو کر سکتی ہو۔" عمران نے ایک سائیڈ پر بیٹے ہوئے کہا تو جو لیا نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پشٹ نکال لیا اور پھر اس سے پہلے کہ ماسٹر کچھ کہتا تڑتاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں ٹھیک ماسٹر کے چہرے پر بارش کی طرح برسنے لگیں اور ماسٹر کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے کے بھی پر نیچے آ گئے اور وہ صوفے پر گرا اور پھر گھوم کر نیچے قالین پر جا گرا۔ وہ بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔

"اس کا کوٹ اوپر کر دو اور ٹکل چلو۔" عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"باہر دو مسلح افراد موجود ہیں۔" تنویر نے کہا۔  
 "ان کا خاتمہ کیا تو آوازیں ہال تک پہنچ جائیں گی۔" عمران نے کہا۔

"پہنچ جائیں لیکن اگر انہوں نے اندر جھانک لیا تو ہمارا کلب سے باہر نکلنا ہی مشکل ہو جائے گا۔" جو لیا نے کہا جبکہ تنویر نے اس دوران صوفے کی سائیڈ سے سامنے آ کر فرش پر اوندھے منہ پڑے ہوئے ماسٹر کا کوٹ ایک جھٹکے سے اوپر کیا اور پھر سیدھا ہو گیا۔  
 "میرے پاس سائیلنسنگ مشین پشٹ موجود ہے۔" تنویر نے

ہوئے تھے اٹھے اور ان کے پیچھے چلتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ بل کی سیمنٹ شاید وہ پہلے ہی کر چکے تھے۔ تھوڑی بعد ان کی کاریں کلب کے کپاؤنڈ سے نکل کر آگے بڑھتی چلی جاتھیں۔

”کیا ہوا ہے عمران صاحب“..... عقبی سیٹ پر بیٹھے صفدر کہا تو عمران کے بولنے سے پہلے جو لیا نے اسے تفصیل بتادی۔

”تو اب آپ ڈینی کے کلب جا رہے ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ ڈینی سے ہمیں اس ڈریک کا پتہ ملے گا۔ ان دونوں خاتمے کے بعد ہی ہم لیبارٹری کے خلاف کام کر سکیں گے۔“

نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی نے کار ایک دو منزلہ عمارت کے کپاؤنڈ میں موڑی اور اسے پار کی طرف لے گیا۔ دوسری کار جسے تنویر ڈرائیو کر رہا تھا وہ بھی اس پیچھے تھی۔

”تینجر اسٹون سے ہم نے ڈینی کے سپیشل آفس کے بارے معلوم کرنا ہے“..... عمران نے کہا تو سب ساتھیوں نے اثبات سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب تینجر کے کمرے میں پہنچ چکے یہاں بھی عمران نے ایکریمیا کے رافٹ سینڈیکیٹ کا نام لیا آفس خاصا کشادہ اور جدید انداز کا تھا۔ آفس ٹیبل کے پیچھے ادھیر عمر آدمی موجود تھا۔ اپنے انداز اور چہرے مہرے سے کوئی کاروباری آدمی دکھائی دیتا تھا لیکن اس کے چہرے پر مود

کے تاثرات اس بات کی نفی کر رہے تھے۔

”مسٹر اسٹون ہمارا تعلق ایکریمیا کے اسلحے کے سب سے بڑے سینڈیکیٹ رافٹ سے ہے اور ہم نے اس سلسلے میں مادام ڈینی سے ملنا ہے۔ ہم ان کے ساتھ ایک بڑی ذیل کرنا چاہتے ہیں۔“ عمران نے رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد اسٹون سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیکن مادام کا اسلحے کی ذیل سے کیا تعلق“..... اسٹون نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مادام کا تعلق کرائس کی جس مہجی سے ہے اس مہجی کے سلسلے میں انہیں اضافی چارج بھی دیا گیا ہے اور یہاں جارجیا میں اسلحے کی اسمگلنگ کے خلاف کام مادام ڈینی نے کرنا ہے“..... عمران نے کہا۔

”لیکن ایسی تو کوئی اطلاع مادام کو نہیں ملی“..... اسٹون نے کہا۔

”ضروری نہیں کہ یہ اطلاع آپ تک بھی پہنچے۔ آپ ہماری بات کرا دیں“..... عمران نے کہا۔

”سوری مسٹر مائیکل۔ مادام یہاں موجود ہی نہیں ہے اور نجانے کب ان کی واپسی ہو۔ وہ جارجیا سے باہر گئی ہوئی ہیں“..... اسٹون نے کہا۔

”جبکہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ وہ سپیشل آفس میں ہیں اور ان کا سپیشل آفس اس کلب میں ہی ہے“..... عمران نے خشک لہجے میں

اس سے پہلے کہ اسٹون سنبھلتا تنویر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اس کی گردن کی طرف بڑھا اور اسٹون سنبھل ہی نہ سکا اور دوسرے لمحے وہ جیچتا ہوا میز کے اوپر سے گھٹ کر سامنے قالین پر آگرا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا تو اٹھنے کے لئے سمٹتا ہوا اس کا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہوتا چلا گیا اور اس کے منہ سے غرغراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔

”بولو کہاں ہے ڈینی کا سپیشل آفس۔ بولو“..... عمران نے پیر کو واپس موڑتے ہوئے کہا۔

”رین بوہال کے ساتھ۔ رین بوہال کے ساتھ“..... اسٹون کے منہ سے اس طرح الفاظ نکلے جیسے الفاظ خود بخود پھسل کر باہر آرہے ہوں۔

”پوری تفصیل بتاؤ۔ پوری تفصیل“..... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد عمران نے اسٹون سے پوری تفصیل معلوم کر لی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے پیر کو جھٹکا دے کر موڑا تو اسٹون کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔ عمران نے پیر ہٹا لیا۔

”اس کی لاش کو اٹھا کر صوفے کے پیچھے ڈال دو“..... عمران نے کہا تو تنویر نے اس کی ہدایت پر عمل کیا تو وہ مڑے اور اس آفس سے باہر آ گئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل پہلے کی طرح باہر ہال میں ہی

کہا تو اسٹون بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا یہ۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“ اسٹون نے کہا۔

”ہمیں تو ان کے سپیشل آفس کا فون نمبر بھی معلوم ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے سپیشل نمبر زبجو بتا دیئے جو اسے ماسٹر نے بتائے تھے۔

”یہ سب کیسے ہو سکتا ہے۔ تم کون ہو“..... اسٹون نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک مشین پستل موجود تھا۔

”بتایا تو ہے کہ ہم کون ہیں“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ تم وہ نہیں ہو جو تم اپنے آپ کو بتا رہے ہو۔ بولو کوز ہو تم ورنہ دوسرا سانس نہ لے سکو گے“..... اسٹون کے لہجے میں خنجر کا عنصر کافی حد تک بڑھ گیا تھا۔

”مسٹر مارشل۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ بہر حال اسے بنانا پڑے گا“..... عمران نے کہا تو اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی ٹھک ٹھک کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی اسٹون کے ہاتھ میں موج مشین پستل اڑتا ہوا ایک طرف جاگرا جبکہ اسٹون بے اختیار اچھل کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ یکفخت تنویر اچھل کر اس کی طرف بڑھا اور

عما کے سے کھلا اور دونوں دربان چھینے ہوئے تقریباً اڑ کر اندر ایک عما کے سے گرے ہی تھے کہ عمران کے ہاتھ میں موجود مشین پشٹل نے گولیاں اگلیں اور نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے دونوں دربان ایک بار پھر چھینے ہوئے نیچے گرے اور ساکت ہو گئے۔ ان نے پیچھے تنویر، صفدر اور آخر میں کیپٹن شکیل بھی اندر آگیا۔

”اس ڈینی تک تو ان کی آوازیں نہ پہنچ گئی ہوں گی“۔ جو لیا نے

”نہیں۔ چیف چاہے صاحب ہو یا صاحبہ۔ بہر حال علیحدہ لیاٹ کے مالک ہوتے ہیں۔ وہ اپنا آفس ہمیشہ ساؤنڈ پروف بناتے ہیں تاکہ ناپسندیدہ شور ان تک نہ پہنچ سکے یا وہ آفس میں جس پر جس در چاہے برس لیں باہر والے نہ سن سکیں اس لئے یہاں بھی لازماً بنی کا آفس ساؤنڈ پروف ہو گا“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ راہداری کے آخر میں ایک دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ دروازہ بند تھا۔ اس پر سرخ رنگ کا بل جل رہا تھا اور دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے داد بھری نظروں سے جو لیا کی طرف دیکھا اور جو لیا بے اختیار مسکرا دی۔

”تم چیف بنے نہیں ہو لیکن چیف کی نفسیات تمہیں معلوم ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے“..... جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صدیقی فور سٹارز کا چیف بن چکا ہے اور جو انا سنیک کھر کا چیف

رک گئے تھے۔ عمران واپس ہال میں پہنچا اور اس بار بھی اس نے پہلے کی طرح انہیں مخصوص اشارہ کیا اور وہ دونوں اٹھ کر ان کے قریب آ گئے۔

”اب ہم نے اس ڈینی کو کور کرنا ہے اس لئے تم بھی ساتھ آؤ گے۔“ عمران نے کہا اور پھر واپس مڑا اور ایک راہداری میں آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب مڑ کر اس راہداری سے گزرنے کے بعد ایک دروازے پر پہنچ گئے۔ دروازہ بند تھا اور اس کے باہر دو مسلح آدمی موجود تھے۔

”کون ہو تم اور یہاں کیوں آئے ہو“..... ان میں سے ایک مسلح آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مادام ڈینی سے ملاقات کرنی ہے۔ اسٹون نے ہمیں خصوصی وقت لے کر دیا ہے اور اسی نے ہمیں یہاں بھیجا ہے“..... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا“..... دربان نے اسٹون کا نام سنتے ہی ایک سائیڈ پر ہنستے ہوئے کہا تو عمران نے آگے بڑھ کر دروازے کو دھکیلا اور پھر اندر جانے کی بجائے واپس مڑا۔

”ان دونوں کو ساتھ لے جانا ہو گا“..... عمران نے افریقی زبان میں کہا اور ایک بار پھر تیزی سے دروازہ کھول کر دوسری طرف موجود راہداری میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے جو لیا اندر داخل ہوئی اور دونوں تیزی سے سائیڈ پر ہوئے ہی تھے کہ یلخت دروازہ ایک

کرہ تھا جسے سنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا لیکن کمرہ خالی تھا جبکہ اس کی سامنے والی دیوار میں دروازہ کھلا ہوا تھا اور دوسری طرف ایک اور کمرہ نظر آ رہا تھا جو شاید آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی اس کے عقب میں تھے۔ وہ کمرے واقعی آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا لیکن کمرہ خالی تھا مگر دوسرے لمحے عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اسے ہاتھ روم کے اندر سے پانی بہنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اسی لمحے عمران کے ساتھی بھی اندر داخل ہوئے تو عمران نے یکھٹ منہ پر انگلی رکھ کر انہیں بولنے سے منع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی ہاتھ روم کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی جس نے جینز کی پیٹ شرٹ اور جیکٹ پہن رکھی تھی ٹشو سے ہاتھ صاف کرتی ہوئی باہر آئی ہی تھی کہ یکھٹ ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں اور چہرہ جیسے یکھٹ پتھر کا سا ہو گیا تھا۔

”میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسرے لمحے ذہنی اس طرح اچھلی جیسے کوئی گیند زمین سے ٹکرا کر اوپر کو اچھلتی ہے لیکن پھر سنبھلنے کی بجائے وہ ہراتی ہوئی ایک دھماکے سے نیچے گر گئی۔

”واہ۔“ اسے کہتے ہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی دہشت۔“ عمران نے مسکرا کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”یہ دہشت سے نہیں حیرت کی شدت سے بے ہوش ہوئی

ہے۔ آغا سلیمان پاشا آل ورلڈ باورچیوں کا چیف ہے۔ تنویر ڈائریکشن کا چیف ہے اور تم حسن کی چیف ہو۔ اتنے سارے چیفس دیکھنے کے باوجود میرے چیف بننے کی بات کر رہی ہو۔“..... عمار نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ دیوار ہک سے لٹکے ہوئے فون پیس کو ہک سے لٹکا اور کان سے لگا لیا۔

”کون ہے۔“..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”اسٹون ہوں میڈم۔“..... عمران نے اسٹون کی آواز اور لہجے کہا کیونکہ اسے یقین تھا کہ اسٹون کی ہلاکت کی اطلاع ابھی تک تک نہیں پہنچی ورنہ وہ اتنے اطمینان سے نہ بیٹھی رہتی۔

”تم یہاں۔ کیا مطلب۔ کیوں آئے ہو۔“..... دوسری طرف انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”میڈم۔ ایک انتہائی اہم بات آپ کو بتانی ہے جو فون پر بتائی جا سکتی۔ ہمارے کلب میں ایک گروپ ہمارے خلاف کارہا ہے اور اس کا ثبوت مجھے ملا ہے۔“..... عمران نے بڑے مؤثر لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ فوری بیڈ۔ اچھا ٹھہرو۔ میں دروازہ کھول ہوں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کلک آواز کے ساتھ ہی فون بند ہونے کی آواز سنائی دی تو عمران نے پیس دوبارہ ہک میں لٹکا دیا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ میکانیکی میں کھلتا چلا گیا تو عمران تیزی سے اندر داخل ہوا۔ یہ ایک خا

دونوں دربانوں کی لاشوں کو اٹھا کر اس طرح ٹھکانے لگا دو کہ  
ان کو اس بارے میں معلوم نہ ہو سکے اور اب اسٹون کی جگہ تم لو  
"۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"میں مادام۔ تھینک یو مادام"..... دوسری طرف سے انتہائی  
رت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اور اب مجھے ڈسٹرب نہیں کرنا۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھ  
کر کے ان کا خاتمہ کرنا ہے"..... عمران نے کہا۔

"میں مادام"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور  
دیا۔ اسی لمحے تنویر سائیڈ دروازے سے اندر آیا۔ اس کے ہاتھ میں  
ان کا بنڈل موجود تھا۔

"یہ تو پورا علیحدہ پورشن ہے۔ یہاں بیڈ روم، کچن اور سٹور وغیرہ  
ب کچھ موجود ہے۔ کچن میں ایک نوجوان موجود تھا جس کا خاتمہ کر  
ایا گیا ہے اور اس کا راستہ ایک چوڑی گلی میں نکلتا ہے"..... تنویر  
نے اندر داخل ہوتے ہی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو ہم بچ گئے۔ اگر اسے اسٹون کی ہلاکت کا پہلے علم ہو  
تا تو یقیناً یہ اس راستے سے نکل جاتی"..... عمران نے کہا تو تنویر  
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے جو لیا کے ساتھ مل کر ڈینی کو  
اس کے ساتھ باندھ دیا۔

"اس کی مکمل تلاشی لے لو اور ہاں۔ باقی ساتھی کہاں ہیں۔"  
ران نے کہا۔

ہے..... جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر عمران کی ہدایہ  
جو لیا نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑی ہوئی ڈینی کو اٹھا کر کرسی پر  
دیا۔

"یہاں کی تلاشی لو۔ یقیناً کوئی رسی یا ہتھکڑی مل جائے گی۔  
یہاں فون کے قریب رہنا چاہتا ہوں کیونکہ کسی بھی لمحے اسٹون  
بارے میں کال آسکتی ہے"..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات  
میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب ادھر ادھر پھیل گئے۔ اسی لمحے میر  
پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور  
لیا۔

"میں"..... عمران نے مادام ڈینی کی آواز اور لہجے میں کہا۔  
"کریگ بول رہا ہوں مادام۔ انتہائی بری خبر ہے"..... دوسری  
طرف سے ایک متوحش سی مردانہ آواز سنائی دی۔  
"کیا اسٹون کے بارے میں اطلاع دینی ہے تم نے"..... عمران  
نے مادام ڈینی کی آواز میں کہا۔

"آپ۔ آپ کو معلوم ہے مادام۔ مگر۔ مگر کیسے"..... دوسری  
طرف سے کریگ کی آواز میں شدید ترین حیرت نمایاں تھی۔  
"اسے ہلاک کرنے والا گروپ میرے پاس پہنچ گیا تھا۔ میں نے  
انہیں کور کر لیا ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ وہ اسٹون اور اس  
کے دو دربانوں کو ہلاک کر کے یہاں پہنچے ہیں۔ میں تمہیں فون  
کرنے ہی والی تھی کہ تمہاری کال آگئی۔ تم ایسا کرو کہ اسٹون اور

”پھر تم اس راستے پر جا کر پہرہ دو جہاں سے ہم آئے ہیں۔ اُنے فون کر کے معاملات کو سنبھال تو لیا ہے لیکن پھر بھی اچانک بھی ہو سکتا ہے“..... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں ہر اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”اتنے بھی پرنس چارمنگ نہیں ہو۔ اپنے بارے میں اتنی ذہمیاں نہ پالا کرو“..... جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ عمران بات کا مطلب سمجھ گئی تھی۔

چند تھوں بعد ہی ڈینی نے کرہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس نے

چند دنوں بعد ہی ڈینی نے لڑہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس نے "مم۔ مم۔ مم۔ مری آواز میں۔ کیا مطلب....." ڈینی نے کہا۔

ہو..... ڈینی نے اس بار ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ نے یہاں ڈریک کو بھجوایا ہے۔ مجھے بتاؤ کہ ڈریک کہاں ہے..... عمران نے کہا۔

"میرا ڈریک سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے میں کیا بتا سکتی ہوں..... ڈینی نے جواب دیا۔

"چلو اس کا فون نمبر بتا دو..... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم..... ڈینی نے اس بار حشک لہجے میں جواب دیا تو عمران نے بے اختیار طویل سانس لیا۔

"ایک تو تم خواتین میں نجانے کس قدر ٹھونس ٹھونس کر عقل

بمردی جاتی ہے کہ کوئی بات تمہاری سمجھ میں ہی نہیں آتی۔ محترمہ

ڈینی صاحبہ۔ تم اس وقت بندھی ہوئی ہو اور ہمارے پاس مشین

پسل موجود ہیں اور ہم صرف ٹریگر دبا کر تمہیں لاش میں تبدیل کر

سکتے ہیں لیکن تمہیں یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔" عمران نے کہا۔

"ہلاک کر دو گے۔ کر دو۔ جس پیشے سے ہمارا تعلق ہے وہاں

موت ہر وقت ہمارے سامنے رہتی ہے..... ڈینی نے جواب دیا۔

"جولیا۔ اس کی ایک آنکھ دوسری آنکھ سے قدرے چھوٹی ہے اور

اگر اسے ٹھیک نہ کیا گیا تو یہ بے چاری مقابلہ حسن میں یقیناً فیل

ہو جائے گی..... عمران نے ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا سے ایسے لہجے میں

کہا جیسے اسے ڈینی سے بے حد ہمدردی ہو۔

"صرف آنکھ ہی نہیں۔ اس کی ناک کی نوک بھی بہت زیادہ اوپر

"جس طرح اسٹون کی آواز میں تم سے میں نے فون پر  
تھی اسی طرح تمہاری آواز میں کریگ سے بات کی۔ اس  
حیران ہونے کی کیا بات ہے..... عمران نے مسکراتے  
جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ تم نے اسٹون کی آواز میں  
بات کی تھی۔ حیرت ہے۔ میں بالکل فرق محسوس نہیں کر  
ڈینی نے کہا۔

"اب اگر تمہاری حیرت دور ہو چکی ہو تو پھر تم سے چند  
باتیں کر لیں..... عمران نے کہا۔

"تم نے ابھی ماسٹر کی بات کی ہے۔ ماسٹر تک تم کیسے پہنچے  
اور ماسٹر گروپ نے تمہیں کیوں چیک نہیں کیا۔ وہ تو ان معا  
میں بے حد تیز ہے..... ڈینی نے کہا۔

"ماسٹر کے آدمی گریٹ گیم کلب میں موجود تھے۔ میں نے ان

فون کیا تو مجھے بتا دیا گیا۔ چنانچہ ہم وہاں جانے کی بجائے سید

ماسٹر کلب میں ماسٹر کے پاس پہنچ گئے۔ پھر ماسٹر نے ٹرانسمیٹر کا

کے اپنے گروپ انچارج ہو پ کو کہہ دیا کہ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں

چلے گئے ہیں اس لئے اب ان کی تلاش بند کر دی جائے۔ چنانچہ

انہوں نے تلاش بند کر دی۔ اس کے بعد ماسٹر کا خاتمہ کر دیا گیا اور

یہاں پہنچ گئے..... عمران نے جواب دیا۔

"ہو نہ ہو۔ تم واقعی بے حد تیز ہو۔ بہر حال اب تم کیا چاہتے



نے پوچھا۔

"یہ واقعی بہادر بھی ہے اور اپنی سجنسی سے وفادار بھی اس لئے میں اس کی قدر کرنی چاہئے"..... عمران نے کہا۔

"اوکے"..... جو یانے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور آگے بڑھ روہ ڈینی کی کرسی کے قریب پہنچ کر رک گئی۔

"بندھی ہوئی ہوں اس لئے جو جی چاہے کر لو ورنہ تم جیسی کیاں تو میرے جوتوں کے تلوے چلنے پر بھی فخر کرتی ہیں"۔ ڈینی نے کہا۔

"وہ تماشہ بھی دیکھ لیں گے"..... جو یانے مسکراتے ہوئے کہا اس کے ساتھ ہی اس کا خنجر والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما تو بی کے منہ سے سسکاری سی نکل گئی۔ اس کے ساتھ ہی جو یانے کا ہاتھ بری بار گھوما اور کمرے میں ایک بار پھر ڈینی کی سسکاری گونج مئی۔ اس کے دونوں نتھنے آدھے سے زیادہ کٹ چکے تھے لیکن وہ قہقہے بے حد بہادر تھی کہ اس کے منہ سے جیحتک نہ نکلی تھی۔

"اب تمہارے فرشتے بھی بتائیں گے"..... جو یانے عزاتے لئے سچے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈینی کی پیشانی پر ابھر نے والی رگ پر ہاتھ الٹ کر خنجر کا دستہ مارا تو اس بار کمرہ ڈینی کے ن سے ٹکنے والی پے در پے جیخوں سے گونج اٹھا۔ اس کا چہرہ یقیناً ہنسی سے سرخ ہو گیا تھا۔ اس کا جسم بندھا ہونے کے باوجود اس طرح ہنسنے لگا گیا تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار چڑھ آیا ہو۔ اس کی آنکھیں

لو اٹھی ہوئی ہے۔ اسے بھی لیول میں ہونا چاہئے۔ ایک کان پر دوسرے کان سے بڑا ہے"..... جو یانے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"جو تمہارے جی میں آئے کر گزرو۔ یہ وقت بہر حال کبھی نہ کبھی آنا ہی تھا"..... ڈینی نے جواب دیا۔

"میں خنجر لے آؤ۔ تنویر کے پاس ہو گا"..... جو یانے کہا اور واپس مڑ گئی۔

"اگر تم مجھے صرف ڈریک کا فون نمبر بتا دو تو تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے اور اسے بتانے میں تو تمہارے ذہن کے مطابق کوئی غداری نہیں ہو سکتی"..... عمران نے کہا۔

"سوری۔ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔ جو تمہارا جی چاہے کر ڈالو"..... ڈینی واقعی اپنی بات پر اڑی ہوئی تھی۔

"تم واقعی بہادر ہو۔ میں نے تسلیم کر لیا لیکن تمہاری بہادری احمقانہ ہے۔ میں چاہوں تو تمہارے چیف آرچر سے تمہاری آواز میں بھی سب کچھ معلوم کر سکتا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"کر لو۔ میں نے تمہیں روکا تو نہیں"..... ڈینی نے کہا۔

"واقعی عورت کی ضد ویسے ہی مشہور نہیں ہے"..... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جو یانے واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں تیز دھار خنجر موجود تھا۔

"کیا ہوا۔ یہ ابھی تک بہادری کا مظاہرہ کر رہی ہے یا۔" جو یانے

پھیل سی گئی تھیں۔

"بولو۔ کہاں ہے ڈریک۔ بولو ورنہ"..... جولیانے  
ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوسری ضرب  
اور کمرہ ایک بار پھر ڈینی کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج  
اس کا پورا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا تھا اور چہرہ اس حد تک  
گیا تھا کہ اب وہ بطور ڈینی پہچانی ہی نہیں جا رہی تھی۔

"بولو۔ کہاں ہے ڈریک۔ بولو"..... جولیانے پہلے کی  
انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ لیبارٹری میں ہے۔ لیبارٹری میں"..... ڈینی کے  
سے اس طرح الفاظ نکلے جیسے اس کے منہ سے الفاظ خود بخود  
کر باہر نکل رہے ہوں۔

"کہاں ہے لیبارٹری"..... جولیانے کہا۔ جبکہ عمران خا  
بیٹھا ہوا تھا۔

"گلین ایریے میں۔ بند ایریے میں"..... ڈینی نے کہا۔

"تم کبھی گئی ہو اس لیبارٹری میں"..... جولیانے نے کہا۔

"نہیں۔ میں کبھی نہیں گئی"..... ڈینی نے جواب دیا۔

"ڈریک کا فون نمبر کیا ہے"..... جولیانے پوچھا تو ڈینی نے  
بتا دیا۔

"اس لیبارٹری کا فون نمبر کیا ہے"..... جولیانے پوچھا تو  
نے لیبارٹری کا نمبر بھی بتا دیا۔

"تمہیں کیسے یہ فون نمبر معلوم ہیں"..... جولیانے کہا۔

"ایکس لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر جوزف ہے اور ڈاکٹر جوزف  
میرے کلب میں آتا رہتا ہے"..... ڈینی نے جواب دیا تو جولیانے عمران  
کی طرف مڑ گئی جبکہ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"اور کیا پوچھنا ہے"..... جولیانے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے پہلے ہی بہت کچھ پوچھ لیا ہے"..... عمران نے  
سکراتے ہوئے کہا تو جولیانے بجلی کی سی تیزی سے مڑی اور دوسرے ہی  
لحظے اس کے ہاتھ میں موجود خنجر ڈینی کی گردن میں گھسٹا چلا گیا اور  
ڈینی کے حلق سے کر بناک چیخ نکلی۔ اس کا جسم بندھے ہونے کے  
بعد پھرنے لگ گیا اور چند لمحوں بعد ہی اس کی آنکھیں بے نور  
تلی چلی گئیں۔ اس کی گردن سے خون فوارے کی طرح نکل رہا  
تھا۔ جولیانے ہنسنے لگا تھا۔ اس کا چہرہ ہتھکڑی کی طرح ہل رہا تھا۔

"کچھ کہتے ہیں کہ عورت ہی دشمن ہوتی ہے"۔ عمران  
نے کہا۔

"جو کہتے ہیں انہیں یقیناً یہ بھی معلوم ہو گا کہ اس دشمنی کی وجہ  
دہوتے ہیں"..... جولیانے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے  
نیار مسکرا دیا۔ اس نے اٹھ کر فون کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے  
ایک کے نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیے۔ وہ نمبر جو ڈینی نے اسے  
نے تھے جبکہ جولیانے دوبارہ ڈینی کی طرف مڑ گئی تھی۔ اب خون نکلنا  
ہو گیا تھا۔ اس نے خنجر کھینچا اور اسے ڈینی کے لباس سے ہی

سنا کہ میں تمہارے پاس آ جاؤں..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ لیبارٹری کو مکمل طور پر سیلڈ کر دیا گیا ہے۔ اب نہ کوئی باہر جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اندر آ سکتا ہے۔ میں خود اندر سے باہر نہیں آ سکتا اور ویسے بھی اس ایریے میں کسی بھی اجنبی کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے اور اس سارے علاقے کو نان فلائی زون قرار دے دیا گیا ہے“..... ڈریک نے کہا۔

”لیکن ایسا کب تک ہو سکتا ہے“..... عمران نے کہا۔  
”جب تک یہ لوگ ہلاک نہیں ہو جاتے“..... ڈریک نے جواب دیا۔

”لیکن وہ ٹریس ہوں گے تو ہلاک بھی ہوں گے“..... عمران نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ مجھے چیف سے بات کرنا پڑے گی ورنہ تم واقعی ہلاک کر دی جاؤ گی۔ کیا تم انڈر گراؤنڈ نہیں ہو سکتی“۔ ڈریک نے کہا۔

”میں سپیشل ایریے میں ہوں۔ یہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا لیکن میرے آدمی مسلسل ہلاک ہوتے جا رہے ہیں اور میں یہاں بھنس کر رہ گئی ہوں۔ اب دو صورتیں ہیں۔ یا تو میں جارحیا چھوڑ دوں یا پھر خود باہر نکل آؤں“..... عمران نے کہا۔

”تم انڈر گراؤنڈ رہو۔ یہ لوگ لازماً لیبارٹری کا رخ کریں گے اور یہاں میں ان سے خود ہی نمٹ لوں گا“..... ڈریک نے جواب دیا۔

صاف کرنے میں مصروف ہو گئی۔

”یس..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔  
”ذہنی بول رہی ہوں“..... عمران نے ذہنی کی آواز اور لہجے بہ کہا۔

”اوہ ذہنی تم۔ کیسے فون کیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے“  
دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہ پاکیشیائی انجینٹ پورے جارحیا میں کہیں دستیاب نہیں رہے لیکن اس کے باوجود میرے دو آدمی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اس لئے میں سخت پریشان ہوں“..... عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”پہلے ماسٹر کلب کا ماسٹر اپنے آفس میں ہلاک کر دیا گیا پھر میرا بلیک ہارٹ کا مینیجر اور میرا نمبر ٹوائسٹون اپنے آفس میں ہلاک کر دیا گیا لیکن نہ کسی کو آفس میں جاتے دیکھا گیا اور نہ آتے ہوئے۔ پورا گروپ پاگلوں کی طرح انہیں پورے جریرے پر تلاش کرتا پھر رہا ہے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ وہ لوگ تمہارے کلب تک پہنچ گئے۔ یہ تو بہت برا ہوا ذہنی۔ تم اپنی حفاظت کا بندوبست کر لو کیونکہ یہ اتنا خطرناک لوگ ہیں“..... دوسری طرف سے ڈریک نے کہا۔

”مجھے واقعی سمجھ نہیں آرہی کہ میں کیا کروں۔ کیا ایسا نہیں“

نے قدرے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔  
 "اوہ نہیں۔ سوری ڈینی سہاں ہنگامی حالات نافذ ہو گئے ہیں اور  
 لیبارٹری کو مکمل طور پر سیلڈ کر دیا گیا ہے ان پاکیشیائی سبجنٹوں کی  
 وجہ سے"..... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ تم سپیشل وے سے آ سکتے ہو اور ان سبجنٹوں کی فکر  
 مت کرو۔ وہ میرے آدمیوں کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے۔ تمہیں  
 معلوم تو ہے کہ جارحیا میں میرا سیٹ اپ کس قسم کا ہے"۔ عمران  
 نے کہا۔

"نہیں۔ ان حالات میں سپیشل وے نہیں کھل سکتا۔ آئی ایم  
 سوری"..... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"تو پھر میں خود تمہارے پاس آ جاتی ہوں"..... عمران نے کہا۔  
 "آخر ہوا کیا ہے جو تم اس قدر ضد کر رہی ہو۔ آج سے پہلے تو تم  
 نے ایسی ضد نہیں کی"..... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ ہم عورتیں ہی سمجھ سکتی  
 ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ پھر تم ہی آ جاؤ لیکن تمہیں راستہ بتانا  
 پڑے گا۔ ٹھیک ہے ایسا کرو کہ گلین ایریا کے شمال میں ایک ٹونا  
 بھونٹا معبد ہے۔ وہاں پہنچ کر اس معبد کے تہہ خانے میں پہنچ جانا۔  
 میں تمہارے وہاں پہنچنے پر اندر سے سپیشل وے کھول دوں گا اور تم  
 اندر آ جانا۔ کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکے گا"..... ڈاکٹر جوزف نے

"کیسے نمٹ لو گے۔ تم تو باہر نہیں آ سکتے"..... عمران نے کہا  
 "میں اندر سے ہی نہ صرف ان کو چیک کر سکتا ہوں بلکہ ان  
 موت بھی وارد کر سکتا ہوں۔ تم صرف اپنی فکر کرو"..... ڈریک  
 کہا۔

"اوکے"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس  
 کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کر۔  
 شروع کر دیئے۔ اس بار اس نے لیبارٹری کا نمبر پریس کیا تھا جو ڈیا  
 نے بتایا تھا۔

"یس"..... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔  
 "ڈینی بول رہی ہوں بلیک ہارٹ کلب سے۔ ڈاکٹر جوزف سے  
 بات کراؤ"..... عمران نے ڈینی کی آواز اور لہجے میں بات کرتے  
 ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر جوزف ہی بول رہا ہوں۔ کیوں فون کیا ہے ڈینی"۔ اس  
 بار دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں خاصی بے تکلفی تھی  
 اور اس کے بولنے کے انداز سے ہی عمران سمجھ گیا کہ ڈینی اور اس  
 ڈاکٹر جوزف کے درمیان کس قسم کے تعلقات ہیں۔

"کیا تم فوری طور پر میرے پاس آ سکتے ہو"..... عمران نے کہا۔  
 "فوری طور پر۔ کیا مطلب۔ کیوں کیا ہوا ہے"..... ڈاکٹر  
 جوزف نے کہا۔

"کچھ نہیں ہوا۔ کیا ہونا ہے۔ بس میرا دل چاہ رہا ہے"۔ عمران

کہا۔

”اوکے“..... میں پہنچ رہی ہوں“..... عمران نے کہا اور رسیہ رکھ دیا۔

”یہ کیا چکر چلا دیا ہے تم نے“..... جو یوانے کہا۔

”ہم نے فارمولا حاصل کرنا ہے اس لئے پہلے فارمولا باہر آئے“  
پھر لیبارٹری تباہ ہو گئی۔ تم اب ڈینی کے میک اپ میں وہاں جا  
گی“..... عمران نے کہا تو جو یوانے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈریک نے ڈینی سے بات کرنے کے بعد رسیور رکھ دیا لیکن اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”کیا ہوا باس۔ آپ بہت پریشان لگ رہے ہیں“..... سائیڈ ٹیبل کے پیچھے بیٹھے ہوئے اس کے نمبر ٹو اور گہرے دوست ہائیک نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملات بنے حد گزربو ہیں۔“  
ڈریک نے کہا۔

”وہ کیسے باس۔ کوئی بات تو بہر حال سلمنے آئی ہی ہو گی۔“  
ہائیک نے کہا۔

”ڈینی کے آدمیوں کا پے در پے ہلاک ہو جانا۔ ڈینی کا اس انداز میں مجھے فون کرنا کہ وہ یہاں آکر چھپ جانا چاہتی ہے یا میں اس کے ہاں پہنچ جاؤں۔ یہ سب کچھ مجھے غیر فطری سا محسوس ہو رہا ہے۔“

ڈریک نے کہا۔

"باس۔ اس پاکیشیائی ایجنٹ عمران کے بارے میں بتایا کہ وہ دوسروں کی آوازوں اور لہجوں کی فوری طور پر اور اہتائی کا نقل کر لینے کا ماہر ہے اس لئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اصل میں عمرا بات کر رہا ہو"..... ہانیک نے کہا۔

"نہیں ایسا نہیں ہے کیونکہ میں نے کال آنے پر چیک کر لیا کہ کال ڈینی کے سپیشل آفس اور اس کے سپیشل نمبر سے ہی رہی تھی اور اس کے آفس میں کسی اجنبی کا داخل ہو جانا ناممکن ہے کیونکہ اس نے وہاں خصوصی انتظامات کر رکھے ہیں ڈریک نے کہا۔

"باس۔ جس طرح آپ کی چھٹی حس گڑبڑ کا سامنہ بجا رہی اسی طرح میری چھٹی حس بھی اپنی بات پر اڑی ہوئی ہے۔ اگر آ کہیں تو میں چیک کرالوں"..... ہانیک نے کہا۔

"تم کیسے چیک کراؤ گے"..... ڈریک نے حیران ہو کر پوچھا۔  
"کلب میں کام کرنے والا اسسٹنٹ مینجر کریگ ہمارا خاص آڈا ہے۔ میں نے اسے بھاری دولت دے کر اپنے ساتھ شامل کر لیا ہے کہ وہ مجھے ساتھ ساتھ سب کچھ بتاتا رہے گا۔ اس سے فوری اور صحیح معلومات مل سکتی ہیں"..... ہانیک نے کہا۔

"لیکن مینجر اسٹون کی ہلاکت کے بعد وہ اب کلب کا مینجر بن چکا ہے۔ ڈینی نے خود ابھی فون کر کے مجھے بتایا ہے لیکن کیا وہ اس

سپیشل آفس میں جاسکے گا"..... ڈریک نے کہا۔

"اسے وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے باس۔ اس نے خود مجھے بتایا تھا کہ اسٹون نے سپیشل آفس میں ڈینی کے حکم پر خفیہ کیرے درگتھو پیپ کر لینے والے آلات نصب کر رکھے ہیں تاکہ ڈینی کو اگر کسی بھی لمحے کوئی مسئلہ ہو تو اسٹون اس کی مدد کر سکے لیکن یہ میرے اس وقت چیکنگ کرتے ہیں جب کسی خاص گڑبڑ کی اطلاع ملے۔ اب جبکہ کریگ مینجر بن چکا ہے تو یہ خود اس سپیشل آفس کو یک کر سکتا ہے"..... ہانیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ بات کر دو تاکہ میرے ذہن میں جو خدشات مابہ دور ہو جائیں"..... ڈریک نے کہا تو ہانیک نے فون کا رسیور مایا اور تیری سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے ڈور کا بٹن بھی پر لیں کر دیا تاکہ دوسری طرف سے آنے والی آواز اس نے بیٹھا ہوا ڈریک بھی سن سکے۔

"بلیک ہارٹ کلب"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز آئی دی۔

"مینجر کریگ سے بات کراؤ۔ میں ہانیک بول رہا ہوں جارح یک"..... ہانیک نے کہا۔

"ہولڈ کریں۔ میں معلوم کرتی ہوں"..... دوسری طرف سے کہا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو۔ کریگ بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی

آواز سنائی دی۔

"مبارک ہو کریگ۔ مینجر بن جانے کی۔ میں ہائیک بول ہوں"..... ہائیک نے کہا۔

"اوہ۔ بے حد شکریہ ہائیک۔ آؤ کلب میں تاکہ تمہارے ساتھ کر جشن منایا جاسکے"..... کریگ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔  
"ضرور آؤں گا۔ تمہارے لئے موٹی رقم کا ایک کام نکل ہے"..... ہائیک نے کہا۔

"کیا"..... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"سپیشل آفس میں تمہاری چیف ڈینی موجود ہے۔ تم کیمروں آن کر کے معلوم کرو کہ وہاں کیا صورت حال ہے"..... ہائیک کہا۔

"کیا مطلب۔ وہاں کیا ہو سکتا ہے"..... کریگ نے اہتہائے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم معلوم تو کرو۔ اس میں آخر حرج ہی کیا ہے۔ مجھے ایک اطلاع ملی ہے جسے میں کنفرم کرانا چاہتا ہوں"..... ہائیک نے کہا۔  
"کیسی اطلاع"..... کریگ نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ وہاں کوئی گڑبڑ ہوئی ہے"..... ہائیک نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ اطلاع غلط ہے۔ گڑبڑ کیا ہو سکتی ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم چیک تو کرو۔ نہیں ہوگی گوبڑ لیکن چیک کرنے میں حرج ہی کیا ہے جبکہ تمہیں اس کا علیحدہ بھاری معاوضہ دیا جائے گا"۔ ہائیک نے کہا۔

"اوکے۔ میں کرتا ہوں چیک۔ تم کہاں سے بول رہے ہو۔ اپنا نمبر دے دو۔ میں چیکنگ کے بعد تمہیں رپورٹ دے دوں گا"۔ کریگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنی دیر میں چیکنگ کر لو گے"..... ہائیک نے کہا۔

"آدھا گھنٹہ تو لگ ہی جائے گا"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ میں آدھے گھنٹے بعد تمہیں دوبارہ کال کروں گا"۔ ہائیک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کاش ایسا ممکن ہو سکتا کہ وہاں ہونے والے واقعات ہم یہاں ٹھہ کر دیکھ سکتے"..... ڈریک نے کہا۔

"ایسا بھی ہو سکتا ہے"..... ہائیک نے مسکراتے ہوئے کہا تو ایک بے اختیار اچھل پڑا۔

"وہ کیسے"..... ڈریک نے کہا۔

"وہاں جو کچھ ہوا، ہوگا اس کی فلم بنی ہوگی اور آواز بھی ٹیپ ہوئی گی۔ وہ فلم اور ٹیپ آر ایچ وی سسٹم کے ذریعے بلیک ہارٹ کلب، براہ راست یہاں سنی اور دیکھی جاسکتی ہے"..... ہائیک نے

"اوہ۔ اگر ایسا ہو جائے تو ٹھیک ہے"..... ڈریک نے کہا۔

میں۔ مجھے اب چیف کو کال کرنا ہوگی۔..... کریگ نے اہتہائی  
ریشمان سے لہجے میں کہا۔

"کیا تم نے فلم چیک نہیں کی؟..... ہائیک نے کہا۔  
"اوہ۔ اوہ۔ واقعی پریشانی کی وجہ سے مجھے اس کا خیال تک نہ  
رہا۔ میں ابھی چیک کرتا ہوں کہ یہ کون لوگ ہیں اور کیسے وہاں پہنچ  
گئے۔..... کریگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم آراتچ دی سسٹم پر اس فلم کو جہاں  
ٹرانسفر کر دو تاکہ ہم بھی دیکھ لیں؟..... ہائیک نے کہا۔  
"ابھی نہیں۔ مجھے چیف سے بات کرنا پڑے گی۔ پھر تم مجھے  
ایک گھنٹے بعد دوبارہ رنگ کرنا۔ میں اس دوران فلم اور ٹیپ چیک  
کروں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ  
ختم ہو گیا۔

"میرا خدشہ درست نکلا ہے۔ ڈینی اس عمران اور اس کے  
ساتھیوں کے ہاتھوں ختم ہوئی ہوگی اور اس کے آدمی بھی انہوں نے  
ہلاک کئے ہوں گے۔ اب مجھے بھی چیف سے بات کرنا ہوگی۔"  
ڈریک نے کہا۔

"باس۔ پہلے فلم چیک کر لیں پھر بات کریں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ  
کوئی اور سلسلہ ہو۔..... ہائیک نے کہا تو ڈریک نے اثبات میں سر  
ہلادیا اور پھر ایک گھنٹے تک وہ ایسی ہی مختلف باتیں کرتے رہے اور  
پھر ہائیک نے ایک بار پھر کریگ سے رابطہ کیا۔

"میں اس کا بندوبست کرادوں گا۔ پہلے رپورٹ تو مل جائے  
وہاں کچھ ہوا بھی ہے یا نہیں؟..... ہائیک نے کہا تو ڈریک۔  
اثبات میں سر ہلادیا۔ پھر آدھے گھنٹے بعد ہائیک نے دوبارہ  
اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں اس  
ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔  
"بلیک ہارٹ کلب۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز  
سنائی دی۔

"میجر کریگ سے بات کراؤ۔ میں ہائیک بول رہا ہوں۔" ہائیک  
نے کہا۔  
"ہولڈ کریں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور لائن پر خاموش  
طاری ہو گئی۔

"ہیلو۔..... چند لمحوں بعد کریگ کی آواز سنائی دی لیکن اس  
بجہ اس قدر متوحش تھا کہ ہائیک کے ساتھ ساتھ ڈریک بھی۔  
اختیار چونک پڑا۔  
"ہائیک بول رہا ہوں کریگ۔ کیا ہوا ہے؟..... ہائیک نے  
کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہائیک سبہاں واقعی غضب ہو چکا ہے۔ مادام ڈینی  
کو ان کے سپیشل آفس میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کے محافظ بھی  
ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور قاتلوں کا کچھ پتہ نہیں۔ عجبی خفیہ دروازہ  
کھلا ہوا ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ اس راستے سے نکل کر چلے گئے



"کیا معلوم ہوا ہے کریگ"..... ہانیک نے کہا۔

"چار ایکریمین مرد اور ایک ایکریمی عورت انتہائی پراسرار انداز میں وہاں موجود تھے۔ مادام ڈینی کو انتہائی ماہرانہ انداز میں بے ہوش کر کے ایک کرسی پر رسیوں سے باندھا گیا تھا اور پھر اس عورت نے اس سے پوچھ گچھ کی۔ مادام ڈینی نے کچھ بتانے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ اس عورت نے خنجر کے وار کر کے مادام ڈینی کے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے اور پھر ان کی پیشانی پر خنجر کے دستے کی ضرب لگا کر ان سے پوچھ گچھ کی گئی تو مادام ڈینی نے ان کے تمام سوالوں کے جواب دے دیئے حتیٰ کہ تمہارے چیف ڈریک کا فون نمبر بھی معلوم کیا گیا اور پھر ایک آدمی نے مادام ڈینی کی آواز اور لہجے میں تمہارے چیف ڈریک سے لمبی بات چیت کی۔ اس کے بعد مادام ڈینی کی آواز اور لہجے میں ہی اس آدمی نے لیبارٹری کے ڈاکٹر جوزف سے بات کی۔ اس نے ڈاکٹر جوزف کو کلب میں آنے کا کہا لیکن ڈاکٹر جوزف نے انکار کر دیا تو اس آدمی نے مادام ڈینی بن کر کہا کہ وہ خود لیبارٹری میں آ رہی ہے جس پر ڈاکٹر جوزف تیار ہو گیا اور اس نے کہا کہ وہ خفیہ راتہ کھول دے گا۔ اس کے بعد اس مرد اور عورت کے درمیان جو باتیں ہوئیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ لیبارٹری سے کوئی فارمولا حاصل کرنے کے بعد لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتے ہیں"..... کریگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ڈریک کے چہرے پر انتہائی تشویش کے تاثرات ابھرتے۔ اس نے کریگ کو کال ختم کرنے کا اشارہ کیا اور

داس نے اپنے سامنے رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون کا رسیور مایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ڈاکٹر جوزف بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ڈریک بول رہا ہوں ڈاکٹر جوزف۔ چیف سیکورٹی آفیسر۔" یک نے کہا۔

"فرمائیے کیسے فون کیا ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ "کیا میں آپ کے پاس آ سکتا ہوں۔ میں نے آپ سے انتہائی دردی بات کرنی ہے یا دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ آپ بے پاس تشریف لے آئیں"..... ڈریک نے کہا۔

"آپ فون پر بات کر لیجئے۔ میں انتہائی نازک سائنسی کام میں مروف ہوں اس لئے نہ میں آپ کے پاس آ سکتا ہوں اور نہ ہی آپ اپنے پاس بلا سکتا ہوں"..... دوسری طرف سے ڈاکٹر جوزف نے ٹک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کب تک آپ فارغ ہو جائیں گے"..... ڈریک نے کہا۔ "دو روز بعد"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ دو روز بعد بات ہو جائے گی"..... ڈریک نے کہا اور سیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کریگ کی رپورٹ درست ہے۔ عمران بنی سائنسی لڑکی کو ڈینی کے روپ میں ڈاکٹر جوزف کے پاس بھیج رہا

”سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن اگر صرف وہ عورت وہاں آئے تو اسے بے ہوش کر کے زیر وایریے میں پہنچا دینا اس سے اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں“..... ڈریک نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کی توقع پر پورا اتروں گا۔ آپ مجھے اس سپیشل وے کے بارے میں تفصیل بتا دیں“..... ہانیک نے کہا اور ڈریک نے اسے تفصیل بتا دی۔

”اوکے باس“..... ہانیک نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”بی فائیو ٹرانسمیٹر ساتھ لے جانا اور ساتھ ساتھ مجھے رپورٹ دیتے رہنا“..... ڈریک نے کہا تو ہانیک نے اثبات میں سر ہلادیا۔

ہے اور یہ احمق ڈاکٹر جوزف اسے واقعی ڈینی سمجھ کر بلارہا ہے لئے اس نے مجھے دو روز کا وقت دیا ہے“..... ڈریک نے کہا۔

”تو پھر اب کیا کیا جائے۔ یہ لوگ تو واقعی لیبارٹری میں ہو کر وہاں سے نہ صرف فارمولا لے اڑیں گے بلکہ لیبارٹری بم کر دیں گے اور ہم یہاں بیٹھے ہی رہ جائیں گے“..... ہانیک نے ”ایسی بات نہیں ہے۔ مجھے اس سپیشل وے کا علم ہے۔ تو ساتھیوں سمیت وہاں جاؤ اور جب عمران اور اس کے ساتھی وہاں جائیں تو تم انہیں گیس سے بے ہوش کر کے وہیں ہلا کر دینا“..... ڈریک نے کہا۔

”انہیں بے ہوش کرنا ضروری ہے۔ ویسے کیوں نہ ہلا کر جائے باس“..... ہانیک نے کہا۔

”یہ لوگ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں اور یہ ہر لحاظ سے چوکنا ہوں گے اس لئے اگر تم نے ان پر فائر کھولا تو بہر حال سب ہلا کر ہو سکیں گے جبکہ ان کا ایک آدمی بھی انگریج گیا تو ہمارے لئے رہ بن جائے گا اس لئے اس کا سیف طریقہ یہی ہے کہ پہلے اچانک ان بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی جائے اور پھر ان پر فائر کھو دیا جائے۔ اس طرح ان سب کی موت یقینی ہو جائے گی“۔ ڈریک نے کہا۔

”یس باس۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہاں صرف وہی عورت ہی آئے اس کے ساتھی نہ آئیں“..... ہانیک نے کہا۔

صرف اس صورت میں ہی حاصل کیا جاسکتا ہے کہ وہ ہر طرح سے مطمئن ہو اور یقیناً اس سیشنل وے کے ارد گرد انہوں نے حفاظتی انتظامات کر رکھے ہوں گے اس لئے اگر ہم دونوں چیک کر لئے گئے تو پھر یہ سنہری موقع ضائع ہو جائے گا اور تمہارے ذہن میں جو خدشہ ہے وہ بھی مجھے معلوم ہے۔ لیکن تم فکر مت کرو جولیا مجھ سمیت پوری سیکرٹ سروس سے زیادہ ہوشیار، تیز اور ذہین ایجنٹ ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"تم فکر مت کرو صفدر۔ میں موم کی بنی ہوئی نہیں ہوں کہ پگھل جاؤں گی"..... جولیا نے کہا۔

"کاش تنویر یہاں ہوتا اور وہ یہ فقرہ سن لیتا۔ وہ اسے موم سمجھتا ہے کہ کبھی نہ کبھی بہر حال پگھل جائے گی"..... عمران نے کہا تو صفدر کے ساتھ ساتھ جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔ لیکن اس نے عمران کی بات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے ایک درخت کے قریب جا کر جیپ کو روک دیا۔

"بس اس سے آگے جانا خطرناک ہو سکتا ہے۔ اب یہاں سے تم پیدل جاؤ گی۔ تمہارے پاس صرف ریڈ کاشنر ہے۔ صرف ایمر جنسی کی صورت میں اس پر ہمیں کاشن دے سکتی ہو"..... عمران نے کہا۔

"یہ بہتر نہ تھا کہ میں اپنے ساتھ کوئی وائر لیس بم بھی لے جاتی تاکہ فارمولا حاصل کرنے کے بعد میں وہاں بم رکھ کر واپس آ جاتی"..... جولیا نے کہا تو عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر

گلین ایریے کے شمال میں دور دور تک کھلا میدان تھا اور ایک ٹوٹی پھوٹی سڑک بھی موجود تھی۔ اس وقت سڑک پر ایک جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا ڈینی کے روپ میں بیٹھی ہوئی تھی اور عقبی سیٹ پر صفدر موجود تھا۔

"میں تمہیں اس مجید کے قریب چھوڑ کو واپس چلا جاؤں گا۔ آگے جو کچھ تم نے کرنا ہے وہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے"..... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہم دونوں بھی اگر مس جولیا کے ساتھ اندر چل جائیں تو زیادہ بہتر نہیں ہو گا"..... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے اچانک بولتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں نے تمہیں پہلے بتایا ہے کہ ڈاکٹر جوزف سے فارمولا

پکڑ لیا۔

”کیا ہوا۔ کیا مطلب۔ کیا میں نے غلط بات کی ہے؟“..... جو یا نے اسے اس انداز میں دیکھ کر بے اختیار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں نے تمہیں مشین پٹل ساتھ نہیں رکھنے دیا اور تم کہہ رہی ہو کہ ہم ساتھ لے جاؤں۔ میں نے کتنی بار تمہیں بتایا ہے کہ تم لیبارٹری کے اندر جا رہی ہو۔ اس لیبارٹری کے اندر جسے ریڈ الرٹ کیا گیا ہے۔ اسلحہ اور بم وہاں داخل ہونے سے پہلے ہی چیک ہو جائیں گے اور پھر تم خود سوچ سکتی ہو کہ کیا ہو گا؟“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آئی ایم سوری۔ نجانے کس جھونک میں یہ بات منہ سے نکل گئی؟“..... جو یا نے قدرے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

”پورے اعتماد سے بات کرنا اور بے فکر رہنا۔ ہمیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تم کامیاب لو ٹو گے؟“..... عمران نے کہا۔

”شکریہ“..... جو یا نے کہا اور پھر جیب سے اتر کر وہ پیدل آگے بڑھ گئی جبکہ عمران نے جیب کو واپس موڑا اور پھر جیب کی آواز ہستہ آہستہ سنائی دینا بند ہو گئی۔ جو یا بڑے اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران نے اسے ساری تفصیل بتا دی تھی اور پھر تھوڑی دور جانے کے بعد اسے دور سے ایک ٹوٹا پھوٹا

از سانظر آنے لگ گیا۔ جو یا سمجھ گئی کہ یہی وہ معبد ہے جس کے خانے سے لیبارٹری کے سپیشل وے کا راستہ بنایا گیا ہے۔ وہ بنان سے چلتی ہوئی آتے بڑھتی چلی گئی لیکن جیسے ہی وہ اس معبد قریب پہنچی اچانک ٹھٹھک کر نہ صرف رک گئی بلکہ اس نے اس زمین ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا جیسے گھاس چرتی ہوئی کسی کو اچانک کسی شکاری کی بو آتی ہے اور وہ چوکنا ہو کر ادھر ادھر جاتی ہے لیکن ہر طرف نہ صرف خاموشی چھائی ہوئی تھی بلکہ دور دور کوئی آدمی بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ جو یا چند لمحوں بعد آگے بڑھی اور پھر اس ٹوٹے پھوٹے معبد میں داخل ہو گئی۔ معبد خالی پڑا ہوا تھا۔ اس کو اطمینان ہو گیا کہ اس کا خدشہ غلط ہے اور پھر تھوڑی سی جہد کے بعد وہ تہہ خانہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ پھر وہ یہی تہہ خانے میں داخل ہوئی اچانک اسے اپنے عقب میں آہٹ ٹوس ہوئی تو وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑی لیکن دوسرے لمحے چیز ہلکے سے دھماکے کے ساتھ ہی اس کے پیروں میں گری جبکہ راستے سے وہ تہہ خانے میں داخل ہوئی تھی وہاں کوئی بھی دنہ تھا۔ وہ ابھی اس ہلکے سے دھماکے پر اچھلی ہی تھی کہ یکھٹ کا ذہن کسی تیز رفتار لو کی طرح گھومنے لگ گیا۔ اس نے اپنے کو کنٹرول کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن بے سود۔ اس کا تاریکی میں ڈوبنا چلا گیا۔ پھر جس طرح تاریکی میں روشنی پھیلتی اس طرح اس کے تاریک ذہن میں روشنی پھیلتی چلی گئی۔ اس کا

ہو"..... ڈریک نے کہا۔

"جب میں ہوں ہی ڈینی تو پھر کسی میک اپ کا کیا سوال۔ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کیا تم غداری پر اتر آئے ہو"..... جولیا نے قدرے عصیلے لہجے میں کہا۔ اسے البتہ یہ تسلی تھی کہ ڈیل میک اپ کی وجہ سے اس کا اصل چہرہ سامنے نہیں آیا۔

"سنو لڑکی۔ تمہارا جو بھی نام ہے میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ تم عمران اور اس کے دیگر ساتھیوں سمیت ڈینی کے سپیشل آفس میں داخل ہوئے۔ وہاں تم نے ڈینی کو بے بس کر کے کرسی پر باندھ دیا اور خنجر سے اس کے دونوں نتھنے کاٹ کر اس کی پیشانی پر ضربیں لگا کر اس سے پوچھ گچھ کی۔ یہ سب کچھ ہم اپنے آفس میں بیٹھے دیکھتے رہے۔ پھر عمران نے ڈینی کی آواز اور لہجے میں مجھ سے فون پر بات کی در میرے بعد اس نے ڈاکٹر جوزف سے بات کی۔ ڈاکٹر جوزف اور اپنی کے درمیان گہرے تعلقات تھے اس لئے ڈاکٹر جوزف ڈینی کے لئے سپیشل وے کھولنے پر رضامند ہو گیا۔ لیکن ظاہر ہے ہم اسے ایسا نہیں کرنے دے سکتے تھے اس لئے ہم وہاں معبد میں پہنچ گئے۔ ہمارا نیال تھا کہ تمہارے ساتھ عمران اور دیگر ساتھی بھی آئیں گے لیکن ہم اکیلی وہاں پہنچ گئی اس لئے تمہیں ہلاک کرنے کی بجائے بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا۔ اب تم خود ہمیں بتاؤ گی کہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں اور یہ بھی سن لو کہ جس بے رحمی اور سفاکی سے تم نے ڈینی سے پوچھ گچھ کی ہے یہ میرا ساتھی ہانیک اس سے بھی زیادہ

شعور جیسے ہی پوری طرح بیدار ہوا اور اس کی آنکھیں کھلیں تو نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا جسم صرف کسمسا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کو اندازہ ہو گیا کہ وہ اس کھنڈر کے خانے کی بجائے کسی کمرے میں موجود ہے۔ وہ لکڑی کی کرسی پر ہوئی تھی اور اس کے جسم کو رسی سے باندھا گیا تھا جبکہ سائے کرسیوں پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ایک آدمی ان کے عقب کھڑا تھا۔ ایک طرف جدید ترین میک اپ واشربھی سٹینڈ پر رکھا تھا۔ کمرے کی ساخت بتا رہی تھی کہ یہ کمرہ زیر زمین ہے۔

"عمران تمہیں کہاں تک چھوڑ گیا تھا"..... اچانک سامنے ہونے ایک آدمی نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی کیونکہ وہ اس سے ہی پہچان گئی تھی کہ یہ ڈریک ہے کیونکہ عمران نے اس سامنے ہی ڈینی کے آفس سے ڈریک سے بات کی تھی اور لاؤڈر کی وجہ سے وہ اس کی آواز سنتی رہی تھی۔

"یہ تم نے کیا کیا ہے ڈریک۔ مجھے اس طرح باندھنے کا بے مطلب ہوا"..... جولیا نے ڈینی کی آواز اور لہجے میں بات کرنے ہوئے کہا۔ عمران نے اسے ڈینی کی آواز اور لہجے میں بات کرنے کی باقاعدہ مشق کرائی تھی تو جولیا کی آواز اور لہجہ سن کر ڈریک بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا تم سمجھ رہی ہو کہ ابھی تمہارے چہرے پر ڈینی کا میک اپ موجود ہے۔ ایسی بات نہیں۔ اب تم اپنے اصل ایشیائی حلیے میں

میرا ناسک صرف ڈاکٹر جوزف سے فارمولے کا حصول تھا اور اس کے لئے کسی اسلحہ وغیرہ کی ضرورت نہ تھی اور جہاں تک ہمارے رابطے کا تعلق ہے تو چونکہ اس کی ضرورت نہ تھی اس لئے نے ایسا کوئی آلہ ساتھ نہیں رکھا..... جو یانے جواب دیا۔

عمران اور اس کے ساتھی اب کہاں ہیں..... ڈریک نے کہا۔ وہ مجھے اس معبد سے تقریباً دو میل پہلے جھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ ے درمیان طے ہوا تھا کہ میں فارمولا حاصل کر کے واپس شہر پہنچوں گی تو ہوٹل ریڈرٹ میں رہوں گی۔ وہاں عمران خود سے رابطہ کر لے گا..... جو یانے کہا۔

انیک۔ یہ اب تمہارا کام ہے کہ اس سے وہ سب کچھ اگلاؤ جو علوم کرنا چاہتا ہوں..... ڈریک نے یکفخت گردن موڑ کر بیٹھے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

ہی باس..... اس آدمی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

لیا تم احق ہو..... اچانک جو یانے قدرے غصیلے لہجے میں

ہاں احق نہیں ہوں لیکن تم مجھے احق سمجھ رہی ہو کیونکہ جو کچھ بتایا ہے وہ سب غلط ہے اس لئے اب اصل بات ہانیک گا اور اس کے بعد تم اس قابل نہ رہو گی کہ کسی کو اپنا چہرہ ماسکو اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سب کچھ سچ سچ بتا ڈریک نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

بے رحمی اور سفاکی سے تم سے پوچھ گچھ کر سکتا ہے اور یہاں عمران اور اس کے ساتھی بھی موجود نہیں ہیں جو تمہیں بچا سکیں۔ چونکہ تمہارا تعلق بہر حال سرکاری مہجیسی سے ہے اور ہمارا تعلق ہجو سرکاری مہجیسی سے ہے اس لئے میں تمہیں آخری موقع دینا چاہتا ہوں کہ اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتی ہو تو عمران اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں تفصیل بتاؤ..... ڈریک نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو جو یانے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ظاہر ہے جو کچھ ڈریک کہہ رہا تھا وہ درست تھا اس لئے اب مزید اپنی بات پر اصرار کرنا حماقت ہی تھی۔ عمران کا تیار کردہ سارا سیٹ اب پہلے ہی قدم پر اکھ کا دھیر بن گیا تھا۔

”میرا نام مارگرٹ ہے اور میں واقعی عمران کی ساتھی ہوں۔“ جو یانے کہا۔

”لیکن تمہارا نام۔ کیا مطلب۔ کیا وہاں ایسے ناموں کے لوگ بھی رہتے ہیں..... ڈریک نے حیران ہو کر کہا۔

”ہاں۔ میں پاکیشیا کی نہ صرف شہری ہوں بلکہ میرے آباؤ اجداد بھی وہیں رہتے چلے آئے ہیں..... جو یانے جواب دیتے ہوئے کہا۔“ ٹھیک ہے ہو گی۔ لیکن اب تم ہمیں بتاؤ کہ تمہارا عمران سے رابطہ کیسے ہو گا کیونکہ ہم نے تمہاری تلاش لی ہے لیکن تمہارے پاس نہ کوئی اسلحہ ہے اور نہ ہی کوئی ایسا آلہ جس سے رابطہ ہو سکے۔“ ڈریک نے کہا۔

تم جیسی فطرت رکھنے والوں کے لئے میری کیا حیثیت ہے۔ جو لیا  
بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اوہ۔ ہائیک۔ فوراً اس سپیشل وے کو  
کرو۔ میں لیبارٹری جا رہا ہوں اور اسے گولی مار دو۔ ڈریک  
ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا تو ہائیک بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

”ڈیوڈ۔ اسے گولی مار دو۔“ ہائیک نے اپنے عقب میں  
آدمی سے کہا اور اس کے سر ہلانے پر وہ اور ڈریک دونوں  
سے باہر نکل گئے تو اس آدمی نے جیب میں ہاتھ ڈال کر  
ہاسٹل نکال لیا۔

ایک منٹ رک جاؤ۔ میں کہیں بھاگی تو نہیں جا رہی۔ جو لیا

میں چیف ڈریک کی فطرت کا آدمی نہیں ہوں۔“ ڈیوڈ نے  
پچھنے ہوئے کہا۔

”ہو گئے لیکن میری بات سن لو۔ گولی تو تم نے بہر حال مارنی  
۔ مار لینا۔“ جو لیا نے کہا۔

م واقعی بہادر اور حوصلہ مند عورت ہو ورنہ عام عورتوں کا  
ایسا نہیں ہوتا۔ موت کو سامنے دیکھ کر پچھنے چلانے اور  
ابھیک مانگنا شروع کر دیتی ہیں۔“ ڈیوڈ نے کہا۔

ریمارکس کا شکریہ۔ یہ بتاؤ کہ کیا واقعی ہم لیبارٹری سے  
..... جو لیا نے کہا۔

”اگر میں بتا دوں تو تم کیا کرو گے۔“..... جو لیا نے کہا۔  
”میں تمہیں آزاد کر دوں گا اور عمران کو گھیر لوں گا۔“.....  
نے کہا۔

”پہلے یہ بتاؤ کہ یہ کون سی جگہ ہے۔ کیا یہ لیبارٹری ہے  
نے کہا تو ڈریک بے اختیار ہنس پڑا۔

”نہیں۔ ہم اسے زیر ویریا کہتے ہیں۔ یہ لیبارٹری سے کافی ذ  
ایک علیحدہ عمارت ہے۔ لیبارٹری کا اس عمارت سے کوئی  
نہیں ہے۔“..... ڈریک نے کہا۔

”تو پھر عمران کا اندازہ درست تھا۔“..... جو لیا نے کہا تو ڈ  
بے اختیار چونک پڑا جبکہ ہائیک کو ڈریک نے ہاتھ کے اشارے  
دوبارہ بیٹھنے کا کہہ دیا تھا اس لئے وہ بیٹھ گیا تھا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتی ہو تم۔“..... ڈریک نے کہا۔  
”تم نے یہ تو سنا ہوا ہو گا کہ شکار کرنے کے لئے چارہ استعمال

کیا جاتا ہے اور ایسا ہی عمران نے کیا ہے۔ مجھے اس نے اس لئے  
تھا کہ اسے معلوم تھا کہ تم مجھے پکڑ کر مجھ سے پوچھ گچھ کرو گے  
ایسا یقیناً لیبارٹری سے باہر ہو گا۔ اس طرح تم نہ صرف لیبارٹری۔

باہر آ جاؤ گے بلکہ سپیشل وے کی طرف سے بھی مطمئن ہو جاؤ گے

اس کے بعد وہ اطمینان سے کام کرے گا۔ جہاں تک میری ذات

تعلق ہے تو اس کا خیال تھا کہ تم مجھے ہلاک نہیں کرو گے کیونکہ

تمہاری فطرت کو جانتا ہے اور اسے میرے بارے میں بھی معلوم ہے

”کیا۔ کیا مطلب“..... ڈیوڈ نے جولیا کو کھڑے دیکھ کر بے اختیار ٹھٹھکتے ہوئے کہا۔

”میں نے سوچا کہ تمہیں بتا دوں کہ میں بھی کچھ کر سکتی ہوں۔“  
جولیا نے بڑے میٹھے لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم۔“..... ڈیوڈ نے یکجہت چوہکتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پانی کی بوتل جولیا پر مارنے کی کوشش کی لیکن جولیا نے ہاتھ گھمایا اور بوتل اس کے ہاتھ سے ٹکرا کر دور کونے میں جاگری اور پھر اس سے پہلے کہ ڈیوڈ جیب سے مشین پشٹل نکالتا جولیا نے اس پر حملہ کر دیا اور دوسرے لمحے ڈیوڈ چیختا ہوا ایک دھماکے سے فرش پر جاگرا۔ اس نے جولیا کے حملے سے بچنے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن جولیا نے دائیں ہاتھ کو حرکت دے کر یکجہت بائیں ہاتھ کی بھرپور ضرب اس کی گردن پر لگائی تھی۔ پھر جیسے ہی ڈیوڈ نیچے گرا جولیا کی لات گھومی اور ڈیوڈ کی کنپٹی پر پڑنے والی ایک ہی بھرپور ضرب نے اسے دنیا و مافیہا سے یگانہ کر دیا اور اس کا جسم ایک جھٹکا کھا کر سیدھا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔ جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے جھٹک کر اس کی جیب سے مشین پشٹل کھینچا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی لیکن تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس کے چہرے پر حیرت تھی کیونکہ یہ واقعی ایک زرعی فارم جیسی عمارت تھی جس کے ارد گرد سوائے

”ہاں۔ کافی دور ہیں“..... ڈیوڈ نے کہا اور مشین پشٹل کا اس نے جولیا کی طرف سیدھا کر لیا۔

”کیا تم میری آخری خواہش پوری نہیں کرو گے۔ ابھی میری تعریف کر رہے تھے“..... جولیا نے کہا۔  
”کیسی خواہش“..... ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

”صرف اتنی کہ تم مجھے پانی پلاؤ“..... جولیا نے کہا۔

”میں پہلے تمہاری رسیاں چیک کر لوں۔ پھر جادوں گا۔“ ڈیوڈ

”بے شک چیک کر لو“..... جولیا نے کہا تو ڈیوڈ آگے بڑھا اس نے کرسی کے گرد گھوم کر رسیاں چیک کیں اور پھر مطمئن میں چلتا ہوا وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر جیسے ہی وہ کمرہ باہر گیا جولیا کے دونوں ہاتھ جو اس کے عقب میں بندھے ہوئے حرکت میں آگئے۔ وہ پہلے ہی گانٹھ کو چیک کر چکی تھی اور گانٹھ انداز میں باندھی گئی تھی یہ ایکریمین (بجٹنوں کا مخصوص انداز) جولیا اور اس کے ساتھیوں نے ایسی گانٹھوں کو کھولنے کی تربیت حاصل کی ہوئی تھی اس لئے چند لمحوں میں ہی وہ گانٹھ لینے میں کامیاب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی دوسری رسیاں ڈگنیں تو اس نے بجلی کی سی تیزی سے رسیاں کھینچ کر علیحدہ کر پھر اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ڈیوڈ ہاتھ پر کی ایک بوتل اٹھائے اندر داخل ہوا۔



دوسرے کی ٹانگوں کو نشانہ بنایا گیا تھا اس لئے وہ نیچے پڑا حیرت رہا تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا۔ بولو ورنہ"..... جو یانے آگے بڑھ کر اس کی کینٹی پر ریو اور رکھ دیا۔

"ڈارسن - ڈارسن"..... اس آدمی نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈریک کہاں ہے۔ بولو"..... جو یانے کہا۔

"وہ - وہ - چیف لیبارٹری میں واپس چلا گیا ہے۔ اس نے ہمیں بیجا ہے کہ تمہیں ساتھ لے آئیں"..... اس آدمی نے رک رک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہنگی لی اور اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں تو جو یاسیدھی کھڑی ہو گئی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ ہائیک یقیناً وہاں اس ٹوٹے پھوٹے معبد میں گیا ہوگا لیکن اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے اس لئے اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اس ہیلی کاپٹر شہر جانے لگی لیکن پھر اس نے سوچا کہ عمران سے بات کر لی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ وہ تیزی سے مڑی اور فون کی طرف بڑھ گئی لیکن جب اس نے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا تو بے اختیار اس کا منہ بن گیا کیونکہ رسیور میں ٹون ہی نہ تھی۔ وہ رسیور کھ کر مڑی اور پھر اس نے اس عمارت کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ ٹوڑی دیر بعد وہ ایک خفیہ الماری تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ الماری میں جدید ساخت کا اسلحہ موجود تھا جس میں گیس پستون

گھاس پھوس اور درختوں کے کچھ نہیں تھا اور اس عمارت میں سوائے اس ڈیوڈ کے اور کوئی آدمی بھی موجود نہ تھا۔ البتہ یہاں فون موجود تھا۔ جو یانے مشین پستل کا رخ ڈیوڈ کے سینے کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ڈیوڈ کے جسم نے یکے بعد دیگرے کئی جھٹکے کھائے اور پھر ساکت ہو گیا۔ جو یانے واپس مڑی اور اس کمرے میں آگئی جہاں فون موجود تھا۔ ابھی وہ فون کا رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھا ہی رہی تھی کہ یکھٹ اسے ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑی اور دوڑتی ہوئی باہر برآمدے میں آگئی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہیلی کاپٹر کے عمارت کے اوپر موجود چیک کر لیا۔ وہ تیزی سے ایک چوڑے ستور کی اوٹ میں ہو گئی۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر ذریعہ فارم کی عمارت کے ایک حصے میں اتر گیا۔ ہیلی کاپٹر رکے ہی اس میں سے دو افراد تیزی سے باہر آگئے لیکن ان دونوں میں نہ کوئی ڈریک تھا اور نہ ہی ہائیک بلکہ یہ کوئی اور لوگ تھے۔

"ڈیوڈ ہیلی کاپٹر کی آواز سن کر باہر نہیں آیا"..... ایک آدمی نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ لڑکی خوبصورت تھی اس لئے کیا کہا جاسکتا ہے"۔ دوسرے آدمی نے بڑے شیطانی لہجے میں کہا تو جو یانے نے یکھٹ ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے۔ ان میں سے ایک تو چند لمحوں بعد ہی ساکت ہو گیا جبکہ

اور ان کے مخصوص میگزین کے ساتھ ساتھ انتہائی طاقتور ہوا مشین پٹل اور ان کے میگزین بھی موجود تھے۔ اس اسلحے کو دیکھا ہی جو لیا کے ذہن میں فوراً ہی ایک نیا منصوبہ ترتیب پا گیا۔ اس سوچا کہ واپس عمران کے پاس جانے کی بجائے کیوں ناں وہ اس کا پٹر سوار ہو کر اس ٹوٹے پھوٹے معبد میں واپس جائے اور وہاں مار کر اس سپیشل وے کو کھول کر اندر داخل ہو جائے۔ اس کے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اس نے ضروری اسلحہ الماری سے نکالا اور وہ واپس آ کر ہیلی کاپٹر میں بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر فضا بلند ہوتا چلا گیا۔ کافی بلندی پر پہنچ کر جو لیا نے ایک لمبا راونڈ گا وہ اس معبد کو تلاش کرنا چاہتی تھی لیکن معبد اسے کہیں نظر نہ تھا تو اس نے سوچا کہ وہ پہلے شہر پہنچے اور پھر اس رخ سے آگے بڑھیں جس رخ پر عمران اسے جیب پر سوار کر کے چھوڑ گیا تھا۔ چنانچہ نے ہیلی کاپٹر کا رخ شہر کی طرف کر دیا جدھر دور شہر کی بلند عمارتیں چھوٹی چھوٹی ماحسوس جیسی نظر آرہی تھیں۔ ابھی وہ تھوڑے آگے بڑھی ہو گی کہ سائیڈ سے سینی کی آواز سنائی دینے لگی تو جو لیا اختیار چونک پڑی لیکن اس نے ٹرانسمیٹر آن نہ کیا کیونکہ اسے بہر معلوم تھا کہ اس نے جو بھی جواب دیا اسے چیک کر لیا جائے گا۔ دیر تک کال آتی رہی لیکن پھر ٹرانسمیٹر آف ہو گیا تو جو لیا نے خیال کے تحت تیزی سے ٹرانسمیٹر پر عمران کی مخصوص فریک

”ہیلو۔ ہیلو۔ مارگرٹ کاٹنگ۔ اوور.....“ جو لیانے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس - مائیکل بول رہا ہوں۔ اور“..... تھوڑی دیر بعد ہی از انسٹیٹیوٹ سے عمران کی آواز سنائی دی تو جولیانے اسے مختصر الفاظ میں تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ تم فوراً شہر کے آغاز میں پہنچ کر ہیلی کاپٹر اتار کر چھوڑ دو  
ورنہ ہیلی کاپٹر سٹ بھی ہو سکتا ہے۔ جلدی کرو اور پھر ٹیکسی میں سوار  
ہو کر زیر و اس پہنچ جاؤ۔ فوراً۔ اور.....“ عمران نے تیز لہجے میں  
کہا۔

”میں تیرے سوچ رہی تھی کہ اسی کارروائی کو دوبارہ شروع کر دوں۔“  
اور..... جو لیانے کہا۔

جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے کرو۔ اور اینڈ آل..... عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر ہیلی کا پٹرکی رفتار مزید بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ شہر کے آغاز میں پہنچ گئی تو اس نے ایک مناسب جگہ پر ہیلی کا پٹر زمین پر اتار دیا اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اس طرف کو بڑھنے لگی جہاں بڑی سڑک تھی جہاں اس نے ٹریفک چلتی دیکھی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک پیدل چلنے کے بعد وہ اس سڑک پر پہنچ گئی اور تھوڑا سا انتظار کرنے کے بعد اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو ریڈ بار چلنے کے لئے کہا

بارٹری میں داخل ہو کر اسے تباہ کر کے ہی واپس آتی۔"۔ جولیا نے تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ تقریباً

پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد ڈرائیور نے ٹیکسی ایک نیا عمارت کے سامنے جا کر روک دی۔ اس عمارت پر ریڈ بار کا بولہ موجود تھا۔ جولیا نے کرائے کے ساتھ ٹپ دی اور پھر تیز رفتاری سے اٹھاتی ریڈ بار کی طرف بڑھتی چلی گئی لیکن اس کے مین گیٹ کے قریب جا کر وہ مڑی اور ایک بار پھر وہ سڑک پر پہنچ گئی۔ وہاں سے پیدل چلتی ہوئی کچھ آگے جا کر ایک گلی میں مڑی۔ یہ گلی آگے سے تھی۔ جولیا نے تقریباً گلی کے اختتام پر پہنچ کر وہاں موجود ایک دروازے پر تین بار مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر صفدر موجود تھا۔

"اوہ آپ۔ آئیے۔"۔ صفدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا "جولیا اندر داخل ہو گئی۔ ایک کمرے میں عمران، تنویر اور کیٹھن شکیل موجود تھے۔ عمران کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"آئی ایم سوری مائیکل۔ میں ناکام رہی ہوں۔"۔ جولیا نے ہونے لے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"حالانکہ تم نے وہ کارنامہ سرانجام دیا ہے جو شاید ہم میں سے کوئی بھی سرانجام نہ دے سکتا تھا۔"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیسا کارنامہ۔ میں تو بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر واپس آئی ہوں۔ ویسے اگر تم مجھے سخت لے میں واپسی کا نہ کہتے تو میں جبراً اس

بارٹری میں داخل ہو کر اسے تباہ کر کے ہی واپس آتی۔"۔ جولیا نے تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ تقریباً پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد ڈرائیور نے ٹیکسی ایک نیا عمارت کے سامنے جا کر روک دی۔ اس عمارت پر ریڈ بار کا بولہ موجود تھا۔ جولیا نے کرائے کے ساتھ ٹپ دی اور پھر تیز رفتاری سے اٹھاتی ریڈ بار کی طرف بڑھتی چلی گئی لیکن اس کے مین گیٹ کے قریب جا کر وہ مڑی اور ایک بار پھر وہ سڑک پر پہنچ گئی۔ وہاں سے پیدل چلتی ہوئی کچھ آگے جا کر ایک گلی میں مڑی۔ یہ گلی آگے سے تھی۔ جولیا نے تقریباً گلی کے اختتام پر پہنچ کر وہاں موجود ایک دروازے پر تین بار مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر صفدر موجود تھا۔

"اوہ آپ۔ آئیے۔"۔ صفدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا "جولیا اندر داخل ہو گئی۔ ایک کمرے میں عمران، تنویر اور کیٹھن شکیل موجود تھے۔ عمران کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"آئی ایم سوری مائیکل۔ میں ناکام رہی ہوں۔"۔ جولیا نے ہونے لے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"حالانکہ تم نے وہ کارنامہ سرانجام دیا ہے جو شاید ہم میں سے کوئی بھی سرانجام نہ دے سکتا تھا۔"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیسا کارنامہ۔ میں تو بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر واپس آئی ہوں۔ ویسے اگر تم مجھے سخت لے میں واپسی کا نہ کہتے تو میں جبراً اس

”اب یہ اس ٹیکسی ڈرائیور کو تلاش کریں گے اور اس طرح وہ  
بلاکب تو پہنچ جائیں گے لیکن اس سے آگے نہیں“..... عمران نے  
با۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا یہ سب کچھ۔ کیا تم یہاں سے میری نقل  
حرکت کی نگرانی کر رہے تھے“..... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے  
ہج میں کہا۔

”میں شریف آدمی ہوں اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی  
محرم خاتون کی نگرانی اس انداز میں کروں کہ اسے معلوم ہی نہ  
۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں کا علم ہے۔ تم نے لازماً ان چھوٹی چھوٹی  
نوں کا خیال رکھا ہو گا کہ ٹیکسی ڈرائیور کو تلاش کیا جاسکتا ہے اور  
اسے معلوم کیا جاسکتا ہے اس لئے تم نے خود ہی ایسا کیا ہو گا۔“  
ان نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”تم نے بات تو اتنے یقین سے کی تھی کہ جیسے تم سب کچھ خود  
بھر رہے تھے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر مجھے تم پر یقین نہ ہوتا تو کس پر ہوتا“..... عمران نے کہا تو  
یا کا چہرہ یلخت گلنار سا ہو گیا۔

”اب یہاں بیٹھے صرف گپیں ہی ہانپتی ہیں یا ہم نے کوئی کام بھی  
نا ہے“..... ایک سائیڈ پر خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے یلخت  
یلجے میں کہا۔

”کام کرنے کی کوئی لائن آف ایکشن بھی تو ملے یا ایسے ہی منہ

کہیں اور ڈال دیا جاتا اور پھر تم لازماً واپس ہمارے پاس پہنچتی او  
طرح ڈریک اور اس کا گروپ ہمارے سروں پر موجود ہوتا لیکن  
نے ان کی ساری سکیم اس طرح ختم کر دی کہ اس سے پہلے کہ  
تمہیں بے ہوش کرتا اور تمہارے لباس میں کوئی خفیہ آلہ چھپ  
تم نے ڈیوڈ کو ہلاک کر دیا اور وہ ہیلی کاپٹر اسی لئے وہاں بھجوا یا  
کہ وہ تمہیں وہاں سے اٹھا کر شہر کے قریب چھوڑ دیتے“۔ عمران  
وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ واقعی یہ بہترین ٹریپ تھا لیکن مس جولیا نے ان کا  
منصوبہ اس ڈیوڈ کو ہلاک کر کے الٹ دیا“..... صفدر نے کہا۔  
”لیکن کیا انہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا ہو گا کہ ہیلی کاپٹر میں  
اڑایا ہے۔ کیا وہ اب ہمارے پیچھے نہیں آئیں گے“..... جولیا  
کہا۔

”انہوں نے کوشش کی ہے لیکن اس سے پہلے کہ وہ کامیاب  
ہوتے تم نے ہیلی کاپٹر نیچے اتار دیا اور اسی لئے میں نے تمہیں  
لجے میں کہا تھا کہ جلدی واپس آؤ کیونکہ جس طاقت کا ہیلی کاپٹر  
ٹرائسمیٹر نصب تھا اس سے صاف پتہ چلتا تھا کہ ہیلی کاپٹر ریڈ  
کنٹرول ہے اور وہ اسے کسی بھی وقت کنٹرول میں کر سکتے ہیں  
عمران نے کہا۔

”آخر اب بھی تو وہ کوئی نہ کوئی کارروائی کریں گے“۔ جولیا نے  
کہا۔

اٹھائے بغیر دیکھے چل پڑیں۔..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"مائیکل بول رہا ہوں"..... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آسٹر بول رہا ہوں۔ آپ کا کام ہو گیا ہے"..... دوسری طرف سے ایک کرخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"اچھا۔ کیا رپورٹ ہے"..... عمران نے کہا۔

"مسٹر مائیکل۔ گلین ایریے کی دوسری چٹیک پوسٹ پر جارح ریٹائل انچارج ہے۔ تم نے وہاں پہنچ کر اسے بلیک آسٹر کہنا ہے۔ وہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اپنی مخصوص ویگن میں تھری ایکس سپاٹ پر پہنچا دے گا۔ اس کے بعد تمہارا اپنا کام ہو گا"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ تھری ایکس سپاٹ کہاں ہو گا"..... عمران نے کہا۔

"مسٹر مائیکل۔ یہ وہ سپاٹ ہے جس کے بعد چیکنگ نہیں ہوتی۔ اگر کوئی چیکنگ ہوتی ہے تو وہ وہاں کے پراجیکٹس کی اپنی ہوتی ہے۔ گلین ایریے کی جنرل چیکنگ نہیں ہوتی"..... آسٹر نے جواب دیا۔

"کیا جارح خود ہمارے ساتھ جائے گا"..... عمران نے کہا۔

ہاں۔ اسے جانا ہو گا کیونکہ اس وقت وہ جنرل شفٹ انچارج

"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ٹھینک یو"..... عمران نے کہا اور رسیور لٹا دیا۔

"یہ کون تھا"..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں ایک گروپ ہے جو گلین ایریے میں سپلائی کا دھندہ کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یہاں ایک نائٹ کلب بھی بنایا ہوا ہے۔ اس سپلائی کے دھندے کے لئے اسے یہاں بڑے افسروں کو ٹوٹ دینا پڑتی ہے اس لئے یہ لوگ کلب میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس گروپ کا انچارج بھی آسٹر ہے۔ آسٹر کی ٹپ میں نے بریڈیا فون کر کے ایک آدمی سے لی اور اس نے آسٹر کو میرے رے میں بریف بھی کر دیا۔ چنانچہ میں نے آسٹر سے بات کی اور سڑنے مجھے بتایا کہ وہ شفٹ انچارج کو معاوضہ اور کلب میں رانات کے عوض راضی کر لے گا۔ اس کے بعد اس کا فون آیا اور تم نے بھی اسے سنا ہے"..... عمران نے کہا۔

"یہ سارا کام تم نے کب کیا ہے"..... جولیا نے کہا۔

"تمہاری کال ملنے کے بعد کیونکہ تمہاری اس سپیشل وے سے اگلی کے بعد اب اور کوئی راستہ نہیں رہا۔ سوائے اس کے کہ ہم براہ راست آگے بڑھیں اور یہاں گلین ایریے میں سپیشل جنرل ٹینگ موجود ہے۔ اس سے گزرے بغیر ہم کسی صورت اندر داخل نہیں ہو سکتے اس لئے یہ کام کرنا پڑا ہے"..... عمران نے کہا تو سب

نے اثبات میں سر ملا دیئے۔

”عمران صاحب۔ لیبارٹری یقیناً انڈر گراؤنڈ ہوگی۔ اس صورت میں اسے کیسے ٹریس کیا جائے گا؟..... کیپٹن شکیل نے کہا۔“  
”میرے پاس ٹرانسمیٹر موجود ہوگا اور مجھے اس ڈریک کی فریکوئنسی کا علم ہو گیا ہے۔ باقی کام وہاں جا کر ہو جائے گا۔“..... عمران نے کہا  
تو سب نے اثبات میں سر ملا دیئے۔

ڈریک نے اس انداز میں ہونٹ بھیج رکھے تھے جیسے اس نے کبھی نہ بولنے کی قسم کھالی ہو۔ ہائیک اس کے قریب ہی دوسری سیٹ پر موجود تھا۔ وہ دونوں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔  
”سب کچھ ختم ہو گیا۔ مجھے یقین تھا کہ ڈیوڈ اپنا کام کر لے گا۔ وہ لڑکی بندھی ہوئی تھی اور بے بس تھی لیکن یہ ڈیوڈ اتہائی نکما ثابت ہوا ہے۔ نانسنس۔ سارا منصوبہ ہی ختم ہو گیا۔“..... اچانک ڈریک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”باس۔ بہر حال یہ لوگ گلین ایریا میں تو داخل ہوں گے۔ اب جارجیا میں بیٹھ کر تو وہ نہ فارمولا حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی لیبارٹری تباہ کر سکتے ہیں۔“..... ہائیک نے کہا۔  
”وہ شیطان صفت لوگ ہیں۔ اب دیکھو کس طرح ایک عورت نے جو بندھی ہوئی اور بے بس تھی ڈیوڈ کا خاتمہ کر دیا۔ مجھے یقین ہے

نہیں"..... ہائیک نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں نے کوشش کی ہے لیکن نجانے کیا مسئلہ ہے کہ بلاسٹ نارگٹ ہی نہیں ہو رہا اور آپ کو تو معلوم ہے کہ جب تک بلاسٹ نارگٹ نہ ہو وہ آن ہی نہیں ہوتا۔ آپ آجائیں مشین روم میں باس"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہائیک نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں"..... ڈریک نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے باس کہ یہ لوگ جنرل چیکنگ سے چیک ہو کر ریڈ ایریے میں داخل ہو جائیں پھر ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ نارگٹ میں ہی نہیں آرہے۔ آخر یہ سب کیسے ممکن ہے"۔ ہائیک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھو کیا ہوتا ہے"..... ڈریک نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک ہال نما کمرے میں داخل ہوئے جس میں دیواروں کے ساتھ چار بڑی بڑی مشینیں موجود تھیں جن میں سے ہر ایک کے سامنے ایک ایک آدمی موجود تھا۔ ایک طرف اندھے شیشے کا بنا ہوا کرہ تھا اور وہ دونوں تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ کمرے میں ایک مشین سینڈ پر رکھی ہوئی تھی جس کی سکرین خاصی چوڑی تھی۔ اس کے سامنے کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور ایک کرسی پر ایک آدمی موجود تھا جو ان دونوں کے پیچھے ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

کہ وہ یہاں پہنچنے کے لئے کوئی نہ کوئی چکر چلائیں گے۔ تم نے میدانی نگرانی کا کیا انتظام کیا ہوا ہے"..... ڈریک نے کہا۔

"باس۔ لیبارٹری سے باہر چاروں طرف چار میل کا ایریا سیٹلائٹ کے ذریعے مسلسل چیک ہو رہا ہے۔ اسے ریڈ ایریا کہتے ہیں۔ جیسے ہی کوئی آدمی یا کوئی گاڑی ریڈ ایریے میں داخل ہوگی اسے یہاں سے صرف ایک بٹن دبا کر تباہ کیا جاسکتا ہے"..... ہائیک نے کہا۔

"اور اگر کوئی ہیلی کاپٹر آجائے تو"..... ڈریک نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر تو جنرل چیکنگ میں ہی روک لیا جائے گا۔ اس کے باوجود ہیلی کاپٹر کو بھی تباہ کرنے کے انتظامات موجود ہیں"۔ ہائیک نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ہائیک کے ساتھ پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ دونوں چونک پڑے۔ ہائیک نے تیزی سے رسیور اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس۔ ہائیک بول رہا ہوں"..... ہائیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"آرٹلڈ بول رہا ہوں باس۔ چیکنگ روم سے۔ ایک عورت اور چار مردوں پر مشتمل ایک گروپ ریڈ ایریے میں داخل ہوا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو ہائیک کے ساتھ ساتھ ڈریک بھی بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا کہا ہے تم نے۔ انہیں ہلاک کیا ہے یا

”تو پھر اب یہ کیسے ہلاک ہوں گے“..... ڈریک نے کہا۔  
 ”آرنلڈ۔ کیا باہر بے ہوش کر دینے والی گیس فارہ ہو سکتی ہے۔“  
 ہائیک نے آرنلڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں باس۔ وہ بھی اس وقت ہوگی جب کمپیوٹر انہیں نارگٹ کرے گا۔ جب کمپیوٹر انہیں نارگٹ ہی نہیں کر رہا تو پھر کچھ بھی نہیں ہو سکتا“..... آرنلڈ نے جواب دیا۔

”دری بیڈ۔ پھر تو یہی ہو سکتا ہے کہ ہم یہاں بیٹھے بس انہیں سکرین پر دیکھتے رہیں۔ وہ خود ہی گھوم پھر کر واپس چلے جائیں گے“..... ہائیک نے کہا۔

”یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ اب دیکھو تمہارا نظام یکسر فیل ہو کر رہ گیا ہے حالانکہ انہیں یہ معلوم ہی نہیں ہوگا کہ تم نے یہاں کیا نظام بنا رکھا ہے لیکن اس کے باوجود تمہارا نظام ناکام ہو چکا ہے اور انہوں نے اگر لیبارٹری کا بیرونی وے کھول لیا تو پھر معاملات انتہائی خراب ہو جائیں گے“..... ڈریک نے کہا۔

”پھر تو ایک ہی صورت ہے باس کہ بیرونی وے کھول کر باہر آدمی بھیج کر انہیں ہلاک کیا جائے اور تو کوئی صورت نہیں ہے۔“  
 ہائیک نے جواب دیا۔

”نہیں۔ اس طرح تو ہم خود ہی انہیں اندر آنے کا راستہ دکھا دیں گے“..... ڈریک نے کہا۔

”پھر آپ جیسے حکم دیں“..... ہائیک نے اٹھے ہوئے لہجے میں

”یہ کیسے ممکن ہے آرنلڈ“..... ہائیک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ خود دیکھ لیں باس“..... آرنلڈ نے کہا تو ہائیک اور ڈریک دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے تو آرنلڈ بھی دوبارہ درمیانی کرسی پر بیٹھ گیا۔ سکرین پر واقعی ایک کھلا میدان نظر آ رہا تھا جس میں چار مرد اور ایک عورت اس انداز میں چل رہے تھے جیسے وہ ریسرچ سکار ہوں اور اس علاقے میں کوئی خصوصی ریسرچ کرنے کے لئے آئے ہوں۔ ان میں سے کسی کے پاس کوئی سامان نہ تھا۔

”اوو۔ اوو۔ یہ ہمارے مطلوبہ لوگ ہیں۔ یہی ہیں۔ انہیں الٹا دو۔ جلدی۔ فوراً“..... ڈریک نے چیختے ہوئے کہا۔

”یہ نارگٹ میں نہیں آرہے باس۔ ان کے پاس کوئی خصوصی آلات ہیں۔ اب کیا ہوگا“..... ہائیک نے کہا۔

”کیا مطلب۔ مجھے سمجھاؤ کیا کر رہے ہو تم“..... ڈریک نے کہا۔  
 ”باس۔ یہاں سے باہر بلاسٹنگ کمپیوٹر کے ذریعے ہوتی ہے اور کمپیوٹر اس وقت بلاسٹنگ کرتا ہے جب نارگٹ اس میں فیڈ ہو جاتا ہے اور اس کا بلاسٹنگ نظام ہی کام نہیں کرتا اور آپ یہ سکرین دیکھیں اس پر نارگٹ نظر آ رہا ہے لیکن نارگٹ جیسے ہی ان افراد کی طرف جاتا ہے جھٹکے سے سائیڈ پر چلا جاتا ہے“..... ہائیک نے سکرین کے نیچے لگی ہوئی ایک چھوٹی سکرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ڈریک نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔



کہا۔

"باس۔ ایک کام ہو سکتا ہے"..... اچانک آرئلڈ نے کہا۔  
 "وہ کیا"..... ہائیک اور ڈریک دونوں نے چونک کر پوچھا۔  
 "ماسٹر ویل میں انہیں گرایا جاسکتا ہے۔ اس کا تعلق کمیونٹر نہیں ہے"..... آرئلڈ نے کہا۔  
 "ماسٹر ویل۔ کیا مطلب۔ کیا ہے یہ"..... ڈریک نے چونک کر کہا۔

"لیبارٹری میں پانی کی سپلائی کے لئے خصوصی کنواں بنایا گیا ہے جس کے اندر باقاعدہ مشینری ہے۔ اسے لیبارٹری سے باہر بنایا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعے لیبارٹری تک نہ پہنچا جاسکے اور اسے کمیونٹر سے علیحدہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس کی باقاعدہ دیکھ بھال باہر سے ایک کمپنی کرتی ہے اس کے لئے یہاں سے اسے کھولا جاتا ہے"..... آرئلڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔  
 "اس میں کس قسم کی مشینری ہے اور اس کا رابطہ لیبارٹری سے کیسے ہے"..... ڈریک نے کہا۔

"باس۔ اس میں بھاری مشینری موجود ہے اور بڑے بڑے پائپ ہیں جو زیر زمین ہو کر لیبارٹری میں جا رہے ہیں۔ ماسٹر ویل کی دونوں سائیڈوں پر لوہے کی سیڑھیاں ہیں اور نیچے ایک بڑا سا پلیٹ فارم موجود ہے تاکہ ماہرین اسے مرمت بھی کر سکیں اور چیک بھی کر سکیں۔ یہ لوگ جیسے ہی اس پر پہنچیں گے یہاں سے اسے کھول دیا

ائے گا تو لاحالہ یہ سب کے سب نیچے پختہ پلیٹ فارم پر گر گئے۔ یقیناً ہلاک ہو جائیں گے اور اگر ہلاک نہ بھی ہوں تو بھی اگر اوپر ماسٹر ویل بند کر دیا جائے تو یہ اندر ہی ختم ہو جائیں گے یا یہ لہو ہو سکتا ہے کہ جب یہ نیچے گر گئے تو کسی آدمی کو باہر بھیج کر اسے اندر ہی ہلاک کر دیا جائے"..... آرئلڈ نے جواب دیتے ہوئے

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ تم ایسا ہی کرو"۔ ڈریک نے کہا تو آرئلڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بڑھا کر مشین کے دو بٹن پریس کر دیئے۔  
 "یس چیف"..... ایک آواز انہیں مشین سے سنائی دی۔  
 "ریڈ ایریئے میں موجود افراد کو ہم نے ماسٹر ویل میں گرانے کا ن بنایا ہے۔ ماسٹر ویل کو سکریں پر ڈسپلے کرو اور تیار رہنا۔ میرا منتے ہی اسے آپریٹ ہو جانا چاہئے"..... آرئلڈ نے کہا۔

"یس چیف"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد یں پر ایک سرخ رنگ کا بڑا سا دائرہ نظر آنے لگ گیا لیکن یہ دائرہ افراد سے کافی فاصلے پر تھا۔ یہ افراد مسلسل حرکت میں تھے۔ ان سے جو آدمی سب سے آگے تھا اس کی تیز نظریں مسلسل زمین کا الے رہی تھیں۔

"میرا خیال ہے کہ یہ سب سے آگے والا ہی عمران ہے اور یہ ٹری کا راستہ تلاش کر رہے ہیں"..... ڈریک نے کہا۔

ہاں جو غائب ہو گئے اور چند لمحوں بعد زمین دوبارہ برابر ہو گئی۔ اب اوپر کوئی آدمی نہ تھا۔

”وہ مارا۔ اب آدمی بھٹو اور انہیں ہلاک کرادو“..... ڈریک نے اہتائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ اندر فائرنگ سے مشینری کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے اس لئے انہیں باہر نکال کر ہی ہلاک کیا جانا چاہئے“..... ہائیک نے کہا۔

”اوہ۔ پھر پہلے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرادو۔ پھر انہیں باہر نکالو“..... ڈریک نے کہا تو ہائیک نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ آرنلڈ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”وے کھولو“..... ہائیک نے آرنلڈ سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ساتھ پڑے ہوئے انزکام کار سیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

”یس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔  
”ہائیک بول رہا ہوں ہارڈی“..... ہائیک نے کہا۔  
”یس باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہارڈی۔ ہمارے دشمن باہر ریڈ ایریے میں موجود تھے۔ ہم نے انہیں ماسٹر ویل میں گرا دیا ہے اور وہ اندر گر کر یا تو ہلاک ہو چکے ہوں گے یا زخمی ہوں گے لیکن اندر فائرنگ کی گئی تو ماسٹر ویل میں موجود مشینری کو نقصان پہنچ سکتا ہے اس لئے تم نے انہیں باہر نکالنا

”پھر تو یہ اہتائی احمق آدمی ہے باس۔ اس طرح وے کیسے لٹ آئے گا اسے“..... ہائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ احمق نہیں ہے ہائیک بلکہ دنیا کا سب سے خطرناک حد تک ذہین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ اب دیکھو یہ لوگ کس طرح اطمینان سے جنرل چیننگ سے نکل کر یہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ نجانے انہوں نے وہاں کیا چکر چلایا ہے حالانکہ میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ ایسا ممکن بھی ہو سکتا ہے“..... ڈریک نے کہا تو ہائیک نے اثبات میں سر ہلایا دیا اور پھر ایک گھنٹے بعد وہ تینوں چونک پڑے کیونکہ یہ لوگ ماسٹر ویل کے قریب پہنچ چکے تھے اور ان کا رخ بتا رہا تھا کہ وہ ماسٹر ویل سے ہی گزریں گے لیکن پھر اچانک آگے والا آدمی ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کے پیچھے باقی افراد بھی رک گئے اور پھر وہ سب آپس میں باتیں کرنے لگے لیکن چونکہ ان کی آوازیں یہاں تک نہ پہنچ رہی تھیں اس لئے وہ صرف ان کے ہونٹ ہلنے دیکھ رہے تھے۔

”کہیں انہیں معلوم تو نہیں ہو گیا ماسٹر ویل کے بارے میں“..... ڈریک نے چونکتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں باس۔ کیسے معلوم ہو سکتا ہے“..... ہائیک نے جواب دیا۔ اسی لمحے یہ سب تیزی سے آگے بڑھنے لگے اور پھر جیسے ہی وہ ماسٹر ویل کے دائرے میں داخل ہوئے اچانک آرنلڈ نے چیخ کر ماسٹر ویل اوپن کرنے کے لئے کہا تو چند لمحوں بعد لکھت ان ہاں جو افراد کے قدموں تلے سے زمین غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی

کے اثرات بہر حال دس منٹ میں ختم ہو جاتے ہیں..... ہائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن جب مزید کافی دیر گزر گئی اور اندر مانے والوں میں سے کوئی باہر نہ آیا تو ڈریک، ہائیک اور آرنلڈ بنوں کی حالت دیکھنے والی ہو گئی۔

”اب مجھے خود باہر جانا پڑے گا..... ہائیک نے اٹھتے ہوئے با۔

”اسلحہ ساتھ لے جانا اور ٹرانسمیٹر بھی..... ڈریک نے کہا تو نیک نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے چلتا ہوا اس اندھے شیشے اے کمرے سے باہر نکل گیا۔

”عجیب جکر چل گیا ہے۔ آخر یہ نیچے اترنے والے کہاں غائب ہو گئے ہیں..... ڈریک نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ اب تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ بھی دشمنوں کے ساتھ ہی بے ہوش ہو گئے ہیں اور تو کوئی صورت نظر نہیں آتی..... آرنلڈ نے کہا۔

”ہاں۔ اب تو یہ جواز ہی ہو سکتا ہے..... ڈریک نے کہا اور پھر وڑی دیر بعد ہی انہیں سکرین پر ہائیک تیزی سے چلتا ہوا نظر آنے لگا اور وہ چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ اس کے ایک ہاتھ میں شین پشٹل تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں ایک ٹرانسمیٹر تھا۔ وہ تیز تیز مٹھاتا ماسٹر ویل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا اور پھر ماسٹر ویل کے لمبے منہ کے قریب جا کر رکا اور اس نے جھک کر اندر جھانکا اور پھر

ہے اور پھر ان پر فائر کھول کر! نہیں ہلاک کرنا ہے لیکن اندر اتر سے پہلے تم نے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنی ہے ہائیک نے کہا۔

”یس باس..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وے کھل چکا ہے۔ جاؤ باہر۔ ماسٹر ویل ہمیں کھلا لے گا“ ہائیک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں سکرین کنوئیں کی چھت غائب ہوتی نظر آئی اور پھر تھوڑی دیر بعد اچانک مشین گنوں سے مسلح چار افراد نظر آنے لگ گئے۔ ان کا رخ اس ماسٹر ویل کی طرف ہی تھا۔ وہ چاروں ماسٹر ویل کے کنارے پر پہنچ کر رک گئے اور اندر جھانکنے لگے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی نے جیب سے ایک گیس پشٹل نکالا اور پھر اس کا رخ کنوئیں کی اندرونی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ چاروں کافی پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ آگے بڑھے اور چاروں نے مشین گنیں اپنے کاندھوں سے لٹکائیں اور اس کے بعد وہ ایک ایک کر کے نیچے اترتے چلے گئے اور سکرین سے غائب ہو گئے۔ جب کافی دیر ہو گئی اور کوئی باہر نہ آیا تو ڈریک اور ہائیک دونوں نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لئے۔

”کیا ہو گیا ہے انہیں۔ کہیں یہ خود تو گیس سے بے ہوش نہیں ہو گئے..... ڈریک نے اہتائی تیز لہجے میں کہا۔

”نہیں باس۔ دس منٹ انہوں نے باہر انتظار کیا ہے اور گیس

لئے لیکن ہائیک کی طرف سے کال نہ آئی اور نہ ہی ہائیک باہر آیا تو ڈریک نے ٹرانسمیٹر آن کرنے کا کہا تو آرنلڈ نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا اور ڈریک نے کال دینا شروع کر دی لیکن دوسری طرف سے کال انڈی ہی نہ کی جا رہی تھی۔

”یہ آخر کیا ہو رہا ہے۔ جو بھی اس ماسٹر ویل میں جاتا ہے خاموش ہو جاتا ہے۔ یہ آخر کیا جکر ہے“..... ڈریک نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے باس کہ اس کنوئیں کی تہہ میں یقیناً کوئی ایسی گیس موجود ہے کہ جو بھی نیچے جاتا ہے۔ بے ہوش ہو جاتا ہے۔ باس ہائیک کے ساتھ بھی یہی ہوا ہے“..... آرنلڈ نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”حیرت ہے۔ وہ تو کہہ رہا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ غائب ہو چکے ہیں۔ جبکہ ہمارے آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔ بہر حال اب مجھے خود جانا ہوگا اور تم خیال رکھو گے“..... ڈریک نے کہا تو آرنلڈ کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے اس اندھے شیشے والے کمرے سے نکل کر ہال میں سے ہوتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بیرونی دروازہ کھلا ہوا تھا اس لئے وہ دروازے سے باہر پہنچ گیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ماسٹر ویل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ماسٹر ویل کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اس نے جھک کر اندر دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ نیچے وہاں ان چاروں افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جبکہ

اس نے سر اٹھایا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ ادھر آرنلڈ پہلے ہی فکسڈ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر کا کال رسیو کرنے والا بٹن پریس کر چکا تھا۔

”باس۔ باس۔ سبہاں کنوئیں میں تو ہمارے آدمیوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور وہ پاکیشیائی نظر نہیں آرہے۔ اور“..... ہائیک کی حیرت کی شدت سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ کہاں گئے۔ اور“..... ڈریک نے اہتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ ہمارے آدمیوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے اور یہاں پاکیشیائی ایجنٹ موجود ہی نہیں ہیں۔ اور“..... ہائیک نے ایک بار پھر جھک کر کنوئیں کے اندر دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو کیا وہ جن بھوت تھے یا جادوگر تھے۔ کیا ان کے پاس سلیمانی ٹوپیاں تھیں۔ نائنسنس۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ یقیناً نیچے کسی آڑ میں چھپے ہوئے ہوں گے۔ تم نیچے اترو اور انہیں تلاش کر کے ختم کر دو۔ اور“..... ڈریک نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ اور اینڈ آل“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہائیک نے مشین پشیل اور ٹرانسمیٹر اپنی جیبوں میں ڈالے اور پھر اس نے اپنا منہ دوسری طرف کیا اور سیدھیاں اترتا ہوا ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ پھر دس منٹ گزر

پاکیشیائی ایجنٹ غائب تھے۔ البتہ ہائیک بھی ان لاشوں کے ساتھ ہی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ میں مشین پشٹل پکڑا ہوا تھا۔

”اوہ۔ اس کے نیچے گیس ہے لیکن یہ پاکیشیائی ایجنٹ کہاں غائب ہو گئے.....“ ڈریک نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے خود نیچے جانے کا فیصلہ کیا اور تیزی سے مڑ کر اپنا منہ دوسری طرف کیا اور پھر لوہے کی سیڑھیوں کے ذریعے نیچے اترتا چلا گیا۔ اسے اب گیس سے خطرہ تھا لیکن پھر وہ جیسے ہی نیچے پلیٹ فارم پر اترا اس نے سانس روک لیا لیکن دوسرے لمحے اسے ایک سائیڈ سے آہٹ محسوس ہوئی تو وہ تیزی سے گھوما ہی تھا کہ اچانک اس کی ناک پر غبارہ پھٹا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار لڑکھاتا ہوا نیچے گر گیا۔ گو اس نے سانس روک رکھا تھا لیکن غبارہ پھٹتے ہی گیس اس کے ناک میں جیسے زبردستی داخل ہو گئی تھی اور اس کا ذہن چند لمحے کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھومتا رہا اور پھر سب کچھ تاریکی میں غائب ہو گیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت وسیع اور کھلے میدان میں آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ جنرل شفٹ انچارج جارج نے واقعی سٹیشن ویگن پر انہیں ایک جگہ پہنچا کر وہاں اتار دیا تھا۔ یہاں سے چیکنگ سپاٹ ختم و جاتا تھا البتہ عمران نے اس جارج سے یہ بات اپنے طور پر معلوم لی تھی کہ لیبارٹری زیر زمین ہے اور باہر سے کسی صورت بھی راستہ نہیں کھل سکتا۔ البتہ ایک بات جارج نے اپنے طور پر بتائی تھی اور اس کی بات سن کر عمران کی آنکھوں میں یکھٹ تیز چمک آ گئی تھی کہ لیبارٹری کے باہر ایک کافی وسیع قطر کا کنواں ہے جسے ماسٹر یل کہا جاتا ہے۔ اس کنوئیں کی چھت لیبارٹری کے اندر سے کھولی اور بند کی جا سکتی ہے اور اس نے بتایا تھا کہ ہر پندرہ روز بعد ماہرین کی ٹیم آتی ہے جو اس کنوئیں کے اندر موجود مشینری کی باقاعدہ چیکنگ کرتی ہے تاکہ لیبارٹری کو ہونے والے پانی کی سپلائی درست

نے کہا۔  
 "بے فکر رہو۔ اب تک کچھ نہیں ہوا تو اب بھی کچھ نہیں ہو گا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 "کیا مطلب۔ تم اس قدر مطمئن کیوں ہو؟..... جو لیانے حیرت برے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ مجھے پہلے سے اندازہ تھا کہ یہاں کمپیوٹر بلاسٹنگ نظام نافذ کیا گیا ہو گا کیونکہ جدید دور میں اسے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا ہے لیکن ایسا سمجھنے والوں کو یہ معلوم نہیں کہ مشین کو انسانی داغ سے بڑی آسانی سے دھوکہ دیا جاسکتا ہے اور یہی کام میں نے کیا ہے۔ اب جو بھی ہمیں اندر سے دیکھ رہے ہوں گے وہ بیٹھے دانت بن رہے ہوں گے"..... عمران نے کہا۔

"کیا کیا ہے تم نے۔ ہمیں بھی بتاؤ"..... جو لیانے کہا۔  
 "کمپیوٹر بلاسٹنگ اس وقت ہوتی ہے جب کوئی ٹارگٹ کمپیوٹر پر فیڈ ہو جائے ورنہ بلاسٹنگ نہیں ہو سکتی اور میری جیب میں ایک ایسا آلہ موجود ہے جس کی وجہ سے ٹارگٹ فیڈ ہو ہی نہیں سکتا اس لئے کمپیوٹر بلاسٹنگ نہیں ہو سکتی ورنہ اب تک شاید سینکڑوں نہیں تو دس بارہ میزائل ہم پر فائر ہو چکے ہوتے اور کمپیوٹر بلاسٹنگ کی وجہ سے ہم میں سے ایک بھی زندہ نہ بچ سکتا تھا۔" عمران نے کہا  
 "سب کے چہروں پر عمران کے لئے تحسین کے تاثرات ابھرائے۔  
 "تم پہلے سے یہ سب کچھ سوچ لیتے ہو۔ کیا تم علم غیب جانتے ہو

طور پر جاری رہے۔ چونکہ جارج سرکاری طور پر سیکورٹی کی غرض سے اس ٹیم کے ساتھ رہتا تھا اس لئے اسے اس بارے میں تمام تفصیل کا علم تھا اور عمران نے اپنے مخصوص انداز میں اس سے اس بارے میں تمام تفصیل معلوم کر لی تھی اور اس وقت وہ اس ماسٹر ویل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا اور اس کی مخصوص نشانی کا بھی اسے علم تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ اسے تلاش کر لے گا۔

"ماسٹر مائیکل یہ اندر سے کھلتا اور بند ہوتا ہے پھر آپ اس سے کیا فائدہ اٹھا سکیں گے"..... اچانک صفدر نے کہا۔  
 "اب تک اگر تم زندہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری کامیابی مطلوب ہے اس لئے یہ کام بھی ہو جائے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم۔ کیا ہم پر میزائل فائر کیا جا سکتا ہے"..... اس بار جو لیانے چونک کر کہا۔

"اس ایریا کی اندر سے باقاعدہ چیکنگ کی جا رہی ہو گی اور ہمیں کسی سکرین پر دیکھا جا رہا ہو گا اور لازمی بات ہے کہ حفاظتی انتظامات کے تحت اندر سے پہلے میزائل فائرنگ کا بھی کوئی سسٹم موجود ہو گا"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر تو ہم شدید خطرے میں ہیں۔ ہمیں علیحدہ علیحدہ آگے بڑھنا ہو گا تاکہ سب اکٹھے فائرنگ کی زد میں نہ آجائیں۔" جو لیانے

کیا تمہیں معلوم ہوتا ہے کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے۔" جوہر نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اے غیب کا علم نہیں ہو سکتا البتہ شیطان اس کے کان میں پھونک مار جاتا ہوگا"..... تنویر نے کہا۔

"اوہ۔ اسی لئے تم بار بار میرے کان میں پھونکیں مار رہے تھے"..... عمران نے بلا توقف کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنسنے لگے۔

"تم بتاؤ عمران۔ کیا واقعی تمہیں غیب کا علم ہو جاتا ہے۔" جوہر نے کہا۔

"کیسی بات کر رہی ہو جولیا۔ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ ذات کو ہے کسی انسان کو نہیں اور اگر کسی انسان کو کوئی بار معلوم بھی ہوتی ہے تو صرف اتنی جتنی اللہ تعالیٰ کی مرضی سے اسے بتایا جاتا ہے۔ مجھے چونکہ ایسی لیبارٹریوں کے جدید انتظامات

بارے میں علم ہے اور ہمارا ایسے انتظامات سے واسطہ بھی پڑتا ہے اس لئے امکانی اندازہ تو کوئی بھی لگایا جاسکتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اندازہ درست نکلتا ہے تو یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ اسے اسے تفصیل کا علم تھا"..... عمران نے جواب دیا تو جولیا نے اظہار میں سر ہلا دیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اس ماسٹر ویل میں داخل ہو کر ہم کریں گے۔ کیا وہاں سے ہم لیبارٹری میں پہنچ سکیں گے"..... صف

نے کہا۔

"نہیں۔ جو تفصیل مجھے جارج سے معلوم ہوئی ہے اس کے مطابق وہاں سے سوائے ان باتوں کے اور کوئی راستہ نہیں ہے اور اب ہر حال اتنے چوڑے نہیں ہیں کہ ہم ان سے گزر کر لیبارٹری تک پہنچ سکیں۔ البتہ اس سے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اس کنوئیں کی تہہ پر ایک چوڑا پلیٹ فارم ہے جبکہ مشینری اس پلیٹ فارم کے نیچے سے میں نصب ہے اور باقاعدہ ایک کمرہ سا بنا ہوا ہے تاکہ مشینری کو محفوظ رکھا جاسکے۔ ہم نے وہاں انتظار کرنا ہے کیونکہ ظاہر ہے ہمارے نیچے گرتے ہی سکرین پر چمک کر لیا جائے گا اور پھر ہمیں ہلاک کرنے کے لئے انہیں راستہ کھول کر آدمی باہر بھیجنا پڑیں گے"..... عمران نے کہا لیکن پھر اچانک وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کی نظریں سامنے ایک جگہ پر جمی ہوئی تھیں۔

"سنو۔ سامنے سرخ جھاڑیوں کا جو وسیع دائرہ سا نظر آ رہا ہے یہ کنوئیں کی چھت ہے جو اندر سے ہی کھولی جاتی ہے تو وہ اندر جا کر سائیڈ کی دیوار سے جا ملتی ہے اور یقیناً اسے اس وقت تک نہ کھولا جائے گا جب تک ہم اس کے اوپر نہ پہنچ جائیں۔ اگر انہوں نے ہمیں اندر گرانے کا فیصلہ کر لیا تو وہ اسے اچانک کھول دیں گے اور اگر ہم صحیح سلامت پار کر گئے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ہمیں اندر گرانا نہیں کرنا چاہتے اور پھر ہم ہم مار کر اسے کھولیں گے لیکن اگر ہانک کھل جائے تو نیچے اس پختہ پلیٹ فارم پر گر کر ہم ہلاک یا

کی چھت خود بخود بند ہو گئی تھی لیکن چھت کے بند ہوتے ہی اندر خود بخود روشنی پھیل گئی تھی۔

”اب کیا ہوگا“..... جو لیانے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہی ہوگا جو منظور خدا ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم“..... جو لیانے غصیلے لہجے میں

ما۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ایک امکان ہے کہ انہوں نے ہمیں نیچے ا دیا اور ان کے خیال کے مطابق ہم اچانک گرے ہیں اس لئے کہ قدر گہرائی میں گرنے کے بعد ظاہر ہے ہم شدید زخمی یا ہلاک ہو چکے ہوں گے اور ہماری لاشوں کی چیکنگ کرنے اب لیبارٹری کے در سے کوئی نہ کوئی آئے گا اور پھر معاملات آگے بڑھیں گے۔“

ان نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔ پھر وہ سب سائیڈ وجود سیدھیاں اتر کر نیچے پہنچ گئے جہاں واقعی انتہائی ہیوی مشینری ب تھی جو خود بخود چل رہی تھی۔

”اگر اس مشینری کو بند کر دیا جائے تو لیبارٹری میں پانی کی آئی بند ہو جائے گی اور انہیں لازماً باہر آنا پڑے گا“..... صفدر نے

”مشینری کسی بھی وقت خراب ہو سکتی ہے اس لئے لیبارٹری کی رت کا پانی لازماً سٹاک کیا جاتا ہوگا“..... عمران نے کہا اور اس ساتھ ہی وہ آگے بڑھا اور سائیڈ پر ہو کر اس نے اوپر دیکھنا شروع

زخمی بھی ہو سکتے ہیں۔ جارج کے مطابق کنواں بے حد گہرا ہے لئے سب لوگ چوکنار ہیں اور اس گہرائی کی وجہ سے ہم پیراٹروپ کے انداز میں نیچے گر کر اپنے آپ کو زخمی ہونے یا ہلاک ہونے بچا سکتے ہیں اس لئے سب محتاط رہنا اور چوکنار بھی۔“ عمران نے کہ سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران آگے بڑھا اور اس کے سا ہی اس کے ساتھی بھی آگے بڑھے۔ چند لمحوں بعد وہ سب ا جھاڑیوں والے دائرے کے اندر پہنچ چکے تھے۔

”ہوشیار۔ ہم درمیان میں ہیں“..... عمران نے کہا اور پھر اس فقرہ ابھی مکمل ہوا تھا کہ اچانک عمران سمیت سب کو یو محسوس ہوا کہ اچانک ان کے پیروں تلے سے زمین غائب ہو گئی اور وہ سر کے بل نیچے گرتے چلے جا رہے ہیں لیکن چونکہ وہ پہلے چوکنار اور اس کے لئے تیار تھے اور عمران کی تربیت بھی اس انداز میں کی گئی تھی کہ نیچے گہرائی میں گرتے ہوئے انہوں نے نہ صرف آپ کو سنبھال لیا تھا بلکہ قلابازی کھا کر جب وہ سیدھے ہوئے تو ان کے قدم پلیٹ فارم پر پڑے اور وہ چند قدم دوڑ کر رک گئے۔ البتہ صفدر اور تنویر قلابازی کھاتے ہوئے آپس میں ٹکرا گئے تھے اس لئے وہ دونوں غلط انداز میں گرے تھے اور انہیں کافی چوٹیں آئی تھیں لیکن بہر حال یہ چوٹیں ایسی نہیں تھیں کہ وہ بے بس ہو جاتے۔ عمران اور کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر انہیں سہارا دے کر کھڑا کر اور چند لمحے چھوڑ کر دیکھا تو وہ دونوں ہی ٹھیک ٹھاک تھے۔ کوئی



کر دیا جبکہ باقی ساتھی نیچے موجود تھے۔

"عمران صاحب۔ آپ اس لئے یہاں آگئے ہیں کہ وہ ہمیں دبا سکیں اور پلیٹ فارم خالی دیکھ کر وہ یقیناً نیچے آئیں گے۔" صفائے نے کہا۔

"اگر میں نے حتیٰ طور پر کوئی بات کی تو جو لیا نے ایک بار پھر؛ پر غیب جلنے کا الزام لگا دینا ہے اس لئے امکانی بات یہی ہے کہ وہ لوگ یہاں باہر سے ہمیں نہ دیکھ سکیں گے اور حیران ہوں گے۔ چونکہ ان کا تعلق اندرونی سیکورٹی سے ہو گا اور وہ کبھی اس کنوینر میں نہ اترے ہوں گے اس لئے وہ ہمیں غائب دیکھ کر حیران ہوں گے۔"..... عمران نے کہا۔

"لیکن بہر حال انہیں یہ تو معلوم ہو گا کہ ہم نیچے اترے ہیں۔ پھر کہاں غائب ہو گئے ہیں"..... صفدر نے کہا۔

"ایسی صورت میں وہ پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس اندر فار کریں گے پھر نیچے اتریں گے اور میں نے خود بھی وہ گولیاں کھالی تھیں اور تمہیں بھی کھلا دی تھیں جس کی وجہ سے ہم آٹھ گھنٹوں تک کسی بھی گیس سے بے ہوش نہیں ہو سکتے کیونکہ یہاں بے ہوشی کا مطلب موت ہی ٹکل سکتا تھا"..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"تمہارا ذہن اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر بنایا ہے۔ جس انداز میں تم سوچتے ہو اور نتیجہ نکالتے ہو ایسا کوئی بھی نہیں کر سکتا۔

ذلیانے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"میرا دل بھی اللہ تعالیٰ نے خصوصی انداز میں بنایا ہے اور یہ دل صرف ایک کے لئے دھڑکتا ہے"..... عمران نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا تو جو لیا نے بے اختیار منہ دوسری طرف کر لیا۔ اس کے چہرے رنگ شہابی ہو گیا تھا۔

"اور تجھے بھی اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر بنایا ہے کہ تمہیں لی مار دوں"..... تنویر نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار لپٹے۔ البتہ جو لیا کا منہ بن گیا تھا۔

"سوچ سمجھ کر بات کیا کرو تنویر"..... جو لیا نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"خاموش"..... اچانک عمران نے سر سراتے ہوئے لہجے میں کہا تنویر جو شاید کوئی بات کہنے کے لئے منہ کھول ہی رہا تھا یکفخت ہوش ہو گیا۔ عمران ذرا سانس چکھتا ہوا گیا تھا۔ چند لمحوں بعد اوپر پلیٹ فارم پر ہلکے ہلکے دھماکے سے ہونے لگے اور اس کے ساتھ ہی سفید۔ کا دھواں سا کنوینر میں پھیلتا چلا گیا۔ وہ سب خاموش کھڑے۔ انہوں نے سانس بھی نہ روکے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ہوشی سے بچانے کے لئے خصوصی دوا ان کے خون میں شامل ہے اس لئے کوئی گیس ان پر اثر نہ کر سکے گی۔

"تم یہیں رکنا"..... عمران نے گردن موڑ کر سرگوشیانہ لہجے میں کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد

عمران نے اس انداز میں حرکت کی جیسے اوپر اسے کچھ نظر آگیا ہو۔  
لمحوں بعد پلیٹ فارم پر انسانی قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں  
عمران تیزی سے سیدھیاں چڑھنے لگا اور اس کے ساتھ ہی مشین پسٹل  
کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے کنواں گونج اٹھا۔ عمر  
اوپر پہنچ چکا تھا اور چند لمحوں بعد ہی وہ واپس آیا تو اس نے ایک زخمی  
کو اٹھایا ہوا تھا جس کی ٹانگوں میں گولیاں لگی تھیں۔

"کیا نام ہے تمہارا۔ جلدی بتاؤ"..... عمران نے اسے فرش پر لٹا  
کر اس کی گردن پر انگوٹھا رکھ کر اسے مخصوص انداز میں دبائے  
ہوئے کہا۔

"ناڈ۔ میرا نام ناڈ ہے"..... اس آدمی نے کہا۔

"کس سے تمہارا تعلق ہے۔ جلدی بتاؤ"..... عمران نے اور  
زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق سیکورٹی سے ہے۔ لیبارٹری سیکورٹی سے"..... ناڈ  
نے جواب دیا اور پھر عمران نے مسلسل اور پے در پے سوالات کر  
کے جب اپنے مطلب کی تمام باتیں پوچھ لیں تو اس نے مشین پسٹل  
کی نال اس آدمی کے سینے پر رکھ کر ٹریگر دبا دیا اور وہ آدمی تڑپ کر  
ہلاک ہو گیا۔

"سیکورٹی ونگ لیبارٹری سے علیحدہ ہے لیکن ڈاکٹر جوزف چاہے  
تو درمیان سے راستہ کھل سکتا ہے اور سیکورٹی ونگ سے بھی راستہ  
لیبارٹری میں جاتا ہے۔ ویسے نہیں اور سیکورٹی ونگ میں ڈریک

جود ہے اور اس کا نائب ہانیک بھی۔ مجھے یقین ہے کہ جب یہ  
لک جو اندر آئے ہیں واپس باہر نہیں جائیں گے تو ہانیک خود یہاں  
لے گا۔ اس کے بعد یقیناً ڈریک آئے گا اور یقیناً ڈریک کے پاس وہ  
موجود ہو گا جس کی مدد سے باہر سے بھی اس رستے کو کھولا جاسکتا  
ہے"..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیے۔ عمران  
پس مڑا اور اسی پوزیشن میں دوبارہ کھڑا ہو گیا جس پوزیشن میں وہ  
لے اوپر چیکنگ کرتا رہا تھا جبکہ باقی ساتھی ویسے ہی چھت کے نیچے  
ہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اوپر سے کسی کی باتیں کرنے کی آواز سنائی  
دینے لگی۔ بولنے والا ساتھ ساتھ اوپر بھی کہہ رہا تھا اس لئے وہ سمجھ  
ئے کہ وہ ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا ہے۔ بند کنوئیں کی وجہ سے انہیں  
اس کی تمام گفتگو سنائی دے رہی تھی اور سمجھ میں آرہی تھی۔ پھر  
ہیں معلوم ہوا کہ وہ آدمی نیچے اتر رہا ہے۔ عمران اپنی مخصوص جگہ پر  
جود تھا۔ اچانک عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب سے ایک  
پسٹل نکال کر اس نے اس کا رخ اوپر کی طرف کیا اور ٹریگر دبا  
۔ دو بار چٹ چٹ کی آواز کے ساتھ ہی اس طرح دھماکہ ہوا جیسے  
ایک انسان معمولی سی بلندی سے نیچے گرا ہو۔ عمران نے گن پسٹل  
پس جیب میں ڈال لیا۔

"یہ ہانیک ہو گا۔ میں نے اسے بے ہوش کر دیا ہے۔ اب یقیناً  
ایک خود آنے پر مجبور ہو گا"..... عمران نے کہا۔  
"وہ خود آنے کی بجائے سیکورٹی کے مزید افراد کو بھی بھیج سکتا ہے

نذر نے کہا۔

”یہ ڈریک ہوگا اور یہ انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ اگر اس ناک پر براہ راست بلیوں گیس کا استعمال نہ کیا جاتا تو لازماً یہ نرس روک لیتا“..... عمران نے جواب دیا تو صفدر نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے بات اب اس کی سمجھ میں آگئی ہو جبکہ عمران نے اس کی ڈریک کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن سوائے مشین پشیل اس کے لباس سے اور کچھ برآمد نہ ہوا تو وہ سیدھا ہو گیا۔

”میرا خیال غلط ثابت ہوا ہے کہ اس کے پاس وہ مخصوص آلہ موجود ہوگا جس سے باہر سے راستہ کھولا جاسکتا ہے۔ اب اس ہائیک ہاتھ میں موجود فکسڈ فرنیچر کو استعمال کرنا ہوگا۔“ ان نے کہا اور اس کے ساتھ اس نے آگے بڑھ کر بے ہوش پڑے۔ ہائیک کے ہاتھ میں موجود ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن پریس کر

”ہیلو۔ ہیلو۔ ڈریک بول رہا ہوں۔ اور“..... عمران نے ایک کی آواز اور لہجے میں کہا کیونکہ پہلے وہ ہائیک سے ڈریک کی ٹرانسمیٹر پر ہونے والی بات چیت سن چکا تھا اور کنوئیں میں خاموشی کے ساتھ ساتھ چونکہ آواز گونجتی تھی اس لئے ڈریک کی آواز جو ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی اسے بھی عمران بخوبی سن رہا تھا۔ چونکہ وہ ٹاڈ سے معلوم ہو گیا تھا کہ اصل لباس ڈریک ہے جبکہ مشین منیجر آرنلڈ ہے اس لئے اس نے ہائیک کی بجائے ڈریک کی

اور چھت بند کر کے ہمیں یہاں قید بھی کر سکتا ہے“..... جو لیانے کہا۔

”نہیں۔ ہائیک نے ابھی اسے ٹرانسمیٹر پر جو کچھ بتایا ہے اس کے بعد اب جبکہ مزید ٹرانسمیٹر کال انڈ نہ کی جائے گی اور ہائیک واپس اوپر نہیں جائے گا تو وہ خود آئے گا اور یہ بات پہلے ہی میں معلوم کر چکا ہوں کہ پہلے آنے والے چار افراد کے علاوہ وہاں سیکورٹی کے مزید افراد موجود نہیں ہیں۔ اب وہاں ڈریک کے علاوہ صرف مشین روم میں کام کرنے والے آدمی موجود ہیں“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد عمران نے ہاتھ اٹھا کر انہیں خاموش رہنے کے لئے کہا۔ وہ اوپر چینگ کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے ہاتھ کو مخصوص انداز میں گھما کر صفدر کو اشارہ کیا تو صفدر نے اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا پشیل نکال کر عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔ عمران نے پشیل کو ہاتھ میں پکڑا اور پھر تیزی سے سیدھیاں اوپر چڑھنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی چٹ کی آواز سنائی دی اور ایک دھماکہ ہوا اور پھر کسی کے نیچے گرنے کی آواز سنائی دی۔

”آجاؤ اب۔ جلدی کرو“..... عمران کی آواز سنائی دی تو وہ سب تیزی سے سیدھیاں چڑھ کر اوپر پلیٹ فارم پر پہنچ گئے جہاں تین افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جبکہ دو آدمی ویسے ہی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

”آپ نے خصوصی طور پر بلیوں پشیل کیوں استعمال کیا ہے۔“

ارخ بھی اسی طرف تھا۔ وہ ذرا ذرا سے وقفے کے بعد معمولی سا سر اٹھا رچیک کر لیتا تھا اور پھر اچانک وہ ایک جھٹکے سے اچھل کر اوپر چڑھ یا اور اس کے ساتھ ہی تڑتاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی باہر انسانی نہیں سنائی دیں۔

”خبردار۔ ہاتھ اٹھاؤ آرٹلڈ“..... عمران کی چیختی ہوئی آواز سنائی لی اور اس کے پیچھے موجود جو لیا بجلی کی سی تیزی سے اوپر چڑھ گئی۔ اس نے دیکھا کہ چار افراد زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے جبکہ ایک بی ہاتھ اوپر اٹھائے کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ زرد پڑا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا اور دوسرے لمحے وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر نیچے ا۔ عمران نے اچانک اس پر ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔ پھر وہ آدمی جیسے ہی بچ کر عمران کی لات حرکت میں آئی اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا آدمی کنپٹی پر ضرب کھا کر ساکت ہو گیا۔ اس دوران باقی افراد بھی زمین سے باہر آگئے تھے۔ ڈریک، کیپٹن شکیل کے کاندھوں پر لدا ہوا تھا۔

”اس آرٹلڈ کو بھی اٹھاؤ اور آؤ۔ اب یقینی طور پر راستہ کھلا ہوا ہو.....“ عمران نے کہا اور ٹھہر آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب قبی ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح زمین کا ایک حصہ اوپر کو اٹھا ہوا تھا اور نیچے سڑک سی جا رہی تھی۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت نیچے اترتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب سیکورٹی لف میں پہنچ گئے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے وہاں کا تفصیلی

آواز میں بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

”نیس باس۔ آرٹلڈ بول رہا ہوں۔ اور“..... چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔

”آرٹلڈ۔ یہاں ہائیک بھی بے ہوش پڑا ہوا ہے اور پاکیشیا ایجنٹ بھی نیچے مشینری والے حصے میں زخمی اور بے ہوش پڑے ہوئے ہیں جبکہ میں اچانک نیچے گر جانے کی وجہ سے زخمی ہو گیا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ تم اپنے آپریٹر کو ساتھ لے کر یہاں آ جاؤ تاکہ بے ہوش ہائیک کو بھی باہر نکالا جاسکے اور مجھے سہارا دے کر سیدھیاں چڑھایا جاسکے۔ اور“..... عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا باس۔ میں ابھی آ رہا ہوں۔ اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”جلدی آؤ۔ یہاں نجانے کیسی گیس ہے کہ میرا دم گھٹ رہا ہے۔ اور لینڈ آل“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”اس ڈریک کو اٹھا کر کاندھ پر ڈال لو کیپٹن شکیل جبکہ اس ہائیک کو گولی مار دو۔ ہم نے اوپر جانا ہے۔ اس آرٹلڈ کے علاوہ باقی افراد کو ہم نے گولی ماری ہے“..... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر وہ سیدھیاں چڑھ کر اوپر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر وہ اس جگہ پہنچ کر رک گیا جہاں سے وہ ذرا سا سر باہر نکال کر دیکھ سکتا تھا۔ اسے چونکہ معلوم تھا کہ ہائیک اور ڈریک کس طرف سے آئے تھے اس لئے اس

”سپر حیف آہر بتائے گا اور آہر کو ڈریک بتائے گا اور یہ بھی بتا

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتا رہا ہوں۔ رک جاؤ"..... آرنلڈ نے اہتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

لگ گئی۔ اس کے منہ سے نکلنے والی جھج بھی ادھوری رہ گئی تھی۔  
 ”میں نے منہ پر ہاتھ رکھنے کے لئے کہا تھا“..... عمران نے جان  
 ہ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں اس کا ملازم نہیں ہوں کہ اس کا منہ بند کر کے کھڑا  
 ں۔ تم نے جو کچھ کرنا ہے کر لو۔ پھر کہو گے تو ایک ہی تھپڑ سے  
 ارہ ہوش میں آ جائے گا“..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا تو  
 ان نے ایک طرف پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور وہ نمبر  
 یں کر دیئے جو آرنلڈ نے بتائے تھے۔

”ڈاکٹر جوزف بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے ایک آواز  
 آئی دی۔

”ڈریک بول رہا ہوں ڈاکٹر جوزف“..... عمران نے کہا۔  
 ”اوہ۔ تم ڈریک نہیں ہو۔ کون بول رہے ہو“..... دوسری  
 رف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تمہارے پاس وائس چیئنگ کمیوٹر ہے۔  
 پھر سن لو کہ میرا نام علی عمران ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔  
 یں نے بڑی مشکل سے تمہارا نمبر ٹریس کیا ہے لیکن اب یہ بھی بے  
 ارثا بت ہوا ہے“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اب یہ خود ہی فون کرے گا“..... عمران نے رسیور رکھتے  
 ہوئے کہا اور پھر واقعی چند لمحوں بعد گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ  
 بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

دوں کہ ڈاکٹر جوزف کے پاس بھی وائس چیئنگ کمیوٹر موجود ہے  
 اور اس میں یہاں سے صرف ڈریک کی آواز فیڈ ہے اور کسی کی نہیں  
 اور یقیناً آہر کی آواز بھی فیڈ ہوگی“..... آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے  
 کہا۔

”یہاں سے ڈاکٹر جوزف کو فون کال کی جاتی ہے یا ٹرانسمیا  
 کال“..... عمران نے کہا۔

”فون کال“..... آرنلڈ نے کہا۔  
 ”اس کا فون نمبر کیا ہے“..... عمران نے پوچھا تو آرنلڈ نے نمبر  
 بتا دیا۔

”وہ راستہ کہاں کھلتا ہے اس کی تفصیل بتاؤ“..... عمران نے  
 کہا۔

”اس مشین روم کے نیچے سنور ہے۔ وہاں سے راستہ کھلتا ہے  
 لیکن وہ دیوار ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی ہے۔ اس کو اسٹیم بم بھی نہیں  
 توڑ سکتا“..... آرنلڈ نے جواب دیا۔

”تمہیں کس نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر جوزف کے پاس وائس  
 چیئنگ کمیوٹر ہے“..... عمران نے کہا۔  
 ”چیف ڈریک نے“..... آرنلڈ نے جواب دیا۔

”اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دو“..... عمران نے کہا تو تنویر نے آگے  
 بڑھ کر بجائے اس کے منہ پر ہاتھ رکھنے کے بازو گھمایا اور کنپٹی پر  
 پڑنے والی مڑی ہوئی انگلی کی ایک ہی ضرب سے آرنلڈ کی گردن

”یس۔ آرنلڈ بول رہا ہوں“..... عمران نے اس بار آرنلڈ کی آواز میں کہا۔

”کون آرنلڈ“..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”مشین روم انچارج۔ آپ کون بول رہے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”میں ڈاکٹر جوزف بول رہا ہوں۔ ڈریک کہاں ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”باس ڈریک اور ہانیک جارحیا گئے ہیں جناب۔ حکم کیجئے۔“ عمران نے کہا۔

”ان حالات میں کیوں گئے ہیں“..... ڈاکٹر جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”انہیں کوئی ضروری کام تھا جناب۔ ویسے یہاں ہر طرح سے ریڈ الارٹ ہے جناب اور میں بھی یہاں موجود ہوں۔ وہ بس دو گھنٹوں کے اندر واپس آجائیں گے“..... عمران نے کہا۔

”جب وہ واپس آئیں تو میری بات کرانا ان سے“..... ڈاکٹر جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”اب واقعی اس ڈاکٹر جوزف کو چکر دینا مشکل ہو گیا ہے۔“ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تو اس ڈریک کو مجبور کر دو کہ وہ تمہاری مرضی کی بات کرے اس سے“..... جو لیانے کہا۔

”ڈریک انتہائی تربیت یافتہ آدمی ہے اس لئے وہ مر تو سکتا ہے لیکن ایسا نہیں کر سکتا۔ مجھے کچھ اور سوچنا پڑے گا“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی پیشانی پر شکنیں پڑتی چلی گئیں۔ چند لمحوں بعد وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”ٹھیک ہے۔ آرنلڈ کو گولی مار دو اور ڈریک کو ہوش میں لے آؤ اس کے منہ میں پانی ڈال دو“..... عمران نے کہا تو تنویر نے بجلی کی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور مشین پمپ نکال کر اس نے بے ہوش آرنلڈ پر فائر کھول دیا جبکہ اس دوران صفدر اٹھ کر طعنے ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک جگہ میں پانی بھر کر واپس آیا اور اس نے ڈریک کا جوا بھینچ کر پانی اس کے حلق میں انڈیل دیا اور پھر جگہ ایک طرف رکھ کر وہ یکچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد ڈریک نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم۔ یہ۔ یہ تو مشین روم ہے“..... ڈریک، انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آرنلڈ کی لاش تمہارے ساتھ کرسی پر موجود ہے اور ہانیک مارے سیکورٹی کے آدمیوں اور مشین روم کے تمام آدمیوں کی پس کنوئیں میں اور باہر پڑی ہوئی ہیں۔ اب ہمارے علاوہ صرف زندہ ہو“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

ماہیت نہ جاننے کی وجہ سے مار کھا گیا ہوں اور تمہیں مجھ پر قابو پانے کا موقع مل گیا ہے ورنہ شاید ایسا نہ ہوتا۔ اگر مجھے اس بات پر حیرت نہ ہوتی کہ تم اندر موجود نہیں ہو تو میں اس کنوئیں کو ہی بموں سے اڑا دیتا۔ مشیزنی دوبارہ نصب کی جاسکتی تھی لیکن ایسا موقع پھر نہ آ سکتا تھا۔..... ڈریک نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ابھی میری ڈاکٹر جوزف سے بات ہوئی ہے۔ میں نے اسے بتایا ہے کہ ڈریک اور ہائیک دونوں جارحیتا گئے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا ہے کہ جب وہ آئیں تو میری بات کرانا۔ کیا تم اس سے بات کرنا چاہو گے؟..... عمران نے کہا۔

”تم سے بات ہوئی ہے۔ کیا مطلب۔ وہ تمہیں کیسے جانتا ہے اور لڑ جاتا تھا تو وہ اب تک یہاں کچھ نہ کچھ کر چکا ہوتا۔..... ڈریک نے کہا۔

”میں نے چٹیک کر لیا ہے۔ یہ پورشن بالکل علیحدہ ہے۔ وہ یہاں یا کر سکتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیا کر سکتا ہے اور کیا نہیں کیونکہ میں تو اب یہاں آیا ہوں۔ البتہ میرا خیال ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ بہر حال کر لے گا۔“..... ڈریک نے جواب دیا تو عمران نے محسوس کر لیا کہ چابول رہا ہے۔

”پھر آخری صورت یہی ہے کہ ہم اس کنوئیں کو تباہ کر کے وہاں راستہ بنائیں۔ پائپ توڑ دیں اور سیدھے لیبارٹری میں داخل ہو

”ویری بیڈ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔..... ڈریک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے مختصر طور پر تمام واقعات بتا دیئے۔

”ہو نہ۔ تم لوگ واقعی خوش قسمت ہو کہ ہر کام تمہارے حق میں ہی چلا جاتا ہے۔ بہر حال تم کیا چاہتے ہو؟..... ڈریک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہمیں صرف فارمولا دلا دو۔ ہم لیبارٹری کو تباہ کئے بغیر واپس چلے جائیں گے ورنہ دوسری صورت میں فارمولا بھی ہم لے جائیں گے اور لیبارٹری بھی تباہ ہو جائے گی۔..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”کیا تمہارا نام عمران ہے؟..... ڈریک نے کہا۔

”ہاں۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو پھر سن لو عمران کہ دونوں ہی کام ناممکن ہیں۔ تم مجھے ہلاک تو کر سکتے ہو لیکن نہ لیبارٹری کھل سکتی ہے اور نہ ہی تم اسے تباہ کر سکتے ہو۔..... ڈریک نے انتہائی پراعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ابھی تم نے خود ہی کہا ہے کہ خوش قسمتی تمہارے ساتھ رہتی ہے اس لئے ناممکن کو ممکن بنایا جاسکتا ہے لیکن ہلاک شدہ آدمی دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتا۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سوری عمران۔ تم جو چاہے کہو۔ جو چاہے کرو لیکن میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں اس کنوئیں کی اندرونی



جائیں"..... عمران نے کہا۔

"لیبارٹری کے گرو ریڈ بلاکس کی دیواریں ہیں جو انتہائی گہرائی تک بنائی گئی ہیں اور یہ پائپ بہر حال اتنے بڑے نہیں ہو سکتے کہ اس کے سوراخ میں سے کوئی آدمی دوسری طرف جاسکے۔ اس کے علاوہ انجنیئرز نے کوئی نہ کوئی حفاظتی اقدامات بہر حال کئے ہوں گے"..... ڈریک نے کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ ہم یہاں تک پہنچ کر اب واپس چلے جائیں"..... عمران نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ سیکرٹ ایجنٹ اس طرح واپس نہیں جایا کرتے۔ وہ آخری حد تک کوشش کرتے رہتے ہیں۔ تم بھی کوشش کرو لیکن مجھ سے کسی امداد کی توقع نہ کرنا"..... ڈریک نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا یکھت جوتڑا ہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی ڈریک کے منہ سے کربناک چیخ نکلی اور اس کا بندھا ہوا جسم ایک لمحے کے لئے بری طرح تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ عمران نے سر گھمایا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات تھے۔

"یہ اس طرح بکواس کئے جا رہا تھا جیسے ہم اس کی امداد کے محتاج ہوں۔ نانسنس"..... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

"تنویر۔ تم بعض اوقات حد سے باہر نکل جاتے ہو۔ میں اس آہستہ آہستہ ڈھب پر لانے کی کوشش کر رہا تھا اور مجھے یقین تھا کہ

وہ ڈاکٹر جوزف سے ہماری مرضی کی بات کرنے پر مجبور ہو جائے گا مگر تم نے ساری کہانی ہی ختم کر دی"..... عمران نے قدرے ناز و شگوار لہجے میں کہا۔

"تم نے ایسی باتیں کرنی ہوتی ہیں تو مجھے باہر بھجوا دیا کرو۔ مجھ سے ان لوگوں کی ایسی باتیں برداشت نہیں ہوتیں اور یہ بھی سن لو کہ یہ کسی صورت بھی تم سے تعاون کرنے پر تیار نہ ہوتا اور اس کی زندگی کا ہر لمحہ ہمارے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ جہاں تک لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے تو سارے ہم اکٹھے کر کے اس میں فائر کر دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ راستہ بن جائے گا۔" عمران نے بھی خشمگین لہجے میں کہا۔

"تنویر۔ تم نے غلط اقدام کیا ہے۔ عمران سے معافی مانگو۔" جو لیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آئی ایم سوری عمران"..... تنویر نے فوراً ہی کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں تابعداری کا مظاہرہ۔ ابھی سے یقین دلایا جا رہا ہے کہ میں تابعدار رہوں گا"..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جو لیا ڈپٹی چیف ہے اس لئے اس کے کہنے پر میں نے سوری کہہ دیا ہے ورنہ"..... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ صورت حال واقعی انتہائی گھمبیر ہے۔ ہم یہاں تک پہنچ جانے کے باوجود ابھی تک ابتدائی سیٹج پر ہی ہیں۔ ہمیں جلد

”اوہ۔ اب مجھ تو معلوم نہ تھا لیکن پھر وائس چیئنگ کمیوٹر کا کیا فائدہ ہوا“..... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

”ایسا بعض اوقات ہوتا ہے ورنہ تو یہ کمیوٹر درست چیئنگ کرتا ہے۔ بہر حال اب باس ڈریک واپس آنے ہی والے ہوں گے اس لئے جب وہ یہاں آئیں گے تو میں ان سے بات کر کے آپ سے بات کرادوں گا“..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ آواز میں لسانی تبدیلیوں سے آپ کا کیا مطلب تھا عمران صاحب“..... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”وہ سولر انرجی کا سائنس دان ہے۔ اسے کیا معلوم کہ لسانی یعنی بولنے میں تبدیلیاں کیا ہوتی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ گلے کے غدودوں میں گڑبڑ ہو جائے تو آواز میں معمولی سا فرق پڑ جاتا ہے لیکن بہر حال کمیوٹر اسے چیک نہیں کر سکتا۔ وائس چیئنگ کمیوٹر کی سیٹنگ اور طریقہ سے کی جاتی ہے“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”تم دوسروں کو بیوقوف بنانے کے واقعی ماہر ہو“..... اس بار تنویر نے کہا۔

”اور تم دوسروں کو عقلمند بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہو تاکہ تمہارا سکوپ قائم رہے“..... عمران نے جواب دیا تو سب بے

از جلد کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا ورنہ کسی بھی لمحے یہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے“..... صفدر نے کہا اور اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”آرنلڈ بول رہا ہوں“..... عمران نے آرنلڈ کی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر جوزف بول رہا ہوں۔ کیا ڈریک نہیں آیا واپس ابھی“..... دوسری طرف سے ڈاکٹر جوزف کی آواز سنائی دی۔

جائے نو سر۔ مگر آپ کیوں بار بار پوچھ رہے ہیں۔ کوئی مسئلہ ہو تو جے بتائیں۔ میں مشین روم انچارج ہوں“..... عمران نے کہا۔

”مجھے ایک آدمی نے ڈریک بن کر فون کرنے کی کوشش کی ہے۔ وائس چیئنگ کمیوٹر نے اسے چیک کر لیا ورنہ میرے نزدیک وہ ڈریک ہی بات کر رہا تھا اس لئے میں پریشان ہوں کہ یہ آدمی کون ہو سکتا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ۔ ڈاکٹر جوزف۔ وہ باس ڈریک ہی ہوں گے۔ انہیں گلے کی غدود کا پرابلم اکثر رہتا ہے اس لئے ان کی آواز میں بعض اوقات لسانی تبدیلیاں آ جاتی ہیں اور میرے بارے میں تو آپ جانتے ہیں کہ میں ایسی مشینز کا ماہر ہوں۔ ان لسانی تبدیلیوں کی صورت میں واقعی چیئنگ کمیوٹر بھی آواز اوکے نہیں کرتا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اختیار ہنس پڑے۔

”اب آپ کچھ دیر بعد دوبارہ بات کریں گے“..... صفدر نے کہا۔  
 ”ہاں اور مجھے یقین ہے کہ اب ڈاکٹر جوزف بات کر لے گا۔“  
 عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ڈاکٹر جوزف کے چہرے پر اکتہائی پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔  
 اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان  
 مدد داخل ہوا۔

”آپ یہاں بیٹھے ہیں سر اور وہاں آپ کا انتظار ہو رہا ہے“۔ آنے  
 والے نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے لیکن یہاں ایک ایسی الجھن آن پڑی ہے کہ میری  
 جگہ میں ہی نہیں آ رہا۔ ذہن بری طرح الجھ گیا ہے“..... ڈاکٹر جوزف  
 نے کہا۔

”کیا ہوا ہے سر۔ مجھے بتائیں“..... نوجوان نے پریشان ہوتے  
 لئے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”مجھے ایک فون کال آئی ہے سیکورٹی انچارج ڈریک کی لیکن

پھر سے بات کریں"..... نوجوان نے کہا۔

"وہ کیوں ڈاکٹر ہنری"..... ڈاکٹر جوزف نے چونک کر کہا۔

"سر۔ جہاں تک میں نے سنا ہوا ہے یہ سیکرٹ ایجنٹ انتہائی فظرتناک حد تک ذہین لوگ ہوتے ہیں۔ وہ ایسے کام کر گزرتے ہیں جس کے بارے میں عام آدمی سوچ بھی نہیں سکتا اس لئے ہو سکتا ہے کہ اصل چکر اس سیکورٹی ونگ میں ہو ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ریڈ الرٹ کے دوران ڈریک اور ہائیک دونوں اکٹھے باہر چلے جائیں اور سیکورٹی ونگ کو خالی کر جائیں۔ پھر یہ پراسرار کال اور رنلڈ کی وضاحت یہ سب کچھ مجھے پراسرار محسوس ہو رہا ہے۔" ڈاکٹر ہنری نے کہا۔

"اوہ۔ تمہاری بات ٹھیک ہے۔ مجھے پہلے سیکورٹی ونگ کو چیک کر لینا چاہئے۔ پھر چیف آپرے سے بات کروں گا"..... ڈاکٹر جوزف نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ڈاکٹر ہنری اس کے پیچھے تھا۔ وہ دونوں ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں دیوار کے ساتھ ایک قد آدم مشین موجود تھی جس پر سرخ رنگ کا کور چرھا ہوا تھا۔ ڈاکٹر جوزف نے کور ہٹا کر ایک طرف دکھا اور پھر مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد مشین پر موجود بڑی سی سکرین روشن ہو گئی اور پھر سکرین پر جھمکے سے ایک منظر ابھر آیا۔

"بیرونی دے تو بند ہے اور سپاٹ بھی"..... ڈاکٹر جوزف نے

وائس چیکنگ کمیوٹر نے اسے اوکے نہیں کیا تو میں حیران رہ گیا۔ پھر کال تو بہر حال ختم ہو گئی لیکن میں نے سیکورٹی ونگ فون کیا تو وہاں سے مشین روم انچارج آرٹلڈ نے فون اٹھ لیا۔ اس نے بتایا کہ ڈریک اور اس کا اسسٹنٹ ہائیک جارحانہ ہوئے ہیں۔ پھر میں اس کی واپسی کا انتظار کرتا رہا۔ اب پھر میں نے فون کیا تو اس آرٹلڈ نے بتایا کہ وہ دونوں ابھی تک واپس نہیں آئے لیکن اس نے ایک نئی بات کر دی کہ ڈریک کے گلے کی غدودوں میں گڑبڑ ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس کی آواز میں لسانی تبدیلیاں پیدا ہو گئی ہوں جس کی وجہ سے وائس چیکنگ کمیوٹر نے اسے اوکے نہ کیا ہو۔ چونکہ وہ انجینیئر ہے اس لئے بات تو اس کی دل کو لگتی ہے لیکن نجانے کیوں میرا ذہن اور دل مطمئن نہیں ہو رہا۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی بھیانک خطرہ تیزی سے ہماری طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے"..... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"یہ تو عجیب بات کی ہے اس آرٹلڈ نے۔ گلے کی غدودوں کا تعلق فون آواز سے تو بنتا ہے لیکن لسانی تبدیلیوں کا کیا مطلب۔ وائس چیکنگ کمیوٹر میں تو آواز کی ریج تھر اور اس کی دوسری خصوصیات ٹیک ہوتی ہیں"..... اس نوجوان نے کہا۔

"نجانے کیا ہو سکتا ہے اور کیا نہیں ہو سکتا۔ میں سوچ رہا ہوں۔ چیف آپرے سے بات کی جائے"..... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"سر۔ آپ پہلے سیکورٹی ونگ کو چیک کر لیں اس کے بعد چیف

"ڈاکٹر جوزف بول رہا ہوں"..... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔  
 "یس آرئلڈ بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے آرئلڈ کی آواز  
 سنائی دی لیکن بول وہی اجنبی آدمی رہا تھا۔  
 "ڈریک اور ہائیک آئے ہیں یا نہیں"..... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔  
 "نہیں جتاپ۔ ابھی نہیں آئے۔ بس آنے ہی والے ہوں گے۔  
 بس ڈریک کی کال آئی تھی۔ انہوں نے بتایا ہے کہ انہوں نے کسی  
 فوری کام سے آپ کو کال کیا تھا لیکن آپ نے کال ہی بند کر دی۔  
 اب وہ خود آکر یہاں سے آپ کو کال کریں گے"..... اس آدمی نے  
 آرئلڈ کی آواز میں کہا۔

"اوکے"..... ڈاکٹر جوزف نے کہا اور فون آف کر دیا۔  
 "یہ۔ یہ۔ کیسیا آدمی ہے۔ آواز بالکل آرئلڈ کی ہے۔ اگر ہم سکرین  
 نہ دیکھ رہے ہوتے تو کبھی یقین نہ کرتے۔ اب کیا ہو گا۔ ڈریک  
 اور آرئلڈ تو ہلاک ہو گئے ہیں۔ اب مجھے چیف آہر کو کال کرنا ہو  
 گا"..... ڈاکٹر جوزف نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔  
 "یس سر۔ اب چیف کو اطلاع دینا ضروری ہو گیا ہے"..... ڈاکٹر  
 زی نے کہا تو ڈاکٹر جوزف نے وہیں کھڑے کھڑے تیزی سے نمبر  
 بس کرنے شروع کر دیئے۔  
 "یس"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔  
 "ڈاکٹر جوزف بول رہا ہوں ایکس لیبارٹری سے"..... ڈاکٹر  
 زف نے کہا۔

بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ناب کو گھمایا تو  
 سکرین پر تیزی سے منظر بدلنے شروع ہو گئے۔ ڈاکٹر ہنری ساتھ  
 خاموش کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا کہ اچانک مشین روم کا منظر  
 جیسے ہی سکرین پر ابھرا وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے اور ان کی  
 آنکھیں کانوں تک پھیلتی چلی گئیں کیونکہ مشین روم میں اجنبی افراد  
 موجود تھے۔ ایک عورت اور چار مرد۔ جبکہ سامنے دو کرسیوں پر  
 ڈریک اور آرئلڈ دونوں کی لاشیں نظر آرہی تھیں۔ وہ دونوں بندھے  
 ہوئے تھے لیکن انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ وہ اجنبی افراد  
 وہاں اطمینان سے کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ کیا ہو گیا۔ یہ تو ڈریک اور آرئلڈ کی  
 لاشیں ہیں اور یہ اجنبی افراد"..... ڈاکٹر جوزف کی حیرت کی شدت  
 سے کانپتی ہوئی آواز نکلی۔  
 "آپ فون کریں سر۔ میں دیکھتا ہوں کہ فون کون اٹنڈ کرتا  
 ہے۔ یہ دشمن ایجنٹ لگتے ہیں۔ انہوں نے سیکورٹی ونگ پر قبضہ کر  
 لیا ہے"..... ڈاکٹر ہنری نے کہا تو ڈاکٹر جوزف سر ہلاتا ہوا واپس مڑ  
 گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کارڈلیس فون  
 موجود تھا۔ وہ شاید خود بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ دوسری طرف سے اس  
 کی کال کون اٹنڈ کرتا ہے۔ ڈاکٹر جوزف نے فون آن کر کے اس کے  
 بٹن پریس کر دیئے اور اس کے ساتھ ہی اس نے سکرین پر ان سب  
 کو چومکتے ہوئے دیکھا۔ پھر ایک آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس۔ آہر بول رہا ہوں۔ خیریت ڈاکٹر جوزف۔ آپ نے؟  
کیوں کال کیا ہے؟..... دوسری طرف سے چوکتے ہوئے لہجے میں  
گیا تو ڈاکٹر جوزف نے شروع سے اب تک کی ساری کارروائی  
تفصیل بتادی۔

"اوہ۔ دیری بیڈ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ ڈریک اور ہائیک دونوں  
اتہائی مجھے ہوئے اور تربیت یافتہ ایجنٹ تھے۔ وہ کیسے عمران او  
اس کے ساتھیوں کے چکر میں آگئے اور پھر وہ لوگ وہاں پہنچ کیسے گئے  
یہ سب کیسے ہو گیا؟..... دوسری طرف سے اتہائی حیرت بھرے لہجے  
میں کہا گیا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں چیف۔ میں تو خود یہ سب کچھ دیکھ کر  
پریشان ہو گیا ہوں۔ دشمن ایجنٹ ہمارے سر پر پہنچ چکے ہیں۔" ڈاکٹر  
جوزف نے قدرے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے ڈاکٹر جوزف۔ آپ کی  
لیبارٹری سو فیصد محفوظ ہے۔ ریڈ بلاکس کو کسی صورت بھی نہیں  
توڑا جاسکتا اور درمیانی راستوں کو آپ ہی کھول سکتے ہیں۔ وہ چاہے  
لاکھ سرپنک لیں وہ کسی صورت بھی لیبارٹری میں داخل نہیں ہو  
سکتے اس لئے آپ مطمئن رہیں۔ میں ابھی سیکورٹی ونگ کو فوری طور  
پر تباہ کرانے کی کارروائی کراتا ہوں تاکہ وہ لوگ بھی اس کے ساتھ  
ہی ختم ہو جائیں۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے۔"

آہر نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے آپ پہلے ایسا کریں اور پھر انہیں چیک

"کیا آپ اسے میزائلوں سے اڑائیں گے؟..... ڈاکٹر جوزف نے  
"ہاں۔ کیوں؟..... آہر نے چونک کر پوچھا۔

"اوہ نہیں چیف۔ ایکس لیبارٹری میں اتہائی نازک مشینری  
جو ہے۔ معمولی سی حدت بڑھنے سے وہ سب تباہ ہو جائے گی بلکہ  
سکتا ہے کہ نہ صرف وہ مشینری بلکہ پوری لیبارٹری بھی تباہ ہو  
تی ہے۔ البتہ ایک خیال مجھے آ رہا ہے۔ میں سیکورٹی ونگ میں بے  
ش کر دینے والی گیس فائر کر سکتا ہوں۔ اس طرح یہ لوگ بے  
ش ہو جائیں گے اور آپ باہر سے آدمی بھیج کر انہیں وہاں سے  
دور لے جائیں اور پھر انہیں ہلاک کر دیں۔ اس طرح یہ  
بہ طور پر ہلاک ہو جائیں گے اور لیبارٹری کو بھی کوئی نقصان  
نہ پہنچے گا۔" ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"کیا آپ کے پاس ایسے انتظامات ہیں کہ آپ درمیانی راستہ  
لے بغیر وہاں گیس فائر کر سکیں؟..... دوسری طرف سے حیرت  
لے لہجے میں کہا گیا۔

"ہاں۔ ایسے انتظامات ڈریک نے خود کرائے تھے۔ کسی بھی  
ہنسی سے نمٹنے کے لئے۔ مجھے دراصل پہلے اس کا خیال نہ آیا تھا  
نہ میں آپ کو کال کرنے سے پہلے ہی ایسا کر چکا ہوتا۔" ڈاکٹر  
جوزف نے کہا۔

نہ کیوں نہیں ہوئے۔..... ڈاکٹر جوزف نے انتہائی حیرت بھرے میں کہا۔

”اب تو مزید گیس کیپول بھی نہیں ہیں۔ میں نے سارے ہی ہمال کر دیئے ہیں۔ اب کیا کریں۔..... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

”اب یہی ہو سکتا ہے کہ باہر سے کوئی ٹیم یہاں آئے اور ان کا کرے اور کیا ہو سکتا ہے۔ البتہ اگر آپ مجھ پر اعتماد کریں تو انہیں ہلاک کر سکتا ہوں۔..... ڈاکٹر ہنری نے کہا۔

”وہ کیسے۔..... ڈاکٹر جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ درمیانی راستہ کھول دیں۔ میں اچانک ان کے سروں پر لان پر فائر کھول دوں گا۔..... ڈاکٹر ہنری نے کہا۔

”احق ہو گئے ہو۔ میں خود راستہ کھول دوں۔ یہ تربیت یافتہ ٹ ایجنٹ ہیں جبکہ ہم عام سے سائٹس دان ہیں۔..... ڈاکٹر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اس کی ہا میں موجود کارڈلیس فون پیس سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی دونوں چونک کر سکرین کی طرف مڑے اور انہوں نے دیکھا کہ آدمی نے پہلے آرلنڈ کی آواز میں کال انٹڈ کی تھی وہی آدمی رسیور نے کھڑا تھا۔ ڈاکٹر جوزف نے جیب سے فون پیس نکالا اور اسے ردیا۔

”ہیلو۔..... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

”ڈریک بول رہا ہوں۔..... اس آدمی نے کہا۔

کریں کہ کیا وہ بے ہوش ہوئے ہیں یا نہیں۔ اس کے بعد مجھے دو کال کریں۔..... آرہر نے کہا۔

”یس سر۔..... ڈاکٹر جوزف نے کہا اور فون آف کر کے ڈاکٹر ہنری کی طرف مڑ گیا۔

”تم یہاں رکو۔ میں گیس فائر کرتا ہوں تاکہ تم چپک کر کہ یہ بے ہوش ہوئے ہیں یا نہیں۔..... ڈاکٹر جوزف نے ڈاکٹر ہنری سے کہا۔

”یس سر۔..... ڈاکٹر ہنری نے کہا تو ڈاکٹر جوزف سر ہلاتا واپس آ گیا جبکہ ڈاکٹر ہنری سکرین پر ان لوگوں کو دیکھتا رہا۔ سب آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے لیکن ان کی آواز یہاں سنائی نہ دے رہی تھیں اس لئے ڈاکٹر ہنری صرف ان کے ہلتے دیکھ رہا تھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ڈاکٹر جوزف تیزی سے واپس آیا۔

”کیا ہوا۔ کیا یہ بے ہوش ہو گئے ہیں۔..... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

”نہیں جتاپ۔ ان پر تو کوئی اثر ہی نہیں ہوا۔ یہ تو ویسے ویسے باتیں کر رہے ہیں۔..... ڈاکٹر ہنری نے کہا تو ڈاکٹر جوزف چہرے پر پہلی بار حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے خوف کے تاثرات آئے تھے۔

”یہ۔ یہ۔ کیا جن بھوت ہیں۔ کیا یہ انسان نہیں ہیں۔ یہ۔

دراودھر دیکھنے لگا جیسے کسی خاص چیز کو چیک کر رہا ہو اور پھر اس کا ہاتھ اس کی جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں مشین پشل موجود تھا اور دوسرے لمحے یکھت سکرین ایک جھماکے سے تاریک ہو گئی۔

"اوہ - اوہ - اس نے سکرین آف کر دی ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب یہ کیا ہو سکتا ہے۔ میں چیف آرچر سے بات کرتا ہوں"..... ڈاکٹر جوزف نے کہا تو ڈاکٹر ہنری نے اشبات میں سر ملادیا اور پھر وہ دونوں دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے واپس آفس میں لگے۔ ڈاکٹر جوزف فون کار سیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پریس - آرچر بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے آرچر کی آواز آئی دی۔

"ڈاکٹر جوزف بول رہا ہوں"..... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"ہاں - کیا ہوا - کیا وہ بے ہوش ہو گئے ہیں"..... دوسری طرف پوچھا گیا تو ڈاکٹر جوزف نے پوری تفصیل بتا دی۔

"وہ کیس سے بے ہوش نہیں ہوئے۔ بہر حال آپ اطمینان سے رہیں اور اب ان کی کسی کال کا آپ جواب نہ دیں۔ جارحیا میں گروپ موجود ہے۔ میں انہیں ابھی ان کی سرکوبی کے لئے بھیجتا"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

اوکے..... ڈاکٹر جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ جانے پر اس نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

آؤ ڈاکٹر ہنری - اب ہم اپنا کام کریں۔ اب چیف جانے اور یہ

"تم ڈریک نہیں ہو۔ کون ہو تم"..... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"میں ڈریک ہوں ڈاکٹر جوزف - میرے گلے کے غدودوں؛ گلوبز ہو گئی ہے۔ آپ بے فکر رہیں میں ڈریک ہی ہوں"..... آدمی نے کہا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو"..... ڈاکٹر جوزف نے اچانک نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"صرف اتنا ڈاکٹر جوزف کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ دشمن ایجنڈا ماسٹر ویل کو تباہ کر کے لیبارٹری میں پہنچنے کی پلاننگ کر رہے ہیں جبکہ ماسٹر ویل سیکورٹی ونگ سے باہر ہے اور وہاں ہمارا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ آپ بتا دیں کہ کیا ایسا ممکن ہے"..... اس آدمی نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ جو چاہے کر لیں ایسا ممکن ہی نہیں ہو سکتا اور اب سن لو کہ تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ میں یہاں لیبارٹری سے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو سکرین پر دیکھ رہا ہوں اور مجھے کرسیوں پر بندھی ہوئی ڈریک اور آرنلڈ کی لاشیں بھی نظر آ رہی ہیں۔ میں نے چیف آرچر کو بتا دیا ہے اور چیف آرچر اب تم سے خود ہی نمٹ لے گا۔ ویسے تم کیس سے بھی بے ہوش نہیں ہوئے ورنہ تم یہ کال کرنے کے بھی قابل نہ ہوتے"..... ڈاکٹر جوزف نے انتہائی عصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر دیا۔ دوسری طرف اس آدمی نے رسیور کریڈل پر رکھا اور اس طرح



لوگ..... ڈاکٹر جوزف نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر ہنری نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"اب معاملات اوپن ہو گئے ہیں اس لئے اب یہ چکر نہیں چلنا کہ ڈاکٹر جوزف کو کہہ کر راستہ کھلوا سکیں۔ اس سکرین چیکنگ مجھے خیال ہی نہ تھا ورنہ میں پہلے ہی اس کو فائر کے تباہ کرنا..... عمران نے مشین پشٹل جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"اب تو اس آرپر سے بھی بات کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ڈاکٹر جوزف نے اسے ساری تفصیل بتا دی ہوگی..... صفدر نے

"ہاں۔ اور اب ہمیں جو کچھ کرنا ہو گا فوری کرنا ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ ہم اس کنونین سے ہی کارروائی کا آغاز کریں۔ یہاں سے ایسا ہو سکتا اور کسی بھی لمحے اس سیکورٹی ونگ کو میزائلوں سے یا جا سکتا ہے..... عمران نے کہا۔

"کچھ نہ کچھ کرو تو وہی۔ پہلے ہی کافی وقت ضائع ہو گیا ہے۔" تنویر

پائپ بھی ہم نے دیکھے ہیں۔ وہ اتنے چوڑے نہیں ہیں کہ مس جو یا بھی اس سوراخ سے اندر جاسکے اس لئے ہم سوائے بم ضائع کرنے کے اور کچھ نہ کر سکیں گے اور دوسری بات یہ کہ اس دوران آرپہ نے یہاں کسی نہ کسی گروپ کو بھیج دینا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہیلی کاپٹر پر آئیں۔ اس صورت میں وہ اس کنوئیں کھلا دیکھ کر اس کے اندر بھی بم یا میزائل فائر کر سکتے ہیں..... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تمہاری بات ٹھیک ہے۔ ہم واقعی بری طرح پھنس گئے ہیں۔ ہمیں کچھ اور سوچنا چاہئے“..... عمران نے کہا۔  
 ”عمران صاحب۔ ایک تجویز ہے میرے ذہن میں“..... اچانک صفدر نے کہا۔

”وہ کیا“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔  
 ”اس لیبارٹری کے لئے تازہ ہوا کے حصول کے لئے انہوں نے لازماً کہیں ایئر سٹنگ مشینیں لگا رکھی ہوں گی اور وہ یقیناً اس لیبارٹری سے باہر ہی ہوں گی۔ اب ہمیں یہ تو اندازہ ہو چکا ہے کہ لیبارٹری کہاں ہے اور کس طرف ہے۔ اگر ہم گھوم کر دوسری طرف جائیں تو یقیناً ہم انہیں تلاش کر سکتے ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”پھر کیا ہوگا“..... عمران نے کہا۔  
 ”ہم اس کے ذریعے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر سکتے ہیں“..... صفدر نے کہا۔

نے جھلٹے ہوئے لہجے میں کہا۔  
 ”آؤ پہلے اس راستے کو اوپن کریں“..... عمران نے کہا اور واپس مڑنے لگا۔

”اس مشین کو تباہ کر دیں ورنہ کسی بھی وقت یہ ہمارے لئے مسئلہ بن سکتی ہے“..... صفدر نے کہا۔

”راستہ کھول لیں پھر“..... عمران نے کہا اور پھر ایک مشین آپریٹ کر کے اس نے راستہ کھولا اور پھر عمران، جو یا اور کیپٹن شکیل سمیت مشین روم سے باہر آگیا جبکہ صفدر اور تنویر دونوں نے مشین پشیلز کی فائرنگ کر کے مشین کو تباہ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی اس کھلے راستے سے سیکورٹی ونگ سے باہر نکلے اور میدان میں آگئے۔ ان کے قدم تیزی سے اس ماسٹر ویل کی طرف اٹھ رہے تھے لیکن ماسٹر ویل کے قریب پہنچ کر وہ بے اختیار رک گئے کیونکہ کنوئیں کی چھت دوبارہ برابر ہو چکی تھی۔

”اوہ۔ اب اسے اندر سے بھی نہیں کھولا جاسکتا کیونکہ مشین تباہ ہو چکی ہے۔ اب اسے بموں سے ہی اڑایا جاسکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن ہمارے پاس بم تو ہیں لیکن وہ وائرلیس بم ہیں، لیکن نیچے اتر کر ہی بم فائر کر سکتے ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب کہ ہم غلط انداز میں کام کر رہے ہیں۔ ریڈ بلاکس کی دیوار کسی صورت بھی نہیں توڑی جاسکتی اور

جھلٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں جادوگر تو نہیں ہوں“..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک صفدر نے دور سے ہیلی کاپڑز آنے کی اطلاع دی۔

”اوہ۔ اوہ۔ دوڑو سیکورٹی ونگ میں چلو ورنہ کھلی جگہ پر ہم یقیناً مارے جائیں گے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب اس طرح واپس دوڑ پڑے جیسے ان کے پیروں میں مشینیں فٹ کر دی گئی ہوں اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سیکورٹی ونگ کے اندر داخل ہو چکے تھے لیکن عمران سمیت یہ سب وہیں رک گئے کیونکہ اندر تمام مشینیں تباہ ہو چکی تھیں اور اس وے کو اب بند نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ہند لمحوں بعد ہیلی کاپڑ وہاں پہنچ کر فضا میں معلق ہو گئے۔ یہ دو ہیلی کاپڑ تھے اور ان کا تعلق ایئر فورس سے تھا۔ پھر ان میں سے ایک ہیلی کاپڑ نیچے اتر آیا جبکہ دوسرا فضا میں ہی معلق رہا۔ ہیلی کاپڑ نیچے اترتا تو اس میں سے مشین گنوں سے مسلح چار افراد نیچے اترے۔ وہ بڑے چوکنا انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔

”ادھر۔ ادھر آؤ۔ ادھر“..... ان میں سے ایک آدمی نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جدھر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

”کیا وہ ادھر گئے ہیں“..... دوسرے آدمی نے کہا۔

”ہاں اور ہوشیار رہنا“..... پہلے آدمی نے کہا اور پھر وہ چاروں

”لیکن راستہ کیسے کھلے گا۔ اصل مسئلہ تو یہی ہے“..... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ یہ بات تو واقعی سوچنے کی ہے“..... صفدر نے کہا۔  
”میں کہتا ہوں کہ واپس سیکورٹی ونگ میں چلو اور وہاں تمام بموں کو ملا کر تہہ خانے میں موجود دیوار پر آزماؤ۔ کوئی نہ کوئی صورت نکل ہی آئے گی“..... تنویر نے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح ہم سوائے ان بموں کو ضائع کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکیں گے اس لئے ہمیں کچھ اور سوچنا ہو گا“..... عمران نے کہا اور اس طرح ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے کسی چیز کا جائزہ لے رہا ہو۔

”عمران صاحب“..... اچانک کیپٹن شکیل نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ کسی خاص چیز کو دیکھ کر چونک پڑا ہو۔  
”کیا ہوا“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”عمران صاحب۔ اس لیبارٹری کا کوئی نہ کوئی دوسرا وے بھی ہو گا۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ تمام سائٹس دان اس سیکورٹی ونگ سے ہی آتے جاتے رہتے ہوں“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں۔ ہو گا تو ضرور لیکن اسے تلاش کرنا اور پھر اسے کھولا کیسے جائے گا۔ وہ بھی ظاہر ہے اندر سے ہی کھلتا ہو گا“..... عمران نے کہا۔

”اس بار تمہارا ذہن کیوں کام نہیں کر رہا“..... جو یا نے

”اب ہمیں فوری واپس جانا ہے ان لوگوں کے آنے سے پہلے نہ ہم مارے جائیں گے“..... عمران نے کہا اور تیزی سے آگے کی طرف دوڑنے لگا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے لیکن اچانک ان دوڑتے دوڑتے مڑ گیا اور اس کے ساتھی بھی چونک کر اس کے قریب ہی مڑے اور تھوڑی دیر بعد وہ کچھ فاصلے پر اونچی اونچی جھاڑیوں کے قریب پہنچ گئے۔

”یہاں بکھر کر رک جاؤ۔ اب ہم ان کے عقب میں ہیں۔ اب ہم، کوئی سواری حاصل کرنی ہے“..... عمران نے کہا تو جو گیا اس کے ساتھ رہی جبکہ باقی ساتھی ادھر ادھر جھاڑیوں کے پیچھے ہو گئے۔ ان کے والے افراد سے مشین گنیں وہ جھپٹ کر ساتھ لے آئے تھے۔ اب عمران خالی ہاتھ تھا جبکہ جو گیا کے ہاتھ میں بھی مشین گن جو تھی۔

”اس بار یہ سب کیا ہو رہا ہے عمران۔ ہم مکمل طور پر دفاعی پوزیشن میں آگئے ہیں اور حالات بھی درست نہیں ہیں“..... جو گیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس بار صورت حال مکمل طور پر ہمارے خلاف جا رہی ہے اور ہمارے پاس نہ پیچھے ہٹنے کا کوئی راستہ ہے اور نہ آگے بڑھنے کا کوئی بات بھی سمجھ میں نہیں آرہی“..... عمران نے کہا تو جو گیا انٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے فوجی ہیں تیزی سے آتی دکھائی دیں۔ ان کا رخ اسی طرف تھا جدرہ ہیلی

ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگے عمران اور اس کے ساتھی اندر ہو کر کھڑے ہو گئے تھے۔ انہیں اس وقت اپنی پوزیشن واقعی بے حد نازک محسوس ہو رہی تھی۔ عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پستل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور پھر جیسے ہی وہ چاروں افراد آگے بڑھ کر مشین پستل کی ریج میں آئے عمران نے ہاتھ اونچا کیا اور دوسرے لمحے تڑتارہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ چاروں افراد جیتنے ہوئے نیچے گرے اور بری طرح تڑپنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی وہ ہیلی کاپٹر جس سے یہ افراد نیچے اترے تھے ایک جھٹکے سے اوپر اٹھ گیا اور چند لمحوں بعد ہی وہاں خوفناک میزائلوں کی جیسے بارش سی ہونے لگی اور ہر طرف مٹی اور دھواں سا پھیلنا چلا گیا لیکن عمران اور اس کے ساتھی محفوظ جگہ پر تھے اس لئے اطمینان سے کھڑے تھے۔ تھوڑی دیر بعد دونوں ہیلی کاپٹر تیزی سے مڑے اور جس طرف سے آئے تھے ادھر واپس چلے گئے۔

”یہ واپس کیوں چلے گئے ہیں“..... جو گیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اور کیا کرتے۔ اب یہ جیسے لے کر کافی نفری کے ساتھ واپس نہیں گئے اور اب کھلی جنگ ہو گی“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر باہر آ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے باہر آ گئے۔

کے ساتھ ہی فضا میں ایک جگہ ساکت ہیلی کاپٹر حرکت میں آگیا اور اس نے راؤنڈ لگانا شروع کر دیا لیکن عمران اور اس کے ساتھی ظاہر ہے تربیت یافتہ تھے اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو ان تھماڑیوں میں اس طرح کیوں فلاج کیا ہوا تھا کہ ہیلی کاپٹر والے انہیں چٹیک نہ کر سکتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ مکمل طور پر ساکت ہو گئے تھے کیونکہ اتنی بات وہ بھی جانتے تھے کہ اگر معمولی سی حرکت بھی ہوئی تو وہ مارک کر لئے جائیں گے اور اگر ایک بار مارک ہو گئے تو وہ نرخی میں آئے ہوئے ہرنوں کی طرح مارے جائیں گے۔ ہیلی کاپٹر فضا میں دوبارہ معلق ہو گیا تھا جبکہ جیسوں سے اترنے والے فوجی وہیں ادھر ادھر بکھر کر انتہائی چوکنے انداز میں چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔ چند فوجی اس کھلے راستے سے اندر چلے گئے تھے۔

”انہوں نے اب یہاں ہر جگہ ہمیں تلاش کرنا ہے۔ ہم بہر حال اتنے محفوظ نہیں ہیں“..... جولیا نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”ہم اس وقت تلوار کی دھار پر موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا“..... عمران نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے ان فوجیوں کو واپس آتے دیکھا جو کھلے ہوئے راستے سے سیکورٹی ونگ میں گئے تھے اور پھر وہ کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی نے ٹرانسمیٹر پر شاید ہیلی کاپٹر کے پائلٹ سے بات چیت کی۔ اس کے بعد وہ سب جیسوں پر سوار ہو گئے اور جیسوں پھیل کر ادھر

کاپٹر سے اترنے والوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور پھر انہیں ایک ہیلی کاپٹر بھی اسی طرف سے آتا نظر آنے لگ گیا۔ جیسوں کی تعداد کم تھی۔ تمام جیسوں وہاں پہنچ کر رک گئیں جہاں لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور پھر جیسوں میں سے مسلح فوجی نیچے اترے اور تیزی سے ادھر ادھر پھیلنے چلے گئے۔ ان کی تعداد پچاس کے قریب تھی اور وہ سب مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔

”یہ ہیلی کاپٹر سے مارک نہ کر لیں گے ہمیں“..... جولیا نے کہا۔ ”نہیں۔ ہم کافی فاصلے اور سائیڈ پر ہیں اس لئے ان کا خیال ادھر نہیں جاسکتا لیکن جب ہم انہیں اندر نہیں ملیں گے تو وہ لازماً اس سارے علاقے کا سروے کریں گے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر کیا کیا جائے۔ تم بتاؤ“..... جولیا نے کہا۔ ”کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب ہم حالات کے رحم و کرم پر ہیں۔ جیسے حالات ہوں گے ویسے ہی معاملات کو آگے بڑھایا جائے گا“..... عمران نے کہا تو جولیا اسے اس انداز میں دیکھنے لگی جیسے اسے عمران کے منہ سے ایسی بات سننے کی توقع نہ تھی۔ فوجی وہاں بکھرے ہوئے تھے جبکہ دس بارہ فوجی اس کھلے دہانے کی طرف چلے گئے تھے اور پھر وہ ان کے سامنے نیچے اتر گئے تھے۔ پھر کافی دیر بعد وہ سب باہر آ گئے اور باہر موجود اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ٹرانسمیٹر تھا اور اس سے وہ کال کر رہا تھا۔ اس

اس لئے انہوں نے باریک بینی سے ماحول کا جائزہ نہیں لیا اور اگر میں سے کوئی معمولی سی حرکت بھی کر دیتا تو ہم سب واقعی یقین لے کر کی زد میں آ جاتے۔..... عمران نے کہا۔

”اب کیا پروگرام ہے۔ کیا واقعی ہمیں واپس جانا ہو گا۔“ جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ ہم نے بہر حال اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ ان جیپوں اور لی کاپٹروں کو جانے دو ورنہ ہو سکتا ہے کہ یہ دوبارہ واپس آ جائیں۔ سکتا ہے کہ ان کے ذہن میں ہو کہ ہم یہاں چھپے ہوئے ہوں گے ہر آ جائیں گے۔..... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا با۔ کافی دیر بعد انہیں چکر کاٹ کر جیپیں واپس جاتی دکھائی دیں۔ لی کاپٹر بھی ان کے ساتھ ساتھ تھا اور پھر ہیلی کاپٹر اور جیپیں اسی سڑک سے واپس چلی گئیں جدھر سے آئی تھیں۔ جب ہیلی کاپٹر ان کی اردوں سے غائب ہو گیا تو عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ لیا بھی اور دوسرے ساتھی بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”اس بار تو اللہ تعالیٰ نے خصوصی مدد کی ہے عمران صاحب ورنہ ہم بری طرح پھنس گئے تھے۔..... صفدر نے قریب آتے ہوئے کہا۔

”اسے کہتے ہیں آنکھوں میں دھول جھونکنا۔ بہر حال آؤ اب اپنا ٹین مکمل کریں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ب دوڑتے ہوئے واپس اس کھلے راستے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ادھر دوڑنے لگیں اور پھر اس طرف کو آنے لگیں جدھر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے جبکہ ہیلی کاپٹر بھی آہستہ آہستہ ان کے اوپر آگے بڑھتا ہوا آ رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی دم سادھے خاموش پڑے ہوئے تھے۔ جیپوں کا رخ بھی ادھر ہی تھا اس لئے عمران کا دل بری طرح دھڑکنے لگا کیونکہ حالات یکسر ان کے خلاف تھے اور ان کا مارا جانا یقینی نظر آ رہا تھا لیکن عمران اسی طرح بے حس و حرکت پڑا رہا اور پھر اچانک یہ دیکھ کر ان کا دل بے اختیار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے لگا کہ جیپیں ان کے چاروں طرف سے ہوتی ہوئیں آگے بڑھتی چلی گئیں۔ اوپر سے ہیلی کاپٹر بھی گزرتا ہوا آگے چلا گیا اور بڑی اور اونچی جھانڑیوں میں بے حس و حرکت پڑے ہوئے عمران اور اس کے ساتھی ویسے ہی پڑے رہے۔ جیپیں آگے بڑھنے کے بعد دوسری طرف چلی گئیں۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر بھی ادھر مڑ گیا تو عمران نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

”اسے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کہ اتنے قریب سے گزرنے کے باوجود وہ ہمیں مارک نہیں کر سکے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے خود حیرت ہو رہی ہے حالانکہ جھانڑیوں میں ہمارے لباس یا لباس کا کوئی نہ کوئی حصہ انہیں بہر حال نظر آ جانا چاہئے تھا۔“ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ان کے ذہن میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ ہم یہاں سے جا چکے

"صفدر اور کیپٹن شکیل یہیں رکیں گے تاکہ کوئی اور گردہ اپنا نڈ آجائے۔ تنویر اور جولیا میرے ساتھ آئیں گے۔"..... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل وہیں رک گئے جبکہ عمران، تنویر اور جولیا سمیت آگے بڑھتا چلا گیا۔

"لیکن اندر جا کر ہم کریں گے کیا"..... جولیا نے کہا۔

"کوشش"..... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ایک بار پھر اس مشین روم میں پہنچ گئے جہاں لاشیں ویسے ہی پڑی ہوئی تھیں جبکہ تمام مشینری تباہ ہو چکی تھی۔ عمران نے مشین روم کی سائیڈوں کا جائزہ لیا لیکن وہاں اس کے مطلب کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔

"اب واقعی اور کوئی راستہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ ہم واپس چلے جائیں اور سپر میگا بم کی کثیر تعداد لے کر واپس آئیں۔"..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... عمران نے لہجہ بدل کر کہا۔

"کون بول رہا ہے"..... دوسری طرف سے ڈاکٹر جوزف کی آواز سنائی دی۔

"میجر ہاکسن بول رہا ہوں۔ آپ کون ہیں اور کہاں سے بات کر رہے ہیں"..... عمران نے فوجی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میجر ہاکسن۔ کون میجر ہاکسن۔ میں ڈاکٹر جوزف بول رہا ہوں لیبارٹری انچارج"..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میں ملٹری میجر ہوں۔ مجھے حکم دیا گیا تھا کہ یہاں موجود غیر ملکی ہتھیاروں کا خاتمہ کریں لیکن ہم یہاں ہر طرف چیکنگ کر چکے ہیں لیکن ہاں کوئی آدمی موجود نہیں ہے"..... عمران نے کہا۔

"اتنی جلدی وہ لوگ کہاں جا سکتے ہیں"..... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"وہ اگر ایجنٹ ہیں جناب تو وہ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ بہر حال اس وہ موجود نہیں ہیں اور اب ہم بھی واپس جا رہے ہیں۔"..... عمران نے کہا۔

"کیا واقعی وہ لوگ باہر موجود نہیں"..... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔ "میں درست کہہ رہا ہوں۔ آپ کو آخر یقین کیوں نہیں آتا"..... عمران نے بھی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ نہ ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مگر اہٹ ابھرتی تھی۔

"اللہ تعالیٰ ہماری مدد کر رہا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں لازماً راستہ مل جائے گا"..... عمران نے کہا تو تنویر اور جولیا بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیسے خیال آیا ہے تمہیں"..... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

نہیں ہے۔ یہاں راستہ ہے اس لئے اس میں کاحالہ حلا موجود ہو گا..... جو بیانے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا۔ ویری سید۔ خواخواہ وقت ضائع کیا۔ گڈ شو۔ تنویر اور جو بیانے آج تمہارا دن ہے۔ جاؤ جا کر صفدر اور کیپٹن شکیل کو بلا لاؤ۔ واقعی ہمیں ایسا ہی کرنا چاہئے تھا..... عمران نے کہا تو جو بیانے اور تنویر دونوں کے چہرے کھل اٹھے اور پھر تنویر تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور کیپٹن شکیل، تنویر کے ساتھ واپس آگئے اور چند لمحوں بعد ان تینوں نے جیسوں میں موجود تمام ہم نکال کر انہیں آن کیا اور دیوار کے درمیانی حصے کی جڑ میں رکھ کر وہ سب نیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ چند لمحوں بعد ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور پورے تہہ خانے میں دھواں سا چھا گیا لیکن جب دھواں چھٹا تو یہ دیکھ کر سب کے منہ بن گئے کہ وہاں دیوار میں معمولی سا رخسہ ہی نمودار نہ ہوا تھا۔

”اب اور تو کوئی صورت نہیں کہ ہم واپس جائیں..... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”ارے۔ اتنی جلدی حوصلہ چھوڑ گئے۔ تمہیں تو میرا قیب ہونے اعزاز حاصل ہے۔ تمہیں تو انتہائی حوصلہ مند ہونا چاہئے۔“ عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ مذاق کرنے کا وقت ہے۔ نانسنس..... جو بیانے

”ڈاکٹر جوزف کے لہجے سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ خود یہاں کر چینگ کرنا چاہتا ہے یا اسے یہاں سے کسی چیز کی ضرورت ہے۔ کچ نہ کچ بہر حال ہے اور جو کچ ہے وہ سامنے آجائے گا۔ آؤ ہمیں اس تہہ خانے میں ہونا چاہئے جہاں راستہ کھلے گا..... عمران نے کہا تو جو بیانے اور تنویر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ اس تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں ایک دیوار واقعی ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی تھی جبکہ باقی تین دیواریں عام میٹرل کی تھیں۔ وہ تینوں وہاں کھڑے رہے لیکن جب کافی دیر گزر گئی اور کچ نہ ہوا تو جو بیانے اور تنویر کے چہروں پر ہلکی سی مایوسی کے تاثرات ابھرنے لگے لیکن عمران اسی طرح مطمئن اور پر امید نظر آ رہا تھا۔

”ہم وقت ضائع کر رہے ہیں۔ باہر سے کوئی نہ کوئی یہاں پہنچ جائے گا وہ یہ جگہ خالی تو نہیں چھوڑ سکتے..... تنویر نے کہا۔

”گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے تنویر۔ ڈاکٹر جوزف نے بہر حال فوجیوں کے واپس جانے کا انتظار تو کرنا ہی ہے..... عمران نے کہا لیکن جب مزید کافی دیر گزر گئی تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اس بار ہر اندازہ غلط ثابت ہو رہا ہے..... عمران نے کہا۔

”میں تو کہہ رہا ہوں کہ یہاں سارے ہم اکٹھے کر کے فائر کر دو لیکن تم مان ہی نہیں رہے..... تنویر نے کہا۔

”تنویر درست کہہ رہا ہے۔ یہ ریڈ بلاکس کی سالم اور ٹھوس دیوار



پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس کو تو موقع ملنا چاہئے دل میں بھرے ہوئے زہر کو نکلنے کا“..... تنویر نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

”کمال ہے۔ جب میں تمہاری تعریف کروں تو میرے دل میں کوئی زہر نہیں ہوتا۔ جب نہ کروں تو زہر بھرا ہوا ہوتا ہے۔ بہر حال بے فکر رہو۔ تمہاری ترکیب کامیاب رہے گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیسے۔ سارے بم تو فائر ہو گئے ہیں۔ اب تو سوائے حشین پشل اور مشین گنوں کے اور کچھ نہیں ہے“..... تنویر نے کہا۔

”عمران صاحب۔ ہم اس وقت بے حد نازک صورت حال سے دوچار ہیں۔ لازماً سیکورٹی ونگ میں کوئی نہ کوئی ٹیم آجائے گی اور ہمارے پاس جان بچانے کا کوئی راستہ نہیں رہے گا“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”انتظار کرو۔ اس خوفناک دھماکے کے آواز اور لرزش لیبارٹری میں لازماً سنی اور محسوس کی گئی ہوگی اور ان کے نقطہ نظر سے سیکورٹی ونگ خالی ہے اس لئے وہ چیکنگ کرنے لازمی آئیں گے“..... عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اس دھماکے کی وجہ سے وہ نہیں آئیں گے۔ انہیں خطرات لاحق ہو جائیں گے“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔ اسی لمحے انہیں اوپر سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

”وہ چیک کر رہے ہیں“..... عمران نے کہا۔ کافی دیر تک گھنٹی بجتی رہی پھر خاموشی چھا گئی۔ وہ سب تہہ خانے میں ہی موجود رہے اور پھر کچھ دیر بعد اچانک انہیں دیوار کی طرف سے ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگی تو وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔ اس کے ساتھ ہی وہ سب یکفخت ایک سائیڈ میں ہوتے چلے گئے۔ چند لمحوں بعد دیوار درمیان سے یکفخت اس طرح غائب ہو گئی جیسے اس کا وہاں کوئی ٹکڑا موجود ہی نہ تھا اور اس جگہ بننے والے خلا سے ایک نوجوان جس کے ہاتھ میں مشین پشل تھا اچھل کر باہر آیا تھا کہ ساتھ لڑے ہوئے عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھایا اور دوسرے لمحے وہ آدمی گھوم کر اس کے سینے سے آگیا۔ عمران نے دوسرا ہاتھ اس کے کھلتے ہوئے منہ کے آگے کر دیا۔ دوسرے لمحے ایک ادھیر عمر دی تیزی سے باہر آیا ہی تھا کہ دوسری طرف موجود صفدر اس پر ٹپٹ پڑا اور وہ بھی منہ سے کوئی آواز نہ نکال سکا۔ اس کے ہاتھ میں ہی مشین پشل تھا جو نیچے گر گیا تھا۔ جبکہ پہلے آدمی کے ہاتھ میں وجود مشین پشل بھی نیچے گرا تھا لیکن اس وقت جب دوسرا آدمی بو میں آچکا تھا۔ چند لمحوں تک جب اور کوئی آدمی باہر نہ آیا تو عمران نے جویا کو اشارہ کیا تو جویا تیزی سے آگے بڑھی اور اس خلا میں خل ہو گئی۔ اس کے پیچھے تنویر اور آخر میں کیپٹن شکیل بھی اندر خل ہو گئے۔

”اسے بے ہوش کر دو اور ساتھ لے آؤ“..... عمران نے صفدر

سے انہیں گلوگر اہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور پھر مشین خود بخود آف ہو گئی تو عمران بیچھے ہٹ گیا۔ اسی لمحے تنویر اور کیپٹن شکیل اندر داخل ہو گئے۔

”دو آدمی اور تھے انہیں بھی ختم کر دیا ہے“..... تنویر نے کہا۔  
 ”وہ دونوں جو بے ہوش پڑے ہیں انہیں اٹھالاؤ۔ میں نے راستہ بند کر دیا ہے“..... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل تیزی سے مڑے اور مشین روم سے باہر نکل گئے۔ عمران تمام مشینوں کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھالیا۔

”یس“..... عمران نے ڈاکٹر جوزف کی آواز اور لہجے میں کہا۔  
 ”آہر بول رہا ہوں ڈاکٹر جوزف۔ آپ بے فکر رہیں میرے خصوصی آدمی جلد ہی سیکورٹی ونگ میں پہنچ رہے ہیں اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو بھی پورے جارجیا میں تلاش کیا جا رہا ہے۔ آپ بے فکر ہو کر کام کرتے رہیں“..... آہر کی تیز آواز سنائی دی۔

”یس سر۔ ٹھیک ہے“..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل اس دوران ان دونوں بے ہوش افراد کو اٹھائے واپس آ گئے تھے۔ انہوں نے ان دونوں کو کرسیاں پر ڈال دیا۔

”کوئی رسی ڈھونڈو۔ اب ان دونوں نے بتانا ہے کہ فارمولا کہاں ہے“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے سینے سے لگے ہوئے آدمی کے منہ سے ہاتھ اٹھا کر اس کے سر پر رکھ کر اسے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو ہلکی سی چیخ اس آدمی کے منہ سے نکلی اور اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ صفدر نے بھی ایسی ہی کارروائی اپنے آدمی کے ساتھ کی اور وہ انہیں اٹھائے ہوئے اس خلا کی دوسری طرف داخل ہو گئے۔ یہ ایک خالی بڑا سا کمرہ تھا جس کا دوسرا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ ان کے ساتھی وہاں موجود نہ تھے۔ عمران نے اٹھائے ہوئے آدمی کو ایک طرف ڈال دیا جبکہ صفدر نے بھی اس کی پیر دی کی اور پھر وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ اسی لمحے انہیں دور سے مشین پشیل کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

”اوہ۔ تنویر نے اپنی کارروائی شروع کر دی ہے“..... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک ہال میں داخل ہوئے تو وہاں جو لیا اکیلی موجود تھی اور وہاں چار افراد فرش پر لاشوں کی صورت میں پڑے نظر آ رہے تھے۔ اپنی شکل و صورت اور انداز سے وہ سائنس دان ہی دکھائی دے رہے تھے۔ یہ کمرہ مشین روم لگتا تھا کیونکہ یہاں آٹھ کے قریب مشینیں دیواروں کے ساتھ نصب تھیں۔ ان میں سے ایک مشین چل رہی تھی۔ عمران تیزی سے اس مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں تک وہ اس مشین کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد مشین سے ہلکی سی سیٹی کی آواز کے ساتھ ہی دور

لیکن دیکھو ہم یہاں لیبارٹری میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زندہ سلامت موجود ہیں۔" عمران نے کہا۔  
 "تم۔ تم مجھے کیسے جانتے ہو۔ کیا مطلب۔" ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"تمہاری آواز میں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ اب میری بات سن لو۔ ہم نے راستہ دوبارہ بند کر دیا ہے اس لئے اب باہر سے کوئی اندر نہیں آ سکتا اور تم دونوں کے علاوہ یہاں موجود تمام افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ یہاں پڑی ہوئی لاشیں تمہیں نظر آ رہی ہوں گی۔" عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ دھماکہ تم نے کیا تھا۔ اوہ۔ اوہ۔ میں ڈاکٹر ہنری سے ہٹا رہا کہ یہ دھماکہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے ہی کیا ہو گا لیکن یہ نہ مانا۔ اس کا خیال تھا کہ باہر بلاسٹنگ بم وغیرہ دور سے فائر ہو رہے ہیں۔ میں چمک کر نا چلے۔" ڈاکٹر جوزف نے ساتھ بیٹھے ہوئے جوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ لوگ یہاں موجود ہوں گے بلکہ فوج نے یہاں اور باہر مکمل چیکنگ کر لی تھی۔" اس جوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر جوزف۔ تم اور تمہارا ساتھی ہنری سائیس دان ہیں اور ہم تیس دانوں کی دل سے قدر کرتے ہیں۔ تمہارے اور ساتھی صرف ہلکے ہلاک کر دیئے گئے کہ انہوں نے ہمارا مقابلہ کرنے کی

"لیکن عمران صاحب۔ اگر سیکورٹی دنگ میں کوئی گروپ آ گیا تو پھر ہم یہاں سے باہر کیسے جائیں گے۔" صفدر نے کہا۔  
 "فی الحال اپنا مشن مکمل کر لیں پھر اس بارے میں بھی سوچیں گے۔" عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد رسیاں تلاش کر کے لائی گئیں اور ان دونوں بے ہوش افراد کو رسیوں سے باندھ دیا گیا۔

"اب انہیں ہوش میں لاؤ۔" عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر ان دونوں کے منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب ان کے جسموں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو انہوں نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ گئے۔

"تم۔ تم کون ہو۔ کیا مطلب۔ تم۔ وہ۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ۔ اوہ۔ اوہ۔" ان میں سے ایک نے جو اوجھڑا ہوا تھا، بولتے ہوئے کہا تو عمران کے پھرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ وہ آواز سے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ ڈاکٹر جوزف ہے اور اسے یہی فکر لاحق تھی کہ کہیں ڈاکٹر جوزف ہلاک نہ ہو گیا ہو۔ ایسی صورت میں فارمولا تلاش کرنا مشکل ہو جائے گا۔

"یہ کیا ہے۔ یہ کیا ہے۔" یہ کون ہیں۔" اسی لمحے دوسرے آدمی نے بھی ہوش میں آکر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 "ڈاکٹر جوزف۔ تم نے ہمارا راستہ روکنے کی کتنی کوشش کی

سی طرح سرد لہجے میں کہا تو صفدر نے آگے بڑھ کر ڈاکٹر جوزف کا اک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا اور چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر جوزف چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ اس کے ہرے پر انتہائی خوف کے تاثرات تھے۔

”تم نے دیکھا ڈاکٹر جوزف کہ موت کس قدر بھیانک چیز ہے۔ ب بتاؤ۔ جلدی بولو ورنہ میں ٹریگر دبا دوں گا۔“ عمران کا لہجہ اس سرد تھا کہ اس کے اپنے ساتھیوں کے جسموں میں بھی سردی کی ریں سی دوڑتی چلی گئیں۔

”مم۔ مم۔ میں بتاتا ہوں۔ مجھے مت مارو۔ میں بتاتا ہوں۔ رمولا میرے آفس کی دیوار میں خفیہ سیف میں موجود ہے۔“ ڈاکٹر جوزف نے خوف کی شدت سے تقریباً ہڈیانی لہجے میں کہا۔

”اسے کھول کر ساتھ لے جاؤ اور فارمولا لے آؤ۔ اگر یہ معمولی سی سیچراں کرے تو اس ہلاک کر دینا۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو صفدر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ایک گانٹھ کھول کر سیاں ہٹا دیں۔ ڈاکٹر جوزف نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا ہم خوف سے بری طرح کانپ رہا تھا کہ اس سے اٹھنا جا رہا تھا۔ صفدر نے اس کا بازو پکڑ کر ایک جھٹکے سے اسے سیدھا کھڑا کر دیا۔ صفدر کے انداز میں انتہائی جارحانہ پن تھا۔

”مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو۔“ ڈاکٹر جوزف کی

کوشش کی تھی۔ ہم تم دونوں کو زندہ چھوڑ کر اور لیبارٹری تباہ کرنے بغیر واپس جاسکتے ہیں بشرطیکہ تم مجھے وہ فارمولا دے دو جو پاکیشیائی سائنس دان سے تم نے حاصل کیا تھا۔ سولر انرجی کی مائیکرو چپ ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

”وہ سائنس دان بغیر کچھ بتائے ہلاک ہو گیا تھا اس لئے ہمارے پاس ایسا کوئی فارمولا موجود نہیں ہے۔“ ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

”تم کیا کہتے ہو ڈاکٹر ہنری۔“ عمران نے نوجوان آدمی سے مخاطب ہو کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر جوزف درست کہہ رہے ہیں۔ تم یقین کرو۔“ ڈاکٹر ہنری نے کہا۔

”پھر ڈاکٹر جوزف سے ہی بات ہوگی۔ تم تو آرام کرو۔“ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ہاتھ نکالا اور دوسرے لمحے تترتاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ڈاکٹر ہنری کے حلق سے انتہائی کر بناک چیخ نکلی اور اس کا بندھا ہوا جسم چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا جبکہ اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ڈاکٹر جوزف کی گردن شدت خوف سے ڈھلک گئی تھی۔ ظاہر ہے وہ سائنس دان تھا۔ اس نے کبھی اس انداز میں اپنے سامنے کسی کو اتنی کر بناک حالت میں مرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اس لئے وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

”اسے ہوش میں لے آؤ۔ اب یہ سچ بتا دے گا۔“ عمران نے

کھڑے تھے۔

”ابھی مائیکروفلم نہیں بنائی گئی“..... ڈاکٹر جوزف نے جواب دیا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔  
”اب یہ بتا دو کہ اس لیبارٹری کا دوسرا راستہ کہاں ہے اور وہ کس طرح کھلتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔ وہی راستہ ہے جہاں سے تم اندر آئے ہو“..... ڈاکٹر جوزف نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”اس کا منہ بند کر دو“..... عمران نے کہا تو صفدر نے ڈاکٹر جوزف کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ ڈاکٹر جوزف بول رہا ہوں“..... عمران نے ڈاکٹر جوزف کی آواز اور لہجے میں کہا تو ڈاکٹر جوزف کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

”میں سیکورٹی ونگ سے سامن بول رہا ہوں۔ کرنل سامن آف وائٹ شیڈو۔ میرے ساتھ دس ساتھی ہیں اور ہم نے سیکورٹی ونگ کا چارج سنبھال لیا ہے لیکن یہاں کی تمام مشینری تباہ کر دی گئی ہے اور راستہ بھی ہمیں کھلا ہوا ملا ہے۔ البتہ ایک حسرت انگیز بات بھی ہم نے چٹیک کی ہے کہ نیچے تہہ خانے میں ریڈ بلاکس کی دیوار کے سامنے دو مشین پسٹل زمین پر اس طرح پڑے ہوئے ملے ہیں جیسے

حالت واقعی غراب تھی۔

”اگر تعاون کرو گے تو زندہ رہو گے“..... عمران نے کہا اور پھر صفدر اسے بازو سے پکڑے بیرونی دروازے کی طرف لے گیا تو کیپٹن شکیل اس کے پیچھے چل پڑا۔  
”یہاں کوئی بم وغیرہ تو نہیں ہو گا۔ پھر اس لیبارٹری کو کیسے تباہ کیا جائے گا“..... جو یانے کہا۔

”کچھ نہ کچھ تو کریں گے۔ پہلے فارمولا تو مل جائے“..... عمران نے کہا۔ اس کی پیشانی پر ابھری ہوئی لکیریں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور کیپٹن شکیل ڈاکٹر جوزف کو ساتھ لئے واپس آئے تو صفدر کے ہاتھ میں ایک فائل موجود تھی۔

”اسے بٹھا دو اور خیال رکھنا“..... عمران نے آگے بڑھ کر صفدر کے ہاتھ سے فائل لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے فائل کھولی۔ اس میں کمیونٹر کوڈنگ میں تحریر موجود تھی۔ فائل میں دس صفحات تھے۔ عمران خاموشی سے اپنی کرسی پر بیٹھا انہیں اس طرح پڑھ رہا تھا جیسے یہ کمیونٹر کوڈنگ کی بجائے کوئی عام سی تحریر ہو اور پھر آخری صفحہ پڑھ کر اس نے فائل تہہ کر کے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لی۔

”اس کی مائیکروفلم کہاں ہے ڈاکٹر جوزف“..... عمران نے ڈاکٹر جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو اب دوبارہ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل اس کی سائیڈوں پر بڑے چوکنا انداز میں

اچانک کسی کے ہاتھوں سے گرے ہوں۔ کیا لیبارٹری کا راستہ اس ریڈ بلاکس کی دیوار سے نمودار ہوتا ہے؟..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ریڈ بلاکس کی دیوار میں راستہ کیسے ہو سکتا ہے کرنل سامن۔ اس طرح تو ریڈ بلاکس کی دیوار بنانے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ راستہ دوسری طرف ہے لیکن چیف آرچر کے حکم کی وجہ سے وہ میں تمہیں بھی نہیں بتا سکتا۔ تم ان پاکیشیائی ہینٹوں کو چیک کرو۔ وہ لازماً دوبارہ حملہ کرنے آئیں گے۔ ان کے خاتمے کے بعد ہی نئی چیکنگ مشینری نصب کی جا سکتی ہے۔ فی الحال ایسا نہیں ہو سکتا..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ آپ تو محفوظ ہیں ناں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ ہماری فکر نہ کرو۔ ہم مکمل طور پر محفوظ ہیں..... عمران نے کہا۔

”اوکے..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”خاصا ذہین آدمی ہے یہ کرنل سامن۔ ڈاکٹر جوزف اور ڈاکٹر ہنری کے ہاتھوں میں مشین پشیل تھے جو نیچے گر گئے اور وہیں پڑے رہ گئے تھے..... عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”ہاں تو ڈاکٹر جوزف۔ اب آخری بار کہہ رہا ہوں کہ راستہ بتا کر

اپنی جان بچا لو ورنہ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے آفس میں لیبارٹری کا تفصیلی نقشہ موجود ہو گا۔ اس سے ہم راستہ تلاش کر لیں گے۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے لیکن تم ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاؤ گے۔ ہاں یا نہ میں جواب دو۔“ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پشیل کا رخ ڈاکٹر جوزف کے سینے کی طرف کر دیا۔

”مم۔ مم۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ کوئی راستہ نہیں ہے۔ میں درست کہہ رہا ہوں..... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

”یہ تمام بھاری مشینری کیا اس تنگ سے رستے سے یہاں پہنچی ہے..... عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”وہ۔ وہ تو سپیشل وے تھا جو بند کر دیا گیا ہے..... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

”کہاں ہے وہ راستہ۔ اس کی تفصیل بتاؤ..... عمران نے کہا۔ مجھے نہیں معلوم۔ میں تو بعد میں آیا تھا۔ پہلے یہاں انچارج

ڈاکٹر ولسن تھا جو ہلاک ہو گیا تھا..... ڈاکٹر جوزف نے جواب دیا لیکن عمران اس بار اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ غلط بیانی کر رہا ہے اس لئے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے تھڑا ہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ڈاکٹر جوزف کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا بھردکنا ہوا جسم ساکت ہو گیا۔

”آؤ۔ اب ہم نے خود ہی راستہ تلاش کرنا ہے..... عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

وہاں ڈریک اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ لیکن چونکہ لیبارٹری کی عمارت کے گرد ریڈ بلاکس کی دیوار تھی اس لئے وہ لوگ آگے نہ بڑھ سکے تھے۔ پھر آرہر نے جارجیا میں موجود فوج کے ایک دستے کو وہاں چھاپہ مارنے اور ان پاکیشیائی بمبختوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا۔ ان کی طرف سے یہ رپورٹ دی گئی کہ وہاں پاکیشیائی بمبخت موجود نہیں ہیں۔ وہ واپس جا چکے ہیں جس پر آرہر نے کرنل سامن کو وہاں پہنچنے کا حکم دے دیا اور کرنل سامن اپنے سیکشن کے ساتھیوں کے ساتھ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے وہاں پہنچ گیا۔ اس سیکورٹی ونگ کا راستہ کھلا ہوا تھا اور اندر پہنچ کر جب انہوں نے سیکورٹی ونگ کا جائزہ لیا تو وہاں ڈریک اور اس کے ساتھیوں کی شہیں مل گئیں۔ البتہ ان کے علاوہ اور کوئی لاش نہ تھی اس لئے وہ سمجھ گیا تھا کہ باقی افراد کی لاشیں باہر پڑی ہوئی ہوں گی جنہیں فوجی ہٹا کر لے گئے ہوں گے کیونکہ چیف آرہر نے اس بارے میں اسے بتا دیا تھا۔ البتہ سیکورٹی ونگ کی تمام مشینری تباہ کر دی گئی تھی۔ ہر کرنل سامن نے پورے سیکورٹی ونگ کا جائزہ لیا اور تہہ خانے میں جب اس نے ریڈ بلاکس کی دیوار کے سلسلے پڑے ہوئے دو شہین پسٹلز دیکھے تو اس کا ماتھا ٹھنک گیا کیونکہ یہ دونوں پسٹلز اس انداز میں پڑے ہوئے تھے جیسے اچانک حملے کی وجہ سے وہ نیچے گرے۔ ان کی لوکیشن اور انداز بتا رہا تھا کہ ایسا ہی ہوا ہے اس لئے اسے شک پڑا تھا کہ اس تہہ خانے میں ہی درمیانی راستہ ہو گا اور

کرنل سامن چھوٹے بدن کا چست آدمی تھا۔ اس کے سر کے بال گھنگھریالے تھے۔ وہ وائٹ شیڈ کا خاصا معروف ایجنٹ تھا لیکن وہ کئی سالوں سے اپنے سیکشن سمیت جارجیا سے تقریباً سو بحری میل دور ایک اور جہیز پر تعینات تھا۔ یہ جہیز بھی کرائس کی ملکیت تھا اور یہاں کرائس نے ایک خفیہ میزائل اسٹیشن بنایا ہوا تھا۔ ایسا میزائل اسٹیشن جس کے خلاف اکیڈمیا بھی حرکت میں آسکتا تھا اس لئے وہاں کی سیکورٹی کرنل سامن کے پاس تھی کیونکہ کرنل سامن کا ریکارڈ بے حد شاندار رہا تھا پھر اچانک چیف آرہر کی کال اسے ملی اور چیف آرہر نے اسے فوراً جارجیا میں ایکس لیبارٹری کی حفاظت کے لئے پہنچنے کا حکم دے دیا اور ساتھ ہی اس نے جو تفصیل بتائی تھی اس سے کرنل سامن کو صرف یہ معلوم ہوا تھا کہ ایکس لیبارٹری سے ملحقہ سیکورٹی عمارت تھی جس پر پاکیشیائی بمبختوں نے حملہ کیا اور

اتنا رہ گیا تو کیپٹن مرفی دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔  
 ”کیا باس“..... کیپٹن مرفی نے چونک کر کہا۔

”تہہ خانے میں جس طرح دو مشین پستل پڑے ملے ہیں اور  
 جس طرح وہاں فائر ہوئے بموں کا میٹرل ملا ہے اس سے ظاہر ہوتا  
 ہے کہ درمیانی راستہ وہی ہو گا اور پاکیشیائی ایجنٹ اندر ہی موجود  
 ہیں“..... کرنل سامنن نے کہا۔

”لیکن باس اس صورت میں ڈاکٹر جوزف کیوں غلط بیانی کرتا۔“  
 کیپٹن مرفی نے کہا۔

”جیف نے بتایا ہے کہ اس ٹیم کا انچارج پاکیشیائی ایجنٹ عمران  
 ہے اور عمران کے بارے میں سنا ہوا ہے کہ وہ دوسروں کی آواز اور  
 لہجے کی نقل اس قدر کامیابی سے کرتا ہے کہ اصل آدمی بھی نہیں  
 پہچان سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر جوزف کی بجائے وہ عمران ہی بول  
 رہا ہو“..... کرنل سامنن نے کہا۔

”اوہ - اوہ - پھر تو واقعی انتہائی خطرناک صورت حال ہے۔“  
 لیپٹن مرفی نے کہا۔

”یہ صرف میرا خیال ہے۔ کوئی یقینی بات نہیں ہے۔ لیکن  
 ہر حال اس کی تصدیق ہونی چاہئے اور یہی بات میری سمجھ میں نہیں آ  
 ہی کہ تصدیق کیسے ہو“..... کرنل سامنن نے کہا۔

”باس - آپ ڈاکٹر جوزف سے ملاقات کی بات کریں۔ اگر وہ نقلی  
 لگا تو انکار کر دے گا۔ اگر اصل ہو تو انکار نہیں کرے گا۔“ کیپٹن

یقیناً پاکیشیائی ایجنٹ اس راستے کو کھول کر اندر گئے ہوں گے۔ اس  
 کے علاوہ وہاں ایسا میٹرل بھی موجود تھا جیسے یہاں بہت سے بم فائر  
 کئے گئے ہوں۔ اس بنا پر اس نے پہلے جیف آپر کو فون کر کے  
 تفصیلی رپورٹ دی لیکن جیف آپر نے اسے یہی بتایا کہ اس کی ڈاکٹر  
 جوزف سے بات ہوئی ہے وہ محفوظ ہیں جس پر کرنل سامنن نے  
 جیف آپر سے ڈاکٹر جوزف کا نمبر معلوم کیا اور پھر اسے خود فون کیا  
 تو ڈاکٹر جوزف نے گو اسے اطمینان دلایا تھا کہ ایسا نہیں ہے لیکن  
 نجانے کیا بات تھی کہ اس کا ذہن مطمئن نہ ہو رہا تھا۔ وہ اس وقت  
 ایک کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کے ساتھی پورے سیکورٹی  
 ونگ میں پھیلے ہوئے تھے۔ دو آدمی باہر کھلے راستے کے دہانے پر بھی  
 موجود تھے۔

”اصل صورت حال کیسے معلوم کی جائے“..... کرنل سامنن  
 نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک نو جوان اندر داخل ہوا۔

”کیا ہوا کیپٹن مرفی“..... کرنل سامنن نے چونک کر کہا۔  
 ”کچھ نہیں باس۔ میں تو یہ کہنے آیا ہوں کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیا  
 کریں گے۔ وہ راستہ تو بند ہی نہیں ہو سکتا۔ کسی بھی وقت وہ  
 پاکیشیائی ایجنٹ اچانک ہمارے سروں پر پہنچ سکتے ہیں“..... آنے  
 والے نو جوان نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن میرا خیال دوسرا ہے“..... کرنل  
 سامنن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کیپٹن مرفی کو بیٹھنے کا



مرنی نے کہا۔

طرف سے ایسے لہجے میں کہا گیا جیسے کرنل سائمن نے کوئی اہنوی بات کر دی ہو۔

”باس۔ مجھے بتایا گیا ہے اور آپ کو بھی معلوم ہے کہ لیبارٹری کا راستہ تو اندر سے ہی کھولا جاسکتا ہے اور وہ ریڈ بلاکس سے محصور ہے اس لئے باہر سے تو لاکھ سرینکا جائے کسی طرح اندر داخل ہی نہیں ہوا جاسکتا“..... کرنل سائمن نے کہا۔

”پھر تم کیسے کہہ رہے ہو کہ پاکیشیائی ایجنٹ اندر موجود ہیں۔“  
رچر نے عصبیلے لہجے میں کہا۔

”باس۔ آپ یہ بتا دیں کہ کیا لیبارٹری اور سیکورٹی ونگ کا درمیانی راستہ سیکورٹی ونگ کے نیچے تہہ خانے سے کھلتا ہے یا نہیں۔“ کرنل سائمن نے کہا۔

”ہاں۔ اس میں کھلتا ہے۔ مجھے ڈریک نے تفصیل بتائی تھی۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو“..... آہر نے کہا۔

”تو پھر میرا خیال درست ہے باس۔ میں نے ڈاکٹر جوزف سے بات کی ہے اور ڈاکٹر جوزف نے الٹا مجھے اس بات پر ڈانٹ دیا ہے جبکہ ڈاکٹر جوزف کو جھوٹ بولنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر جوزف کی جگہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران مجھ سے بات کر رہا تھا“..... کرنل سائمن نے کہا۔

”اوہ۔ اصل بات بتاؤ جس پر تمہیں شک پڑا ہے“..... آہر نے ہاتھ تو کرنل سائمن نے اس تہہ خانے میں پڑے ہوئے دو مشین

”نہیں۔ لیبارٹری سیلڈ کر دی گئی ہے اور انہیں حکم دیا گیا ہے کہ جب تک پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک نہیں ہو جاتے نہ وہ کسی صورت لیبارٹری سے باہر آئیں گے اور نہ ہی کسی کو اندر جانے دیں گے اس لئے اس نے لامحالہ انکار ہی کرنا ہے“..... کرنل سائمن نے کہا۔  
”تو پھر کیسے چیکنگ ہو سکتی ہے“..... کیپٹن مرنی نے لہجے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ایک صورت ہے“..... کرنل سائمن نے یکفہ ایسے چونکتے ہوئے انداز میں کہا جیسے اچانک اسے کوئی خیال آ گیا ہو۔  
اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جیف آہر کی آواز سنائی دی۔

”کرنل سائمن بول رہا ہوں باس۔ ایکس لیبارٹری کے سیکورٹی ونگ سے“..... کرنل سائمن نے کہا۔

”پھر کیا ہوا۔ ابھی تو تم سے تفصیلی بات ہوئی ہے“..... آہر نے کہا۔

”باس۔ میرا خیال ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ لیبارٹری کے اندر موجود ہیں“..... کرنل سائمن نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“ دوسری

ایجنٹ ہیں۔ عام فوجی انہیں کیسے چیک کر سکتے ہیں..... کرنل سامن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن اب کیا کیا جائے.....“ آرپر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ کے پاس اس لیبارٹری کا کوئی نقشہ موجود ہے؟“ کرنل سامن نے کہا۔

”میرے پاس۔ نہیں میرے پاس کیوں ہو گا.....“ آرپر نے جواب دیا۔

”اب یہ لوگ یقیناً کسی دوسرے راستے سے باہر جائیں گے اس لئے اگر دوسرے کسی راستے کا مجھے علم ہو جاتا تو ہم وہاں پکٹنگ کر لیتے.....“ کرنل سامن نے کہا۔

”اوہ۔ تم ایسا کرو کہ اپنے ایک دو ساتھیوں کو سیکورٹی ونگ میں چھوڑ کر باقی ساتھیوں سمیت باہر ایس جے پکٹنگ کرو جہاں سے واپس کا راستہ ہے۔ یہ لوگ جس راستے سے بھی باہر آئے بہر حال جائیں گے تو اسی راستے سے اور تم وہاں ان کا خاتمہ کر سکتے ہو۔“ آرپر نے کہا۔

”ییس باس۔ اب اس کے سوا کوئی دوسری صورت بھی نظر نہیں آتی.....“ کرنل سامن نے کہا۔

”پوری طرح محتاط رہنا۔ انہیں ہر صورت میں ہلاک ہونا چاہئے ہر صورت میں.....“ آرپر نے کہا۔

پسٹلز اور فائر کئے گئے بموں کے میٹرل کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

”بمبوں سے تو راستہ نہیں کھل سکتا لیکن تمہاری ان مشین پسٹلز کے بارے میں بات کا مقصد ہے کہ اندر سے کچھ لوگ جن کے ہاتھوں میں مشین پسٹلز تھے باہر آئے اور انہیں کور کر لیا گیا اور مشین پسٹلز ان کے ہاتھوں سے گر گئے اور وہ پاکیشیائی ایجنٹ ان آدمیوں سمیت لیبارٹری کے اندر داخل ہو گئے.....“ آرپر نے کہا۔

”ییس باس۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔“ کرنل سامن نے کہا۔

”اوہ۔ واقعی یہی بات سمجھ میں آتی ہے لیکن ڈاکٹر جوزف کو کیا ضرورت تھی کہ وہ یہ راستہ کھولتا اور مشین پسٹل اٹھائے باہر آتا۔“ آرپر نے کہا۔

”ہو سکتا ہے باس کہ بم فائر ہوئے تو ان کے دھماکے اور لرزش کو محسوس کر کے وہ چیکنگ کرنے باہر آ گئے ہوں کیونکہ انہیں تو یہی اطلاع تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹ واپس چلے گئے ہیں اور سیکورٹی ونگ خالی ہے.....“ کرنل سامن نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہو سکتی ہے لیکن اس سے پہلے فوج نے اندر اور باہر مکمل چیکنگ کی تھی۔ اگر یہ لوگ وہاں موجود ہوتے تو کیسے چھپ سکتے تھے.....“ آرپر نے کہا۔

”باس۔ آپ کو معلوم ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ کس انداز کے

"یس باس"..... کرنل سائمن نے کہا تو دوسری طرف سے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا تو کرنل سائمن نے رسیور رکھ دیا۔  
"کیپٹن مرنی - تم دو آدمیوں کے ساتھ یہاں رہو گے۔ خاص طور پر تہہ خانے کے پاس۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی واپسی اسی طرف سے ہو تو تم نے ایک لمحہ توقف کئے بغیر ان پر فائر کھول دینا ہے۔ ہم باہر رہیں گے"..... کرنل سائمن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس باس"..... کیپٹن مرنی نے کہا تو کرنل سائمن بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر سات افراد کو ساتھ لے کر وہ اس کھلے دہانے سے باہر آگیا اور ادھر ادھر گھوم کر جائزہ لیتے کے بعد اس نے وہی جگہ مناسب سمجھی جہاں اونچی اونچی جھاڑیاں تھیں اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گیا۔

"اوہ - اوہ - ان مسللی ہوئی جھاڑیوں سے لگتا ہے کہ جیسے پاکیشیائی ایجنٹ بھی یہاں چھپے رہے ہوں"۔ کرنل سائمن نے کہا۔  
"یس باس"..... اس کے ایک ساتھی نے کہا۔

"یہاں ہم نے اس انداز میں چھپنا ہے کہ آنے والے کسی صورت بچ کر نہ جا سکیں لیکن جب تک میں فائر نہ کھولوں تم میں سے کسی نے نہ فائر کھولنا ہے اور نہ حرکت کرنی ہے"..... کرنل سائمن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک اونچی جھاڑی کی اوٹ میں پہنچ گیا جبکہ اس کے ساتھیوں نے ادھر ادھر بکھر کر جھاڑیوں کی اوٹ لے لی۔

"عمران صاحب - ہم جس راستے سے بھی باہر جائیں گے بہر حال ہمیں پیدل چلنا ہو گا اور اس صورت میں ہم آسانی سے ہٹ کئے جا سکتے ہیں"..... صفدر نے کہا۔

"کرنل سائمن اور اس کے ساتھی تو سیکورٹی ونگ میں ہوں گے باہر تو نہیں ہوں گے اس لئے ہم اطمینان سے آگے بڑھ جائیں گے اور پھر جنرل چیکنگ سپاٹس سے کوئی ہیلی کاپٹر اڑایا جا سکتا ہے"۔  
عمران نے کہا۔

"آپ نے کرنل سائمن کی ذہانت کی خود تعریف کی تھی اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس نے باہر بھی پکٹنگ کر رکھی ہو"..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے لیکن بہر حال ہم نے واپس تو جانا ہی ہے"..... عمران نے کہا۔

ل گھنٹی بج اٹھی اور سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے رسیور اٹھایا۔

”ڈاکٹر جوزف بول رہا ہوں۔ عمران نے ڈاکٹر جوزف کی دواز اور لہجے میں کہا۔

”آرچر بول رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے آرچر کی آواز سنائی دی لیکن اس کا لہجہ سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”یس۔“ عمران نے کہا۔

”کیا تم واقعی ڈاکٹر جوزف ہو۔ تمہارے والد کا کیا نام ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ڈاکٹر براؤن۔ مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔“ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہیں دس منٹ بعد دوبارہ کال کروں گا۔“ آرچر نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

”آپ نے ڈاکٹر براؤن کہہ دیا۔ کیا آپ جانتے تھے۔“ صفدر نے اہتنائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں آرچر کے لہجے سے ہی کھٹک گیا تھا کہ اسے شک پڑ چکا ہے اور چونکہ ڈاکٹر جوزف ایک سائنس دان ہے اس لئے لامحالہ اس کی فائل اس آرچر کے پاس نہیں ہوگی اس لئے میں نے ایک فرضی نام لے دیا۔ وہ صرف میرے لہجے کو چیک کرنا چاہتا تھا اور اب اس نے اس لئے وقت لیا ہے کہ وہ اس بارے میں وزارت سائنس سے

”عمران۔ کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ ہم جس طرف سے آئے تھے اس کی مخالف سمت میں جائیں کیونکہ اگر کوئی پکٹنگ ہوگی تو عام رستے پر ہی ہوگی۔“ جو یانے کہا۔

”باہر کھلا میدان ہے اس لئے ہم باہر نکلتے ہی مارک ہو جائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”رات پڑنے والی ہے اس لئے ہم رات گہری ہونے کا انتظار بھی کر سکتے ہیں۔“ صفدر نے کہا۔

”ہمارے لئے بھی تو رات ہوگی اور ہمارے پاس نائٹ ٹیلی سکوپ بھی نہیں ہیں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر ایسا ہے کہ سیکورٹی ونگ کے رستے سے ہی باہر جائیں اور وہاں موجود افراد کا خاتمہ کر دیں۔ اگر وہ باہر ہوں گے تب بھی معلوم ہو جائے گا اور نہیں ہوں گے تو تب بھی معلوم ہو جائے گا۔“ اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن پہلے چیک کر لیں۔“ عمران نے کہا۔ ویسے انہوں نے ایک خصوصی راستہ تلاش کر لیا تھا جسے اندر سے بلاک کیا گیا تھا لیکن اس کی بلاکنگ کو ایک مشین کے ذریعے کھولا جاسکتا تھا۔ لیکن اصل مسئلہ تھا یہاں سے بخیریت واپسی کا اور یہ مسئلہ اب حل نہ ہو رہا تھا ورنہ انہوں نے نہ صرف فارمولا حاصل کر لیا تھا بلکہ اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کے بھی انتظامات کر لئے تھے۔ عمران نے رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون

”یس چیف“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور لے دیا۔

”یہاں تین افراد ہیں اس لئے پہلے انہیں کور کرنا ہو گا۔ پھر باہر بھ لیں گے۔ آؤ..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو سب نے بات میں سر ہلا دیئے۔

عمران صاحب - یہ کیپٹن مرفی اس تہہ خانے میں ہو گا یا نہ۔ صفحہ ۷ نے کہا۔

”میرے خیال میں باہر ہو گا۔ ہمیں کھنکا کرنا ہو گا تاکہ یہ سامنے آئے۔ اس کے باوجود بہر حال ہم نے محتاط رہنا ہے۔“..... عمران کہا اور اٹھ کر اس مشین روم میں پہنچا جہاں سے راستہ کھولا جاتا اور پھر اس نے مشین کو آپریٹ کیا تو دور سے ہلکی سی گڑ گڑاہٹ آواز سنائی دی۔

”آؤ..... عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف گیا۔ اس نے مشین پشٹ نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔ تھوڑی دیر وہ سب اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں ریڈ بلاکس کی دیوار میں خلا دار ہو چکا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر پہلے اس خلا سے صرف سرری طرف نکال کر چیک کیا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ تہہ خانہ خالی۔ عمران کے ساتھی بھی احتیاط سے باہر آگئے۔ عمران نے ہاتھ اٹھا نہیں محتاط رہنے کا اشارہ کیا اور تہہ خانے کے بیرونی راستے کی بڑھ کر خود بھی سائیڈ میں ہو گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو

چیکنگ کرے گا اور اس کا مطلب ہے کہ کرنل سائمن واقعی ذ آدمی ہے۔ اب ہمیں تیزی سے حرکت میں آنا ہو گا“..... عمران کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریڈ کرنے شروع کر دیئے۔

”یس“..... ایک اجنبی سی آواز سنائی دی۔ یہ آواز بہر حال کرنل سائمن کی نہیں تھی۔

”آرچر بول رہا ہوں“..... عمران نے آرچر کی آواز میں کہا۔ ”اوہ - اوہ - یس چیف - میں کیپٹن مرفی بول رہا ہوں“ - ایک بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کرنل سائمن کہاں ہے“..... عمران نے کہا۔ ”وہ سر اپنے ساتھیوں سمیت باہر پکٹنگ کرنے گئے ہوئے ہیں۔ آپ نے خود ہی تو انہیں کہا تھا“..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”باہر کہاں“..... عمران نے پوچھا۔ ”میں تو یہاں ہوں بھتا۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے“..... کیپٹن مرفی نے جواب دیا۔

”تمہارے پاس یہاں سیکورٹی ونگ میں کتنے آدمی ہیں“ - عمران نے کہا۔

”میرے علاوہ دو ہیں جبکہ کرنل صاحب کے ساتھ سات افراد ہیں“..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”اوکے - تم نے زیادہ محتاط رہنا ہے“..... عمران نے کہا۔

نریب پہنچ کر عمران بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کے چہرے پر نیرت کے ساتھ ساتھ مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ وہاں ناسائیڈ میں ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ ہیلی کاپٹر یہاں موجود ہے اور وہ کرنل سامن دور میں ہمارے خلاف پکٹنگ کئے ہوئے ہوگا“..... عمران نے کہا۔  
”میرا خیال ہے کہ اسے سو فیصد یقین ہوگا کہ ہم کسی اور رستے سے باہر آئیں گے اور ویسے بھی وہ یہاں تین افراد چھوڑ گیا ہے۔“  
مفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن زمین پر کرانگ کرتے ہوئے اور ہیلی کاپٹر کی آڑ لیتے ہوئے انے آگے بڑھنا ہے۔ نجانے وہ لوگ کہاں ہوں۔“ عمران نے کہا  
پھر واقعی زمین پر سینے کے بل کرانگ کرتے ہوئے وہ سب آگے ہتے چلے گئے اور پھر وہ ہیلی کاپٹر میں اس طرح وارد ہو گئے کہ ان میں

”گنیں نکال لو۔ ہم نے اب انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے لیکن ان پاس صرف تین مشین گنیں تھیں جو انہوں نے کیپٹن مرفی اور کے ساتھیوں سے حاصل کی تھیں۔ عمران نے مخصوص تاریں کر ہیلی کاپٹر کو سٹارٹ کیا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں تاجلا گیا۔

”وہ۔ وہ ادھر ہیں عمران صاحب جہاں پہلے ہم چھپے ہوئے

بھی سائیڈ پر ہونے کا اشارہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر لکڑی کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور اسے اس نے دیوار کے ساتھ مار دیا۔ ہلکا سا کھٹکا ہوا اور پھر خاموشی چھا گئی۔

”خلا کھلا ہوا ہے..... اچانک باہر سے ایک سرسراقی ہوئی آواز سنائی دی۔

”وہ اندر ہوں گے کیپٹن..... ایک دوسری آواز سنائی دی۔  
”میں اندر جاتا ہوں۔ آپ یہاں رکھیں..... ایک تیسری دہنی آواز سنائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ وہ تینوں ہی وہاں اکٹھے موج ہیں۔ چنانچہ عمران یکفخت اچھل کر آگے بڑھا اور اس کے ساتھ تیز تیز آوازوں کے ساتھ ہی باہر سے انسانی چیخیں سنائی دیں۔ عمران تیزی سے گھوم گیا تھا اور ایک بار پھر تیز تیز آوازوں کے ساتھ ہی دھماکہ ہوا اور کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔

”آجاؤ..... عمران کی آواز باہر سے سنائی دی تو سب تیزی سے باہر آ گئے۔ وہاں تین آدمی گرے پڑے تھے۔ ان میں سے ایک جڑب رہا تھا جبکہ دو ہلاک ہو چکے تھے۔

”احمق تینوں ہی اکٹھے ہو گئے تھے یہاں“..... عمران نے کہا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ عمران کے کہنے پر پہلے اس کے ساتھیوں نے سارے سیکورٹی ونگ کو چیک کیا لیکن وہاں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا اور پھر وہ تیزی سے کھلے وہاں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کھلے وہاں کے

وقت ہیلی کا پڑان افراد کے سروں کے اوپر سے گزر کر تھوڑا ہی آگے بڑھا تھا اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کا پڑ کو ایک خوفناک جھٹکا لگا اور وہ اس طرح نیچے گرنے لگا جیسے اس کا انجن یکھت جام ہو گیا ہو اور ہوا بھی ایسے ہی تھا۔ ماجو کا رائفل کا نشانہ اس بار ہیلی کا پڑ کے پٹکھے بنے تھے اور وہ اڑ کر ایک طرف جا گرے تھے اور اب ہیلی کا پڑ کسی بہت بھاری چٹان کی طرح نیچے گر رہا تھا اور زمین انتہائی تیز رفتاری سے قریب آرہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی عمران کے ساتھیوں نے ہیلی کا پڑ کی کھلی کھڑکیوں سے نیچے چھلانگیں لگا دیں۔ سب سے آخر میں عمران نے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر کے عین اوپر کوئی آتش فشاں پھٹ پڑا ہو اور وہ ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں سمجھ گیا کہ ماجو کا رائفل کے تیسرے نشانے نے ہیلی کا پڑ کو فضا میں ہی تباہ کر دیا ہے۔ اس کے چھلانگ لگانے کے بعد ہیلی کا پڑ چونکہ کچھ آگے جا کر تباہ ہوا تھا اور عمران پیراشوٹ نہ ہونے کی وجہ سے انتہائی تیز رفتاری سے نیچے گرا تھا اس لئے وہ ہیلی کا پڑ کے فضا میں اڑتے ہوئے ٹکڑوں سے بال بال بچا تھا۔ نیچے چونکہ موار زمین تھی اس لئے عمران کو اس بات کی فکر نہ تھی کہ اسے نیچے رنے سے کوئی جوٹ لگ سکتی ہے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ پیراشوٹنگ کا وہ جسے وہ بچ جانے لگا لیکن اسے اصل خطرہ ان لوگوں کے پاس وجود گنوں سے تھا اور پھر اس کے جسم نے زمین پر گرنے کے ساتھ ہی قلابازی کھائی اور پھر جیسے ہی اس کے پیر زمین پر لگے وہ مخصوص

تھے..... اچانک صفدر نے کہا تو عمران نے ہیلی کا پڑ کو موڑا تو اس نے ان جھاڑیوں کے پاس ایک آدمی کو کھڑے ہاتھ ہلاتے ہوئے دیکھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ رنگنے لگ گئی۔ وہ اس کے ہاتھ ہلانے کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ سمجھ رہا ہے کہ ہیلی کا پڑ اس کا اپنا کوئی آدمی لے جا رہا ہے۔ عمران ہیلی کا پڑ کو اوپر بلندی پر لے گیا اور پھر تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگا لیکن دوسرے لمحے عمران کو ایک جھٹکے سے ہیلی کا پڑ کو اور زیادہ بلندی پر لے جانا پڑا کیونکہ اب وہاں سات آٹھ افراد اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے پاس مشین گنیں تھیں لیکن ایک کے پاس ماجو کا رائفل بھی اسے نظر آگئی تھی جو اس ہیلی کا پڑ کو آسانی سے فضا میں ہی تباہ کر سکتی تھی۔ عمران نے گو ایک جھٹکے سے ہیلی کا پڑ کو اوپر اٹھالیا تھا لیکن اس کے باوجود وہ مطمئن نہ تھا کیونکہ ہیلی کا پڑ ابھی تک ماجو کا رائفل کی زد میں تھا اور پھر اس کا خدشہ درست ثابت ہوا۔ ماجو کا رائفل سے شعلہ سا نکلا اور عمران نے گو ہیلی کا پڑ کو تیزی سے گھما کر اس کی زد سے بچ نکلنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے ہیلی کا پڑ کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور ہیلی کا پڑ ڈول گیا لیکن بہر حال وہ کنٹرول میں تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ ہیلی کا پڑ کا پھلا حصہ ماجو کا رائفل کی زد میں آیا ہے لیکن اب ہیلی کا پڑ کی بلندی تیزی سے کم ہوتی چلی جا رہی تھی۔

”کوڈنے کے لئے تیار ہو جاؤ.....“ عمران نے یکھت جیج کر کہا کیونکہ اس نے ماجو کا رائفل سے نکلتا ہوا دوسرا شعلہ دیکھ لیا تھا۔ اس

انداز میں دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دور جا کر جیسے ہی وہ رکا  
 شائیں کی آواز کے ساتھ ہی ایک گولی اس کے کان کے قریب سے  
 گزر گئی تو عمران نے بجلی کی سی تیزی سے غوطہ مارا اور ایک اونچی  
 جھاڑی کی اوٹ لے کر اس نے جیب سے مشین پستل نکال لیا۔ اسی  
 لمحے فائرنگ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے میدان کا وہ  
 حصہ گونج اٹھا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ ظاہر  
 ہے اس کے ساتھی ہی اس پوزیشن میں تھے کہ وہ ہٹ ہو سکتے تھے۔  
 ویسے اتنی بلندی سے گرنے کی وجہ سے ابھی اس کی آنکھیں پوری  
 طرح کام نہ کر رہی تھیں اس لئے اسے ہر طرف ہلکا ہلکا دھواں سا  
 محسوس ہو رہا تھا۔

کرنل سائمن اپنے سات ساتھیوں سمیت اونچی جھاڑیوں کے پیچھے  
 موجود تھا۔ اس کی نظریں ادھر ادھر کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں  
 کیونکہ اسے یقین تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ لیبارٹری کے کسی دوسرے  
 راستے سے باہر آئیں گے۔ سیکورٹی ونگ سے ان کی واپسی اس کے  
 نقطہ نظر سے تھیاباً ناممکن تھی کیونکہ وہاں کیپٹن مرنی اور اس کے دو  
 ساتھی موجود تھے اور کرنل سائمن کو کیپٹن مرنی کی صلاحیتوں پر  
 مکمل اعتماد تھا۔ وہاں کے قریب ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ کرنل  
 سائمن اپنے ساتھیوں سمیت وہاں دو ہیلی کاپٹروں پر پہنچا تھا لیکن  
 سائمن نے ایک ہیلی کاپٹر ہنگامی ضرورت کے لئے رکھ لیا تھا جبکہ  
 دوسرا ہیلی کاپٹر اس نے واپس بھجوا دیا تھا اس لئے ایک ہیلی کاپٹر  
 وہاں کے قریب موجود تھا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد جب اچانک اس



اڑا دیئے تھے اور ہیلی کاپڑ جو کافی بلندی پر تھا یکھت کسی بھاری چٹان کی طرح نیچے گرنے لگا جبکہ اس دوران ہیلی کاپڑ ان کے سروں کے اوپر سے گزر کر کافی آگے جا چکا تھا۔

”تیسرا فائر کرو۔ اسے فضا میں ہی تباہ کر دو“..... کرنل سائمن نے ایک بار پھر چیخے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس نے ہیلی کاپڑ میں سے کئی افراد کو نیچے چھلانگیں لگاتے ہوئے دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی مایو کا رائفل کا تیسرا فائر ہوا اور اس بار نشانہ بالکل درست ثابت ہوا اور ہیلی کاپڑ فضا میں ہی تباہ ہو کر پرزوں میں تبدیل ہو گیا لیکن تباہ ہونے سے چند لمحے پہلے ایک آدمی نے اس سے نیچے چھلانگ لگائی تھی۔

”یہ نیچے گر گئے ہیں۔ دوڑو۔ ان پر فائر کھلو۔ انہیں سنبھلنے سے پہلے ہلاک ہو جانا چاہئے“..... کرنل سائمن نے چیخے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے نیچے گرنے والے افراد کی طرف دوڑ پڑے۔ چونکہ فاصلہ کافی تھا اس لئے وہ لوگ ابھی مشین گنوں کی ریخ سے باہر تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انہیں بھاگ کر ان کی طرف جانا پڑا تھا اور پھر جیسے ہی وہ ریخ میں آئے کرنل سائمن کے ساتھیوں نے یکھت ان پر فائر کھول دیا لیکن اس کے ساتھ ہی مختلف سائیڈوں سے ان پر بھی فائر ہوا اور ایک آدمی ہیلی کاپڑ سے گرنے والا اور دو آدمی کرنل سائمن کے بیک وقت چیخے ہوئے نیچے گرے جبکہ سب سے آخر میں لڑنے والا فائرنگ سے بچ کر ایک جھڑی کی اوٹ میں گر گیا تھا۔

نے دہانے کے قریب موجود ہیلی کاپڑ کو حرکت میں آتے دیکھا تو وہ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ یہی سمجھا تھا کہ کیپٹن مرفی اس کو تلاش کرنے کے لئے ہیلی کاپڑ استعمال میں لا رہا ہے۔ اس نے دونوں ہاتھ بند کر کے اسے اشارہ کرنا شروع کر دیا۔

”باس۔ باس۔ یہ دشمن ابھٹ ہیں۔ یہ چار پانچ افراد ہیں۔ میں نے سلمنے سے اوپر جاتے دیکھے ہیں“..... اچانک اس کے ایک ساتھی نے دوسری جھڑی کے پیچھے سے چیخ کر کہا۔ وہ سب کرنل سائمن کے اٹھ کر کھڑے ہونے کی وجہ سے اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کیپٹن مرفی اور اس کے ساتھی ختم ہو گئے ہیں۔ اڑا دو اس ہیلی کاپڑ کو ورنہ یہ نکل جائیں گے۔ مایو کا فائر کرو“..... کرنل سائمن نے چیخے ہوئے کہا۔ اس دوران ہیلی کاپڑ کافی آگے بڑھ آیا تھا اور پھر ہیلی کاپڑ کو پائلٹ کرنے والے نے ہیلی کاپڑ کو یکھت بلندی پر لے جانے کی کوشش کی مگر اسی لمحے مایو کا رائفل کا فائر ہوا اور ہیلی کاپڑ نے فائر سے بچنے کی کوشش کی لیکن فائر ہیلی کاپڑ کے پچھلے حصے پر لگا۔

”دوسرا فائر کرو۔ اسے فضا میں ہی تباہ کر دو“..... کرنل سائمن نے چیخے ہوئے کہا تو دوسرا فائر ہوا۔

”وکرٹی“..... کرنل سائمن نے یکھت مسرت سے چیخے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ اس بار مایو کا رائفل کے فائر نے ہیلی کاپڑ کے پنکھے

سے آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ شاید وہ انہیں ریچ میں لینا چاہتا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر مشین گن کی فائرنگ ہوئی اور اس کے ساتھ ہی مajo کا رائفل والا آدمی جج مار کر الٹ گیا۔ مajo کا رائفل اس کے ہاتھ سے نکل کر نیچے جا گری تھی۔ اس کے ساتھ ہی کرنل سائمن نے واپس دہانے کی طرف دوڑ لگا دی۔ اس کے پاس مشین پشل تھا اور فائر کرنے والے بہر حال مشین پشل کی ریچ میں نہ تھے اور پھر آگے جاتے ہوئے اسے ہٹ ہو جانے کا خدشہ تھا اس لئے وہ واپس دہانے کی طرف دوڑ پڑا تھا۔ گو اس کی یہ حرکت اضطرابی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ دہانہ اندر سے بند نہیں ہو سکتا تھا لیکن فوری طور پر اسے اپنی زندگی بچانے کے لئے ایسا کرنا پڑا لیکن کچھ فاصلے پر آکر وہ بے اختیار رک گیا۔

”اس طرح تو انہیں کھلا میدان مل جائے گا“..... کرنل سائمن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”اوہ - اوہ - مجھے بہر حال مشین گن چاہئے۔ مشین گن“۔ اس کے ذہن میں ایک بار پھر خیال آیا تو وہ مڑا اور تیزی سے دوڑتا ہوا دہانے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دہانے پر پہنچ کر اپنے آپ کو روکا اور مڑا تو اس نے دور کچھ سایوں کی نقل و حرکت دیکھی۔

”ہو نہہ - ابھی یہ لوگ بچ گئے ہیں۔ شاید ایک دو“..... کرنل سائمن نے کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے دہانے کے اندر داخل ہو گیا۔

دوسرے لمحے ایک بار پھر دونوں اطراف سے فائرنگ ہوئی اور اس بار کرنل سائمن کے بے اختیار ہونٹ بھج گئے کیونکہ اس کے دو اور ساتھی گر کر تڑپنے لگے تھے جبکہ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تھی۔ نیچے گرنے والے نے جھاڑیوں کی اوٹ لے لی تھی اور وہ سب دور دور بکھرے ہوئے تھے جبکہ کرنل سائمن کے ساتھی اکٹھے تھے اس لئے اس کے آدمی زیادہ تعداد میں مارے جا رہے تھے لیکن اس کے باوجود کرنل سائمن اس لئے مطمئن تھا کہ اس کے نقطہ نظر سے دشمنوں کے تین افراد ہٹ ہو چکے تھے۔ اب صرف دورہ گئے تھے جبکہ کرنل سائمن کے تین ساتھی موجود تھے لیکن ان میں سے دو کے پاس مشین گنیں تھیں جبکہ ایک کے پاس مajo کا رائفل تھی اور وہ کرنل سائمن کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس کے مشین گن بردار دونوں ساتھی بھی اب جھاڑیوں کی اوٹ میں جا چکے تھے اور پھر ایک بار پھر اچانک اس طرف سے فائرنگ ہوئی جس طرف آخری آدمی گرا تھا اور یہ فائرنگ مشین پشل کی تھی اور اس کے ساتھ ہی کرنل سائمن بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس فائرنگ سے اس کا ایک اور آدمی ہٹ ہو گیا تھا۔ وہ مشین پشل کی ریچ میں تھا۔ اسی لمحے دوسری سائیڈ سے مشین گن سے فائرنگ ہوئی اور اس کے ساتھ ہی اس کا دوسرا مشین گن بردار ساتھی بھی ہٹ ہو گیا۔

”مajo کا فائر کرو۔ مajo کا فائر کرو“..... کرنل سائمن نے بری طرح چیخے ہوئے کہا تو اس کے ساتھ مajo کا رائفل پکڑے کھڑا ساتھی تیزی

آنکھوں کو مسلنا شروع کر دیا لیکن دوسرے لمحے اس کے سر پر یکخت جیسے ایٹم بم پھٹ پڑا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

اندر اسے کیپٹن مرفی اور اس کے دونوں ساتھی ایک ہی جگہ لاشوں کی صورت میں پڑے دکھائی دیئے لیکن وہ اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں الماری میں اسلحہ موجود تھا۔ اس نے الماری کھولی اور پھر اس کی نظریں سپر گن پر پڑ گئیں۔ وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ سپر گن کی ریچ مشین گن سے تقریباً دو گنی تھی اور اس میں گولیوں کی بجائے میزائل کیپول فائر ہوتے تھے۔ اس طرح یہ مشین گن سے کئی گنا زیادہ خوفناک گن سمجھی جاتی تھی۔ کرنل سامن نے گن کا میگزین چیک کیا تو گن میں میگزین موجود نہیں تھا۔ اس نے تیزی سے مختلف خانوں کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن میگزین اس الماری میں موجود ہی نہ تھا۔ اس نے تیزی سے دوسری الماری کھولی اور پھر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ یہاں سپر گن کے میزائل کیپولوں کا پورا پیکٹ موجود تھا۔ اس نے چار کیپول نکال کر میگزین فل کیا اور باقی پیکٹ جیب میں ڈال کر وہ تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا واپس دہانے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب اسے یقین تھا کہ وہ باقی بچ جانے والے پاکیشیائی ہجمنٹوں کو سپر گن سے مار گرائے گا۔ دہانے پر پہنچ کر اس نے سامنے دیکھا لیکن وہاں کسی قسم کی کوئی حرکت موجود نہ تھی۔ وہ تھوڑا سا آگے بڑھا اور پھر دہانے کے قریب جا کر وہ فرش پر لیٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سر باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ اچانک اس کی آنکھوں میں مٹی کا بھپکا پڑا اور وہ بری طرح اچھل پڑا۔ اس نے بے اختیار اٹھ کر دونوں ہاتھوں سے اپنی

گیا۔ اس کے ساتھ ہی جھاڑیوں میں کھڑا ہوا آدمی بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دہانے کی طرف دوڑتا چلا گیا جبکہ میدان اب صاف ہو چکا تھا۔ عمران جھاڑی کی اوٹ سے نکلا اور اس کی طرف دوڑ پڑا جدراس نے جولیا کی چیخ سنی تھی۔ اس کے دوڑتے ہی ایک جھاڑی کے پیچھے سے کیپٹن شکیل اٹھ کر دوڑ پڑا۔ جولیا جھاڑی کی اوٹ میں گری ہوئی تھی۔ گولی اس کی پسلی میں لگی تھی اور وہ بے ہوش پڑی تھی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے بھٹک کر اس کی نبض چیک کی اور دوسرے لمحے اس کے ہونٹ بھینچ گئے کیونکہ جولیا کی حالت خاصی خراب تھی۔

”عمران صاحب۔ صفدر اور تنویر بھی ہٹ ہو چکے ہیں۔ دونوں کی حالت خراب ہے۔“..... اسی لمحے اسے کیپٹن شکیل کی جیتتی ہوئی آواز سنائی دی تو وہ اٹھ کر اس کی طرف دوڑ پڑا۔ صفدر اور تنویر بھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ صفدر کی گردن میں کافی گہرا زخم تھا جس میں سے خون بہہ رہا تھا جبکہ تنویر کے سینے میں سوراخ تھا۔ عمران نے ان دونوں کی نبضیں چیک کیں۔ وہ واقعی بے حد سیریس کنڈیشن میں تھے۔

”مٹی ڈال کر ان کا خون بند کرو۔ میں سیکیورٹی ونگ میں جا رہا ہوں۔ وہاں میڈیکل باکس موجود ہے۔ جلدی کرو“..... عمران نے چیخ کر کہا اور پھر وہ اٹھا اور بے تحاشہ دوڑتا ہوا دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک آدمی کو دہانے کی طرف جاتے دیکھا تھا لیکن اس وقت اس کے ساتھیوں کی جو پوزیشن تھی اس نے تمام خیالات کو

نسوانی چیخ سن کر عمران کا پورا جسم جھنجھٹا اٹھا تھا کیونکہ وہ اس چیخ کو پہچانتا تھا۔ یہ جولیا کی چیخ تھی۔ اس وقت اس کی آنکھوں کے سامنے موجود دھند ختم ہو گئی تھی اور اسے اب منظر صاف نظر آنے لگ گیا تھا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ دو آدمی تو وہیں موجود تھے جہاں پہلے وہ کھڑے تھے جبکہ دو مشین گن بردار جھاڑیوں کی اوٹ میں تھے لیکن ان میں سے ایک اس کے مشین پٹل کی ریچ میں تھا۔ اس آدمی نے شاید عمران کی لوکیشن کو چیک نہ کیا تھا کیونکہ اس کا رخ دوسری طرف تھا۔ عمران نے ٹریگر دبا دیا اور وہ آدمی چیخ مار کر وہیں پلٹ کر گرا اور تڑپنے لگا۔ اسی لمحے اس نے اس جھاڑی میں کھڑے ایک آدمی کو دوڑ کر اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ جس کے ہاتھ میں ماحو کا گن تھی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ عمران کی ریچ میں آتا دوسری سائیڈ سے مشین گن کا فائر ہوا اور وہ آدمی چیخ مار کر وہیں ساکت ہو

کسی ہسپتال تک پہنچانا ہے۔ تم ان کی بینڈیج کرو اور خیال رکھو۔ میں ہیلی کاپٹر کا بندوبست کرتا ہوں۔..... عمران نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا وہ واپس دہانے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں وہ اس آدمی کو بے ہوشی کی حالت میں چھوڑ آیا تھا۔ وہ آدمی ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران اسے پھلانگتا ہوا آگے بڑھ گیا اور پھر اس نے سیکورٹی ونگ میں موجود ایک لانگ ریج ٹرانسمیٹر اٹھا کر جیب میں رکھا اور تیزی سے واپس مڑا اور پھر دہانے میں موجود بے ہوش آدمی کو اس نے اٹھا کر دیوار کے ساتھ لگا کر بٹھا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ گھوما اور اس کا بھرپور تھپڑ اس آدمی کے چہرے پر پڑا اور اس کے ساتھ ہی وہ آدمی چیخ مار کر ہوش میں آگیا۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران کی لات حرکت میں آئی اور پسلیوں پر زور دار ضرب کھا کر وہ جیچتا ہوا اہلو کے بل گرا ہی تھا کہ عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے گھما دیا تو اس آدمی کا پہلے سے بگڑا ہوا چہرہ یکفخت انتہائی مسخ ہوتا چلا گیا۔ اس کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران نے پیر واپس موڑ لیا۔

”کیا نام ہے تمہارا۔ بولو“..... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کک۔ کک۔ کرنل سائمن“..... اس آدمی کے منہ سے ایسے الفاظ نکلے جیسے وہ لاشعوری طور پر بول رہا ہو اور عمران چونک پڑا۔ یہ خیال ہی نہ تھا کہ یہ خود کرنل سائمن ہو گا۔

اپنے ذہن سے جھٹک دیا تھا لیکن جیسے ہی وہ دہانے کے قریب پہنچا اچانک اچھل کر سائیڈ میں ہو گیا کیونکہ اسے دہانے کی طرف سے آہٹ سنائی دے رہی تھی۔ اسی لمحے اس نے ایک آدمی کا سر باہر نکلتے ہوئے دیکھا تو اس نے بے اختیار جھٹک کر مٹی سے مٹھی بھری اور اس آدمی کی آنکھوں میں جھونک دی۔ وہ آدمی چیخ مار کر اٹھا اور دونوں ہاتھوں سے بے اختیار اپنی آنکھیں مسلنے لگا۔ عمران نے مشین پستل کا دستہ پوری قوت سے اس کے سر پر مار دیا۔ پہلی ہی ضرب سے وہ آدمی جیچتا ہوا نیچے گرا اور ساکت ہو گیا تو عمران اسے پھلانگتا ہوا آگے بڑھ گیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی وہ میڈیکل باکس اور پانی کی بوتلوں کا ایک بڑا بیگ اٹھائے دوڑتا ہوا اس دہانے سے نکلا اور تیزی سے دوڑتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ آدمی ابھی تک دہانے میں بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کے پاس سرگن بھی تھی لیکن عمران کو اس کا کوئی ہوش نہ تھا۔ کیپٹن شکیل نے اس دوران ان تینوں کو ایک جگہ اکٹھا کر لیا تھا اور پھر عمران نے کیپٹن شکیل کے ساتھ مل کر پہلے انہیں طاقت کے مخصوص انجکشن لگائے اور پھر اس کے آپریشن شروع کر دیئے۔ اس کے ہاتھ کسی ماہر سرجن کی طرح چل رہے تھے جبکہ کیپٹن شکیل ساتھ ساتھ اس کی مدد کر رہا تھا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد عمران نے ہاتھ روکے اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”ان کی حالت گو وقتی طور پر سنبھل گئی ہے لیکن انہیں فوری



" لیکن ایک ہیلی کاپٹر تو آپ کے پاس موجود ہے جناب " دوسری طرف سے کہا گیا۔

" نائنسنس۔ بحث مت کرو۔ وہ غراب ہو گیا ہے ورنہ میں تمہیں کال کیوں کرتا۔ فوراً ہیلی کاپٹر بھیجو۔ جلدی "..... عمران نے چیخے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ میں بھجوا رہا ہوں "..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور کریڈل پر پٹا اور پھر دوڑتا ہوا دہانے سے گزر کر اس طرف بڑھتا چلا گیا جہاں کیپٹن شکیل اور اس کے زخمی ساتھی موجود تھے۔

" کیا حال ہے ان کا "..... عمران نے قریب جا کر تیز لہجے میں کہا۔

" فی الحال تو نارمل ہیں لیکن کسی بھی لمحے ان کی حالت بگڑ سکتی ہے۔ انہیں فوری ہسپتال پہنچانا ہو گا۔ آپ کیا کر آئے ہیں۔ اب انہیں یہاں سے اٹھا کر کیسے لے جائیں گے "..... کیپٹن شکیل نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" بے فکر رہو۔ ابھی ہیلی کاپٹر یہاں پہنچ جائے گا "..... عمران نے کہا۔

" ہیلی کاپٹر "..... کیپٹن شکیل نے چونک کر اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے ساری تفصیل بتادی۔

" اوہ۔ آپ نے واقعی کام دکھایا ہے عمران صاحب ورنہ میرا تو

ی سوچ سوچ کر آدھا خون خشک ہو گیا تھا کہ صفدر، تنویر اور جو لیا یہاں سے کیسے لے جایا جائے گا اور ان کا کیا ہو گا "..... کیپٹن لیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اللہ تعالیٰ مدد کرنے والا ہے۔ صرف اس کی مدد سے ہی راستے تھے ہیں "..... عمران کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”کرنل سائمن کی کال آئی تھی جناب۔ انہوں نے ایک ہیلی کاپٹر ایکس لیبارٹری پر منگوایا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ ان کے ساتھی شدید زخمی ہیں اور وہاں موجود پہلا ہیلی کاپٹر خراب ہو گیا ہے۔ انہوں نے کوڈ بھی درست بتایا تھا اس لئے میں نے ہیلی کاپٹر بھجوا دیا ہے۔ میں نے اس لئے کال کی ہے تاکہ آپ کو رپورٹ دے دوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کب۔ کب کی بات ہے“..... آرہر نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

”تقریباً دو گھنٹے پہلے کی بات ہے جناب۔ میں ایک ضروری کام میں مصروف ہو گیا تھا اس لئے میں فوری کال نہ کر سکا“..... انتھونی نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”دو گھنٹے پہلے۔ پھر تو ہیلی کاپٹر واپس آ جانا چاہئے تھا۔ کیا ہیلی اپٹر واپس نہیں آیا“..... آرہر نے کہا۔

”نہیں جناب“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا فریکوئنسی ہے ہیلی کاپٹر ٹرانسمیٹر کی“..... آرہر نے پوچھا۔

”ایک منٹ سر۔ میں بتاتا ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا

”و آرہر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے کیونکہ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی کہ کرنل سائمن کے ساتھی زخمی ہو گئے ہیں اور اس کے لئے اس نے ہیلی کاپٹر طلب کیا ہو تو پھر وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا کیا ہوا جبکہ کرنل سائمن

آرہر اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ کرنل سائمن کی طرف سے اسے کوئی رپورٹ نہ ملی تھی اور وہ اس کی طرف سے رپورٹ کے انتظار میں تھا لیکن کرنل سائمن کی طرف سے کافی وقت گزر جانے کے باوجود خاموشی تھی۔ کئی بار اس کا دل چاہا کہ وہ فون کر کے بات کرے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ اس طرح اس کی سیٹ کی بے عزتی ہوتی تھی۔ اس کی نظریں ایک فائل پر جمی ہوئی تھیں کہ اچانک پاس پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور سیور اٹھا لیا۔

”یس۔ آرہر بول رہا ہوں“..... آرہر نے کہا۔

”انچارج سٹار پوائنٹ جارحیا انتھونی بول رہا ہوں چیف۔“ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو آرہر بے اختیار چونک پڑا۔

”یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے“..... آرہر نے کہا۔



کے خیال کے مطابق وہ ایکس لیبارٹری کے اندر موجود تھے۔

”سر۔ فریکوئنسی نوٹ کریں۔“..... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”یس۔ بتاؤ۔“..... آپر نے کہا تو دوسری طرف سے فریکوئنسی بتا دی گئی۔

”اوکے۔ میں بات کرتا ہوں۔“..... آپر نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے پاس پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر اپنے قریب کیا اور پھر اس پر انتھونی کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ آپر کاننگ چیف آف وائٹ شیڈ۔ اور۔“ آپر نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس۔ کرنل سائمن اینڈنگ یو۔ اور۔“..... چند لمحوں بعد کرنل سائمن کی آواز سنائی دی۔

”تم کہاں ہو اس وقت کرنل سائمن۔ اور۔“..... آپر نے کہا۔

”سر۔ میں اپنے چار ساتھیوں سمیت اس وقت ہیلی کاپٹر میں ہوں اور ہم بونس ایرز جا رہے ہیں کیونکہ میرے ساتھی شدید زخمی ہو گئے ہیں اور ان کا علاج جارحیا میں نہیں ہو سکتا۔ اور۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”پاکیشیائی ہتھیاروں کا کیا ہوا اور تمہارے ساتھی کیسے زخمی ہو گئے۔ تم نے کوئی رپورٹ بھی نہیں دی۔ اور۔“..... آپر نے تیر لہجے میں کہا۔

”سر۔ میں اپنے ساتھیوں کے شدید زخمی ہونے کی وجہ سے رپورٹ نہ دے سکا۔ ہم نے سیکورٹی ونگ میں پکٹنگ کی ہوئی تھی اور باہر بھی۔ پھر اچانک پاکیشیائی ایجنٹ سیکورٹی ونگ کے راستے سے واپس آئے اور ہم نے ان پر فائر کھول دیا۔ وہ پانچ افراد تھے۔ پانچوں ہلاک تو ہو گئے لیکن ہمارے بھی چار ساتھی ہلاک ہو گئے جبکہ چار شدید زخمی ہوئے۔ مجھے بھی زخم آئے ہیں۔ اور۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو آپر بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا واقعی۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ کیا پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہو گئے ہیں۔“..... آپر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ ان کی لاشیں وہیں سیکورٹی ونگ میں پڑی ہوئی ہیں۔ آپ بے شک کسی آدمی کو بھیج کر چیک کر سکتے ہیں۔ میرا نائب کیپٹن مرنی بھی ہلاک ہو چکا ہے۔ میں باہر تھا جبکہ وہ اندر تھے۔ اور۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ تم بونس ایرز پہنچ کر دوبارہ کال کرنا۔ میں اس دوران چیکنگ کرتا ہوں کیونکہ اگر وہ ایکس لیبارٹری کے اندر رہے ہیں تو پھر لازماً انہوں نے اسے تباہ کر دیا ہو گا۔ اور اینڈ آل۔“..... آپر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور فون کارسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”کرنل سان بول رہا ہوں۔“..... دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”آرچر بول رہا ہوں“..... آرچر نے کہا۔

”اوہ۔ یس باس۔ حکم فرمائیے“..... دوسری طرف سے اہتہائی  
مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”تم جارحیا میں موجود ہو۔ فوراً سٹار پوائنٹ پر پہنچو۔ وہاں  
انچارج انتھونی موجود ہے۔ میں اسے فون کر کے کہہ دیتا ہوں۔ وہ  
تمہیں ہیلی کاپٹر دے گا اور ساتھ ہی اس پوائنٹ کے بارے میں  
تفصیل بھی بتا دے گا جہاں تم نے پہنچنا ہے۔ وہاں ایک لیبارٹری  
ہے اور اس کے ساتھ سیکورٹی ونگ ہے۔ وہاں پاکیشیائی مہجنوں کی  
لاشیں تم نے چیک کرنی ہیں اور لازماً وہ میک اپ میں ہوں گے  
اس لئے سپیشل میک اپ واشر ساتھ لے جانا۔ ایک اور ساتھی بھی  
ساتھ لے جانا جبکہ اس کے ساتھ ساتھ تم نے وہاں لیبارٹری کو بھی  
چیک کرنا ہے۔ لیبارٹری کا راستہ سیکورٹی ونگ کے نیچے تہہ خانے  
سے جاتا ہے وہ کھلا ہوا ہو گا۔ تم نے مجھے ٹرانسمیٹر فوراً اور تفصیلی  
رپورٹ دینی ہے“..... آرچر نے کہا۔

”یس باس۔ ویسے میں نے ایکس لیبارٹری دیکھی ہوئی ہے۔  
وہاں میں چھ ماہ تک اسسٹنٹ سیکورٹی آفیسر کی ڈیوٹی کرتا رہا  
ہوں“..... کرنل سان نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ جلدی پہنچو اور پھر مجھے رپورٹ دو“..... آرچر نے  
کہا اور رسیور رکھ دیا۔

عمران بونس ایرز کی ایک کوٹھی میں موجود تھا۔ اس کے ساتھ  
کیپٹن شکیل بھی تھا جبکہ باقی ساتھیوں کو انہوں نے ایک پرائیویٹ  
ہسپتال میں داخل کرا دیا تھا اور جب ان کی حالت تسلی بخش قرار  
دے دی گئی تو عمران اور کیپٹن شکیل یہاں آگئے تھے۔ بونس ایرز  
میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فاران گروپ موجود تھا جس نے یہ سب  
انتظامات کئے تھے۔

”عمران صاحب۔ آپ نے کرنل سائمن بن کر آرچر کی کال اس  
وقت انڈیا کی تھی جب ہم بونس ایرز پہنچنے ہی والے تھے اور اب تو  
کافی وقت گزر چکا ہے۔ اب تک وہ وہاں چیکنگ کرا چکا ہو گا اور اسے  
اصل صورت حال کا علم ہو چکا ہو گا“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔  
”ہاں۔ ظاہر ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن آپ نے اپنی عادت کے مطابق اسے دوبارہ فون نہیں کیا۔“

رپورٹ دے سکتے ہیں اور یہ فارمولا ایسا ہے کہ اس کے پیچھے یقیناً سپر پاورز پاگلوں کی طرح دوڑ پڑیں گی..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اوہ یس۔ تمہاری بات واقعی درست ہے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ جب اس نے ہاتھ ہٹایا تو کیپٹن شکیل نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن خود پریس کر دیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”یس۔ آرپر بول رہا ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی آرپر کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں چیف آف وائٹ شیڈ صاحب۔ تمہیں اطلاع تو مل چکی ہو گی کہ کرنل سائمن اپنے ساتھیوں سمیت اور تمہاری ایکس لیبارٹری جسے ریڈ بلاکس سے بند کر کے تم نے اسے ناقابل تسخیر سمجھ لیا تھا سب کچھ ختم ہو چکا ہے..... عمران نے اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں کہا۔ ”مجھے رپورٹ مل چکی ہے اور چونکہ کرنل سائمن کی لاش وہاں موجود تھی اس لئے مجھے معلوم ہو گیا کہ تم نے کرنل سائمن بن کر مجھ سے بات کی تھی اور یقیناً تمہارے ساتھی زخمی ہوئے تھے اور میرے احکامات پر میرے آدمی تمہیں بونس ایرز میں تلاش کر رہے ہیں اور یہ سن لو کہ تم زندہ واپس پاکیشیا نہ پہنچ سکو گے..... آرپر نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

اس کی کوئی خاص وجہ ہے..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ارے۔ وہ تو میں جو یا اور تنخیر کو خوش کرنے کے لئے ایسا کرتا ہوں ورنہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ یہی کا پٹر سمندر میں غرق ہو چکا ہے۔ اب کرتا پھرے تلاش ہمیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن اسے یہ تو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم نے اپنا فارمولا واپس حاصل کر لیا ہے اور وہ پاکیشیا بھی پہنچ چکا ہو گا..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کیوں۔ جب اس نے لیبارٹری کے بارے میں رپورٹ سنی ہو گی تو اسے خود ہی معلوم ہو گیا ہو گا..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ نے لیبارٹری کی مشینری صرف تباہ کی ہے اور مشینری تو وہ دوبارہ بھی نصب کر سکتے ہیں۔ اصل بات تو فارمولے کی ہے اور یقیناً وہ ایک بار پھر فارمولے کے لئے پاکیشیا کا رخ کریں گے۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ انہیں یہ بتا دیا جائے کہ فارمولا نہیں مل سکتا کہ وہ دوبارہ فارمولا حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں..... عمران نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ ورنہ وہ یہی سمجھتے رہیں گے کہ ہم فارمولا لے گئے ہیں اور اگر کرائس نے خود ہمت نہ کی تو وہ اس بارے میں سپر پاورز کو بھی

نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو رپورٹ دینی ہے اور وہ ایسے معاملات میں بے حد سخت واقع ہوا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں عمران۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ فارمولا وہیں تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ فارمولا بھی لیبارٹری کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ میری بات پر یقین کرو۔..... آپرے نے کہا۔ شاید وہ عمران کی اس دھمکی سے کہ وہ کرائس کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا، گھبرا گیا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہارا ہجر بتا رہا ہے کہ تم درست کہہ رہے ہو۔ لیکن اگر مجھے کسی بھی وقت اطلاع ملی کہ تم لوگوں نے اس فارمولے پر کام شروع کر دیا ہے تو پھر وہ کچھ ہو جائے گا جس کا شاید تمہارے ذہن میں تصور بھی نہ ہو۔..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ ”نہیں۔ جب فارمولا ہی نہیں ہے تو اس پر کام کیسے ہو گا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ اگر ایسا ہے تو ٹھیک ہے۔ پھر میں اپنے چیف کو حتیٰ رپورٹ دے دوں گا لیکن یہ سن لو کہ اگر تمہارے آدمیوں نے یہاں ہمارے خلاف کوئی کارروائی کی تو میں سمجھ لوں گا کہ تم غلط بیانی سے کام لے رہے ہو۔..... عمران نے کہا۔

”میں اپنے آدمیوں کو روک دیتا ہوں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ چیکنگ ہو جائے گی۔..... عمران نے کہا اور

”میں تو بونس ایرز سے کرائس پہنچنے کی سوچ رہا ہوں تاکہ تم سے براہ راست دو دو ہاتھ کر کے تمہارے ذریعے وہ فارمولا حاصل کر سکوں۔ مجھے تمہاری لیبارٹری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ وہ تو میں نے اپنے ساتھیوں کے زخمی ہونے پر انتقاماً تباہ کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ ایسی دس لیبارٹریاں تم دوبارہ بنا سکتے ہو لیکن فارمولا وہاں موجود نہیں تھا اور ڈاکٹر جوزف پر تشدد کر کے میں نے اصل صورت حال معلوم کر لی ہے۔ اس کے مطابق فارمولا اس تک پہنچا ہی نہیں اس لئے لازماً وہ فارمولا تمہارے پاس ہو گا یا تمہاری وزارت سائنس کے پاس۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا فارمولا تمہارے ہاتھ نہیں لگا۔..... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

”وہاں ہوتا تو ہاتھ لگتا اور میں نے ہر صورت میں وہ فارمولا حاصل کرنا ہے چاہے اس کے لئے مجھے پورے کرائس کی اینٹ سے اینٹ کیوں نہ بجانی پڑے۔..... عمران نے اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ نہیں عمران۔ تم یقین کرو کہ فارمولا وہیں لیبارٹری میں ہی تھا اور ڈاکٹر جوزف کی تحویل میں تھا۔..... اس بار آپرے نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ ہم نے ہر طرح چیکنگ کر لی ہے۔ فارمولا لیبارٹری میں واقعی نہیں تھا اور نہ ہی اس بارے میں ڈاکٹر جوزف کو علم تھا۔ میں

رہسور رکھ دیا۔

”یہ تو بالکل ہی بھڑ بن گیا ہے“..... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بھڑ اس لئے بن گیا ہے کہ اس کے لئے اتنی بات کافی تھی کہ فارمولا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھ نہیں لگ سکا اور یہ بات اس کے نزدیک ہماری شکست ہے“..... عمران نے جواب دیا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ہنگامہ

مکمل ناول

# ایس تھری

مصنف  
منظر ہریم ایم اے

ایس تھری پاکیشیائی ایٹمی آبدوز کا ایک ایسا آلہ جس کا توڑ کافرستان کے پاس نہ تھا۔ اس لئے اسے چرا لیا گیا۔ کیسے؟

ایس تھری جسے کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کے ایک گروپ نے ایسے فنکارانہ انداز میں چوری کر لیا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکی۔ پھر؟

ایس تھری جس کی برآمدگی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ناممکن بنا دی گئی بلکہ الشاعران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس یقینی موت کے جال میں پھنس کر رہ گئی۔ پھر؟ شاگل کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف۔ جو عمران اور اس کے ساتھیوں کو یقینی موت کے جال میں پھنسا دیکھ کر ان کی مدد کے لئے آگے بڑھا۔ کیا شاگل نے کافرستان سے غداری کی۔ لیکن کیوں؟

شاگل جس کا کافرستان کے صدر نے غداری کے جرم میں فوری کورٹ مارشل کا حکم دے دیا۔ کیا شاگل کو موت کی سزا دے دی گئی۔ یا؟

کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ایس تھری واپس لے آئے اور اپنی جانیں بچانے میں کامیاب بھی ہو سکے۔ یا؟

انتہائی حیرت انگیز دلچسپ اور ایکشن سے بھرپور ایک منفرد انداز کا ہنگامہ خیر ناول

یوسف برار زیاک گیٹ ملتان

# خاموش چینیں

مکمل ناول

مصنف  
مظہر کلیم ایم اے

◎ خاموش چینوں جنہوں نے ایک لمحے میں پاکستان کے دو ہزار انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

◎ خاموش چینوں کا آئندہ ٹاگٹ دو لاکھ افراد تھے۔ خاموش چینیں درحقیقت کیا تھیں؟

◎ عمران اور پاکستانی سیکرٹ سروس ایک جنون کے عالم میں خاموش چینوں کا پیچھا کرتی ہے۔ پھر قدم قدم پر موت کا پھندا۔ ہر لمحہ عذاب کا لمحہ

◎ دو لاکھ افراد کی زندگیوں کے خاتمے میں صرف ایک منٹ باقی رہ گیا اور عمران اور پاکستانی سیکرٹ سروس اس لمحے شکار کھیلنے میں مصروف تھی۔

◎ دو لاکھ افراد کے سروں پر موت کی تلوار لٹک رہی تھی اور عمران اور اس کے ساتھی عقابوں کو کبوتروں کے پیچھے چھوڑ کر متاثرہ دیکھ رہے تھے۔

◎ کیا خاموش چینوں نے دو لاکھ افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یا خود وہ خاموش ہو کر رہ گئیں۔ —؟

خیر رنگ میں عمران اور اس کی ٹیم کا حیرت انگیز لیڈر

..... شائع ہو گیا ہے .....

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

# بلیک ہاک

مکمل ناول

مصنف  
مظہر کلیم  
ایم اے

◎ اسرائیل کی تنظیم جیوش چینل کا سربراہ جس نے ایرو میزائل لیبارٹری کی حفاظت کی ذمہ داری بلیک ہاک کے سپرد کر دی۔

◎ بلیک ہاک یورپ کا انتہائی معروف ایجنٹ کرنل کارٹر۔ جس کا دعویٰ تھا کہ اس کے مقابلے پر کوئی ایجنٹ ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔

◎ بلیک ہاک جس سے مقابلے پر آکر عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنی بے بسی کا شدت سے احساس ہونا شروع ہو گیا۔ کیسے اور کیوں؟

◎ بلیک ہاک جس نے انتہائی مہارت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو نہ صرف گرفتار کر لیا بلکہ انہیں اس انداز میں بے بس کر دیا کہ شاید وہ اس سے پہلے بھی اس طرح بے بس نہ ہوئے تھے۔

◎ گام بازی جس کے نیچے ایرو میزائل لیبارٹری تھی جسے تباہ کرنے کا ٹاگٹ عمران اور پاکستانی سیکرٹ سروس لے کر اسرائیل گئی تھی۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی اس بار اپنے مشن میں کامیاب ہو سکے۔ یا؟

◎ بلیک ہاک اور پاکستانی سیکرٹ سروس کے درمیان ہونے والی انتہائی خوفناک اور جان لیوا جدوجہد کا انجام کیا ہوا۔ انتہائی حیرت انگیز انجام؟

بے پناہ اور تیز رفتار ایکشن۔ خوفناک اور اعصاب کو چٹخا دینے والا سپنس

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک انتہائی دلچسپ، یادگار اور تحریر ناول

# شیڈاگ ہیڈ کوارٹر

مصنف مصطفیٰ کلیم ایم اے

شیڈاگ ہیڈ کوارٹر جسے تلاش کرنا ہی ناممکن تھا لیکن عمران نے ہر قیمت پر اسے تباہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ پھر —؟

شیڈاگ ہیڈ کوارٹر جس تک طویل جدوجہد کے بعد پہنچنے کے باوجود عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس میں داخل ہونے سے قاصر رہے۔ کیوں —؟

شیڈاگ ہیڈ کوارٹر جسے تباہ کرنے کے مشن پر عمران اور اس کے ساتھیوں کا واسطہ لاتعداد خونخوار شہادتیں مچھلیوں سے پڑ گیا اور عمران اور اس کے ساتھی ان خونخوار شہادتیں مچھلیوں کے مقابلے میں ہوس ہو کر رہ گئے۔

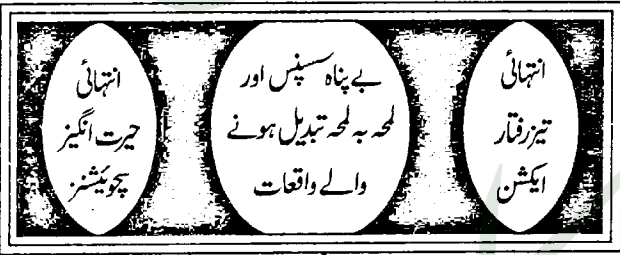
جہم اسکاٹ شیڈاگ کا چیف۔ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے انتہائی جدید ترین اور انتہائی مہلک اسلحہ کا بے دریغ استعمال شروع کر دیا۔ پھر کیا ہوا —؟

وہ لمحہ جب عمران کے ساتھی جولیا، تنویر اور کیپٹن نکلیں تینوں عمران اور دوسرے ساتھیوں کی آنکھوں کے سامنے مشین گن کے برسٹ کا شکار ہو گئے حقیقی شکار۔ پھر —؟

وہ لمحہ جب عمران نے شیڈاگ ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ کیوں —؟

وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت شیڈاگ ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کی بجائے مشن چھوڑ کر واپس لوٹ گیا۔ کیوں —؟

کیا شیڈاگ ہیڈ کوارٹر واقعی ناقابل تسخیر ثابت ہوا۔ یا؟



آج ہی اپنے قریبی بک شال یا براہ راست ہم سے طلب کریں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان